یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.
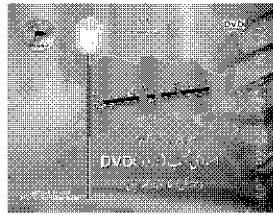
منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

اسرارِ امامت

ترجمہ

تلخیص کتاب سُلَیم بن قیس ہلالی رحمۃ اللہ علیہ عامری کوفی

متوفی ۹۰ھ

صاحب امیرالمومنین علی علیہ السلام

مترجم

مرزا یوسف حسین لکھنوی مرحوم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ نُرِيۡدُ اَنۡ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا

فِى الۡاَرۡضِ وَ نَجۡعَلَهُمۡ اَئِمَّةً وَّ نَجۡعَلَهُمُ الۡوٰرِثِيۡنَ

سبیل سکینہ

حیدرآباد لطیف آباد، یونٹ نمبر ۹

اسرارِ امامت

ترجمہ

تلخیص کتاب سُلَیم بن قیس ہلالی عامری کوفی رحمۃ اللہ علیہ

متوفی ۹۰ھ صاحب حضرت امیر المومنین علیہ السلام

مترجم

الاحقر مرزا یوسف حسین عفی عنہ لکھنوی

تصدیق امام جعفر صادق علیہ السلام

من لم یکن عندہ من شیعتنا و محبینا کتاب

ہمارے شیعوں اور دوستوں میں سے جس کے پاس سلیم بن قیس ہلالی کی

سلیم بن قیس الھلالی فلیس عندہ من امرنا

کتاب نہ ہو اس کے پاس ہمارے امر سے کچھ نہیں ہے اور ہمارے

شئ ولا یعلم من اسبابنا شیئًا و ھو ابجد الشیعة

اسباب کو کچھ نہیں جانتا اور یہ شیعہ کی ابجد ہے اور

و ھو من اسرار آل محمد علیھم السلام۔

آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔

الامام الصادق علیہ السلام

امام جعفر صادق علیہ السلام

نام کتاب: اسرارِ امامت

ترجمہ کتاب سُلیم بن قیس ہلالی عامری کوفی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم: مرزا یوسف حسین لکھنوی

ناشر: معصوم پبلیکیشنز، منٹھو کھا، کھرمنگ، سکردو، بلتستان

اشاعتِ باراوّل: دوہزار

سن اشاعت: مئی ۲۰۰۴ء بمطابق ربیع الاوّل ۱۴۲۵ھ

قیمت: 150 روپے

فهرست عنوانات

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۹۵	اصحابِ رسولؐ اور ابی ابن کعب	۴۲
۹۶	ایک پیش کش عباس بن عبد المطلب کے سامنے	۴۳
۹۷	عباس کا جواب باصواب اور شیخین کا پیچ و تاب	۴۴
۹۸	ایک طرف سقیفہ اور ایک طرف جنازۂ رسولؐ	۴۵
۹۹	حضرت ابو بکر کی بیعت منبر رسولؐ پر	۴۶
۱۰۰	ابلیس کا داخلہ مدینہ میں	۴۷
۱۰۱	امیر المومنین علیہ السلام کا اتمامِ حجت	۴۸
۱۰۳	امیر المومنین سے طلبِ بیعت	۴۹
۱۰۴	مزید اتمام حجت	۵۰
۱۰۴	بیعت کا پُر زور مطالبہ	۵۱
۱۰۵	بتولؑ کے دروازہ پر لکڑیوں کا انبار	۵۲
۱۰۵	خانۂ اہل بیتؑ پر یلغار	۵۳
۱۰۵	خاتونِ جنت کی فریاد	۵۴
۱۰۷	قنفذ کے مظالم	۵۵
۱۰۷	علی مرتضٰی علیہ السلام کو قتل کی دھمکی	۵۶
۱۰۹	اصحابِ باوفا کی جرأت	۵۷
۱۱۰	ابوذر کی تقریر	۵۸
۱۱۱	عمر کی گفتگو	۵۹
۱۱۱	ابو بریدہ اسلمی کی تقریر اور ابو بکر کی خانہ ساز حدیث	۶۰
۱۱۲	حضرت سلمان و ابوذر کا احتجاج	۶۱
۱۱۴	حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا خطاب عمر بن خطاب سے	۶۲

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۴۴	حضرت ابوذر کی بیماری اور ان کی عیادت	۲۰۴
۱۴۵	حضرت ابوذر کی وصیت ربذہ میں	۲۰۷
۱۴۶	منافقین کی سازشیں	۲۰۷
۱۴۷	عمار یاسر کی تائید	۲۰۸
۱۴۸	اہل بیت علیہم السلام کے مدارج	۲۰۹
۱۴۹	عمر بن عاص کا خطبہ شام میں	۲۱۰
۱۵۰	حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کا جواب	۲۱۱
۱۵۱	جھوٹی روایتوں کی ٹکسال معاویہ کے حکم سے	۲۱۲
۱۵۲	معاویہ کا خط زیاد بن سمیہ کے نام	۲۱۳
۱۵۳	اہل عجم پر مظالم	۲۱۳
۱۵۴	عمر کا خط ابوموسیٰ اشعری کے نام اور اہل عجم کا قتل عام	۲۱۵
۱۵۵	عمر کی بدعتیں معاویہ کے قلم سے	۲۱۷
۱۵۶	علی مرتضیٰ علیہ السلام قسیم جنت و نار ہیں	۲۱۸
۱۵۷	معاویہ کا پیغام امیر المؤمنین علیہ السلام کے نام	۲۱۸
۱۵۸	حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کا جواب باصواب	۲۲۱
۱۵۹	حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کا ایک بسیط خطبہ اور قرآن وحدیث سے فضائل اہل بیتؑ کے ثبوت	۲۲۶
۱۶۰	اسلام میں سبقت	۲۲۶
۱۶۱	اولوا الامر	۲۲۷
۱۶۲	ولایت	۲۲۷
۱۶۳	خم غدیر	۲۲۸

پیش لفظ

جس طرح کسی قوم کی تشکیل و تعمیر اس کے بانیوں اور معماروں کی پاک بازی خلوص نیت علو ہمت بے لوث خدمت اور بلند ترین مساعی اور قربانیوں پر موقوف ہے اسی طرح اس میں روحانیت کی بقاء اور ارتقاء بزرگان دین کے زریں ارشادات اور مقدس سیرت کے احیاء اور تشکیل و تعبیر کے علل و اسباب پیش آنے والے حوادث اور ان کا رد عمل پھر ان کے نتائج کی یاد تازہ رکھنے پر موقوف ہے جسے تاریخ کا نام دیا جاتا ہے۔

اسلام کے ابتدائی ادوار میں جس بے جگری سے ملت کے فروغ و ترقی کے لیے جلیل القدر خدمات انجام دی جاتی رہیں اس کے ساتھ ساتھ جو داخلی و خارجی مشکلات و حوادث سد راہ ہوتے رہے اور رہبران مذہب جس فراخ دلی اور خندہ پیشانی سے انکا مقابلہ کر کے اس کشتی کو پار لگانے میں جس طرح ہمہ وقت مصروف عمل رہے اگر آج ان کی تصویریں ہمارے سامنے نہ ہوں تو قوم ذرا سی بات پر گھبرا کر کیا سے کیا بن سکتی ہے اور کہاں سے کہاں پہنچ سکتی ہے جب اسے یہ بھی یاد نہ رہے کہ کس مقصد کے لیے اس کا وجود عمل میں آیا تھا اور آج وہ کس راہ پر رواں دواں ہے اور آیا وہ اپنے مرکز پر قائم ہے یا مرکز سے اتنی دور نکل گئی ہے کہ اب واپس آنا اگر عقلاً محال نہیں تو عرفاً دشوار ضرور ہے۔

کتاب سلیم بن قیس ہلالی

کتاب سلیم بن قیس ہلالی ملتِ حق کی وہ پہلی کتاب ہے جو اس وقت ضبط تحریر میں آئی جب اسلام کا قافلہ اپنے پہلے ادوار سے گزر رہا تھا اور ابھی وہ پاک طینت اور پاک دل ہستیاں بقید حیات تھیں جو درسگاہ نبوت میں عمریں گذار کر ان کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتے رہے آپ کے ارشادات عالیہ کو خود سنا یاد رکھا اور کسی امین کے حوالہ کر کے اس دنیا کو الوداع کہا۔

سلیم بن قیس ہلالی ایسے خدا ترس اور محتاط تابعی ہیں کہ انہوں نے جب کوئی حدیث کسی بزرگ صحابی سے سنی تو اسے اس وقت تک ضبط تحریر میں نہیں لائے جب تک دوسرے موثق اور معتمد علیہ اصحاب سے اس کی تصدیق اور تائید نہیں کرالی جس پر مندرجہ کتاب کی متعدد احادیث شاہد ہیں۔

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ انہیں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی صحبت کا بھی شرف حاصل ہوتا رہا ہے اور بیشتر احادیث اور واقعات پر ان سے تصدیق حاصل کرتے رہے ہیں اس کے بعد قدرت نے انہیں یہ موقع بھی دیا کہ وہ اس کے بعد حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو بھی سنا کر ان سے مزید تصدیق حاصل کرتے رہے ہیں اور جب رحلت کا وقت نزدیک آ پہنچا تو عمر بھر کے تجربہ کے بعد اپنے میزبان ابی عیاش کے لائق فرزند ابان ابن ابی عیاش کی قابلیت اور خدا داد صلاحیتوں کو دیکھ کر یہ گرانقدر امانت ان کے سپرد کر کے اس جہاں فانی سے رخصت ہو گئے۔

ابان ابن ابی عیاش نے اپنے پیشرو کی طرح یہ کتاب حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو بھی سنا کر ان سے تصدیق کرائی اور امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام کو بھی، جیسا کہ اس پر امام جعفر صادق علیہ السلام کی وہ تحریر شاہد ہے جو سرنامہ پر درج ہے۔

سلیم بن قیس ہلالی کے خدا رسیدہ اور مقبول بارگاہ الٰہی ہونے کے لیے یہ کیا کم ہے کہ جب ابان ابن ابی عیاش کو کوئی معتمد علیہ امین دستیاب نہ ہوسکا اور نہ پر آشوب زمانہ کے دگرگوں حالات نے اس کی اشاعت کا موقع دیا تو سلیم بن قیس ہلالی نے خواب میں آکر انہیں خبر دی کہ ان کی رحلت کا وقت قریب آچکا ہے اور تنبیہ کی کہ وہ جلد یہ امانت کسی امین کے حوالہ کردیں اسی صبح کو ابان ابن ابی عیاش کے پاس ابن اذینہ پہنچ گئے اور ابان ابن ابی عیاش نے یہ امانت ابن ذینہ کے سپرد کردی اور ایک ماہ گذرا تھا کہ ابان ابن ابی عیاش نے اس جہان فانی سے رحلت فرمائی۔

کتاب سلیم بن قیس ہلالی میں ابتدائی ادوار کے وہ تمام اہم ترین واقعات اور حضور نبی اکرمؐ اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کے ارشادات درج ہیں جنہیں مذہب حق کی اساس اور بنیاد کہا جائے تو بالکل بجا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا محدث و مورخ ومقرر نہیں جس نے ان کی سند سے متعدد روایات اپنی کتب میں درج نہ کی ہوں اس لیے اس کتاب کے مندرجات متفرق طور پر چھٹکے ہوئے موتیوں کی طرح آج بھی ضوفشاں ہیں۔

مگر نجف اشرف کے جید علماء کرام نے اس اسے اصلی حالت میں زندہ رکھا جیسا کہ آیت اللہ علوم حسنی نجفی کا یہ طویل بسیط مقدمہ جو انکی کدو کاوش اور تحقیق کا بہترین شاہکار ہے۔ اس پر شاہد ہے۔

یہ انہی کے فیض جاری کا نتیجہ ہے کہ آج اس کا ترجمہ طالبان حق کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے تاکہ ابتدائی ادوار کا مکمل نقشہ ناظرین کے سامنے آجائے اور انہیں حق وحقیقت معلوم کرنے میں سہولت ہو اور جو معرفتِ محمدؐ و آل محمدؐ تلاش بسیار کے بعد حاصل کی جاتی وہ صرف اس کے مطالعہ سے حاصل ہوجائے۔

اسی لیے حسب فرمائش فخر سادات کرام، سرتاج رؤساء عظام عالی جناب سید عنایت علی شاہ صاحب دام اقبالہم العالی رئیس جہانیاں شاہ ضلع سرگودھا مکررات حذف

کر کے باقی کتاب کا ایسا با محاروہ ترجمہ جس میں لفظی ترجمہ کے بجائے مقصد ادا کرنے کی زیادہ کوشش کی گئی ہے ناظرین کرام کی خدمات عالیات میں پیش کر رہا ہوں ۔

گر قبول افتدز ہے عز و شرف

میری دعا ہے کہ خداوند عالم مجھے اور تمام مؤمنین کو صراط مستقیم پر قائم اور جو گم گشتہ راہ ہیں انہیں صراط مستقیم کی ہدایت فرمائے آمین بحق چہاردہ معصومین علیہم السلام۔

و آخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین

والصلوة والسلام علی رسوله الکریم

و اٰله الطیبین الطاهرین علیهم السلام

الاحقر

مرزا یوسف حسین عفی عنہ لکھنوی

ملاّ فاضل، دبیر کامل، صدر الافاضل

سابق مبلغ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ

حاکم شرعی کرم ایجنسی

حال مبلغ اسلام میانوالی، مغربی پاکستان

مقدمہ

(کتاب سلیم بن قیس کی توثیق میں)

کتاب سلیم بن قیس ہلالی کوفی کے بارے میں یہ گراں بہا اور نفع بخش فائدے ہیں جو پیش کیے جاتے ہیں یہ بعض محققین کی مساعی کا نتیجہ ہے جسے انہوں نے اپنے نسخوں میں شامل کر لیا ہے۔ خداوند عالم ان کے امثال اہل علم میں زیادہ کرے اور اس ذریعہ سے خدا کے بندوں کو فائدہ پہنچائے چونکہ ان تحقیقات اور فوائد کا اس کتاب سے گہرا تعلق ہے اس لیے ہم نے اسکی اشاعت ضروری سمجھی اور ان استاد محقق کی اس مہربانی پر کہ انہوں نے اسے حاشیوں سے بھی آراستہ کر دیا ہے ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

ان کا یہ مقدمہ نہایت مستحکم اور اس کتاب کا سنگ بنیاد ہے اس کا مطالعہ کرنے والوں پر فرض ہے کہ ان فوائد پر نظر رکھیں خدا ان کے وجود کو قائم رکھے۔

پہلا فائدہ

ہمارے بعض محققین نے ذکر کیا ہے کہ احادیث اصول مذہب شیعہ کے اس مؤلف ابو صادق سلیم بن قیس ہلالی کوفی عامر تابعی نے حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ اور امام حسن اور امام حسین اور امام زین العابدین اور امام محمد باقر علیہم السلام کا زمانہ پایا ہے

اور امام زین العابدین علیہ السلام کے عہد امامت میں جبکہ وہ حجاج بن یوسف کے دور میں پوشیدہ تھے وفات پائی ہے یہ پرانے اصول پر امام جعفر صادق علیہ السلام کے عہد سے قبل تالیف کی گئی ہے۔

کتاب الغیبت

ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم بن جعفر نعمانی نے کتاب الغیبت کے اس باب میں جس میں یہ روایت کی گئی ہے کہ امامؑ بارہ ہیں فرمایا ہے کہ تمام اہل علم اور آئمہ اہل بیت علیہم السلام سے روایت کرنے والوں میں اس امر میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ سلیم بن قیس کی کتاب اصول دین میں سب سے بڑی اصل ہے۔ اہل علم اور اہل بیت کے ذمہ دار راویوں نے اسے پیش پیش رکھا ہے اس لیے کہ اس میں جو کچھ درج ہے وہ سب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امیر المؤمنین علیہ السلام، مقدادؓ، سلمانؓ، ابوذرؓ اور ان جیسے معتمد اصحاب رسول سے لیا گیا۔ جنہیں آنحضرت اور حضرت امیر المؤمنین کی صحبت زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا اور انہوں نے خود ان سے سنا اور یہ ایسے اصول ہیں جن کی طرف شیعہ رجوع کرتے اور اس پر اعتماد اور بھروسہ کرتے ہیں۔

اور ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ہمارے شیعوں اور دوستوں میں سے جس کے پاس کتاب سلیم ابن قیس ہلالی نہ ہو اس کے پاس ہمارے امر (ولادیت وغیرہ) میں سے کچھ نہیں ہے اور نہ وہ ہمارے اسباب سے باخبر ہے اور یہ مذہب شیعہ کی ابجد اور آل محمدؐ کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔

مختصر اثبات الرجعۃ

کتاب مختصر اثبات الرجعۃ جو غیبت کے موضوع پر فضل ابن شاذان متوفی ۲۶۰ھ نے لکھی ہے انہوں نے محمد بن اسماعیل بن بزیع سے اور انہوں نے حماد ابن عیسیٰ

متوفی ۲۰۸ھ سے اور انہوں نے ابراہیم ابن عمر یمانی سے (جو امام محمد باقر اور امام جعفر صادق اور امام موسیٰ کاظم علیہم السلام کے اصحاب سے تھے) اور انہوں نے ابان ابن ابی عیاش سے اور اس نے سلیم ابن قیس ہلالی سے نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے قرآن مجید کی کچھ تفسیر سلمانؓ، مقدادؓ اور ابوذرؓ سے سنی ہے۔ آپؑ نے جواب دیا کہ لوگوں کے پاس حق بھی ہے اور باطل بھی سچ بھی ہے اور جھوٹ بھی ناسخ بھی ہے اور منسوخ بھی آخر حدیث تک جس میں یکے بعد دیگرے آئمہ طاہرین علیہم السلام کے نام لیے گئے ہیں اس کے آخر میں ہے کہ محمد ابن اسماعیل کا کہنا ہے کہ پھر حماد نے کہا کہ میں نے اس حدیث کا اپنے مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے ذکر کیا تو وہ گریہ فرمانے لگے اور فرمایا کہ سلیم نے سچ کہا ہے اس لیے کہ یہ حدیث میرے پدر بزرگوار نے اپنے پدر بزرگوار سے اور انہوں نے اپنے جد امام حسین علیہ السلام سے نقل کر کے بتائی ہے اور فرمایا ہے کہ میں نے اپنے پدر بزرگوار سے یہ اس وقت سنی جب سلیم ابن قیس نے ان سے سوال کیا تھا۔

مختصر البصائر

کتاب مختصر البصائر میں ہے کہ ابان ابن ابی عیاش نے سلیم ابن قیس کی یہ کتاب امام زین العابدین علیہ السلام کو اس وقت پڑھ کر سنائی جب آپ کے مخصوص اور مشہور اصحاب بھی موجود تھے جن میں ابوطفیل بھی تھے سن کر امام علیہ السلام نے تصدیق کی اور فرمایا کہ یہ ہمارے صحیح احادیث سے ہے۔

کشّی

کشّی نے ذکر کیا ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام کے بعد یہ کتاب امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں پیش کی گئی تو انؑ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا کہ سلیم

نے سچ کہا ہے۔ امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد میرے روبرو وہ میرے پدر بزرگوار کے پاس بیٹھے تھے اور حدیث سنائی تو میرے والد ماجد نے فرمایا کہ سلیم نے سچ کہا ہے مجھ سے والد بزرگوار اور عم نامدار نے بھی اپنے پدر بزرگوار سے سن کر یہی فرمایا ہے۔

ابن ندیم

سلیم ابن قیس کی یہ کتاب اصول مذہب میں شیعہ اور اہل سنت میں مشہور ہے ابن ندیم نے اپنی فہرست میں لکھا ہے کہ یہ پہلی کتاب ہے جو شیعوں میں منظر شہود پر آئی اس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ یہ پہلی کتاب ہے جس سے مذہب شیعہ کی بنیادوں کا پتہ چلتا ہے جیسا کہ حدیث میں اس کی حقیقت ظاہر کی گئی ہے کہ یہ شیعہ کی ابجد ہے۔

محاسن الوسائل

قاضی بدر الدین نے اپنی کتاب محاسن الوسائل فی معرفۃ الاوائل میں لکھا ہے کہ سلیم ابن قیس ہلالی کی کتاب سب سے پہلے مذہب شیعہ میں لکھی گئی ہے۔ میں کہتا ہوں (کتاب السنن) جو ابو رافع کی تصنیف ہے جو ۴۰ھ کے درمیان فوت ہوئے اور جن کی وفات کے بعد ان کا مکان معاویہ نے خرید لیا تھا وہ سلیم ابن قیس کی کتاب سے قبل لکھی گئی ہے۔

قدیم اصحاب

بہت سے قدیم اصحاب نے اپنی کتب میں سلیم ابن قیس کا ذکر کیا ہے۔ جیسے اثبات الرجعۃ، الاحتجاج، الاختصاص، عیون المعجزات، من لا یحضرہ الفقیہ، لبصائر الدرجات، کافی، خصال تفسیر فرات، تفسیر محمد ابن عباس ابن ماہیار، الدر النظیم فی مناقب الائمۃ اللہا میم اور اس سے جو روایات لی ہیں انہیں ابان ابن ابی عیاش تک منتہی کیا ہے۔

جنہیں سلیم ابن قیس نے کتاب دے کر وصیت کی تھی لیکن بہت سے دوسرے راوی سلیم کی طرف منسوب کر کے یہ احادیث ابان کے واسطہ کے بغیر بیان کرتے ہیں۔ جیسا کہ سندوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ پس جو شخص ابراہیم ابن عمر یمانی سے روایت کرتا ہے وہ درحقیقت حماد ابن عیسیٰ سے روایت کرتا ہے اور وہ ابراہیم ابن عمر سے اور وہ سلیم سے بغیر ابان کے واسطہ کے اس امر کی نجاشی اور شیخ طوسی نے تشریح فرمائی ہے اس سے واسطہ کے ثبوت پر کوئی اثر نہیں پڑتا جیسا کہ کتاب اثبات الرجعة میں محمد ابن اسماعیل ابن نزیع سے ایک روایت درج ہے جو انہوں نے حماد ابن عیسیٰ سے اور انہوں نے ابراہیم ابن عمر یمانی سے اور انہوں نے ابان ابن ابی عیاش سے اور انہوں نے سلیم ابن قیس سے نقل کی ہے۔ یہی حال دوسری روایات کا ہے بلکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابراہیم سلیم سے بلا واسطہ بھی روایت کرتے ہیں اور ابان کے واسطہ سے بھی بلکہ بعض احادیث کو بہت سے واسطوں سے روایت کرتے ہیں۔ جیسا کہ خود سلیم کے بعض نسخوں میں اسی طرح درج ہے کہ ابراہیم ابن عمر یمانی سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے چچا عبدالرزاق ابن ہمام متوفی ۲۱۱ھ سے انہوں نے اپنے باپ ہمام ابن نافع صنعائی سے انہوں نے ابان ابن ابی عیاش سے انہوں نے سلیم ابن قیس سے روایت کی ہے۔

روایات میں اس طرح بھی ہے کہ ابراہیم نے عبدالرزاق سے انہوں نے معمر ابن راشد سے انہوں نے ابان سے انہوں نے سلیم سے روایت کی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ سب معاصر تھے۔ سب راویوں کا ذکر اس لیے کرتے ہیں کہ سلسلوں کی کثرت سے وثوق و اعتبار سے زیادہ ہو جائے حالانکہ ایک دوسرے سے بیان کیا کرتا تھا اور ان کے لیے بلا واسطہ راہ بھی موجود تھی۔

اسی طرح علی ابن جعفر حضرمی بغیر واسطہ کے سلیم سے روایت کرتے ہیں جیسا کہ بصائر الدرجات اور اختصاص میں ان کی روایات یوں درج ہیں کہ ابراہیم بن محمد ثقفی نے اسماعیل بن شبار سے انہوں نے علی بن جعفر حضرمی سے انہوں نے سلیم شامی سے نقل

کیا ہے کہ میں نے علی مرتضیٰ علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں اور میرے اوصیاء جو میری ذرّیت سے ہونگے مہدیؑ ہیں آخر حدیث تک یہ حدیث سلیم بن قیس ہلالی کے نسخوں میں موجود ہے۔

یہیں سے یہ امر بھی ظاہر ہوگیا کہ سید علی ابن احمد عقیقی اوران کے تابعین مثل ابن ندیم وغیرہ کا یہ کہنے سے کہ ابان کے سوا کسی نے سلیم سے روایت نہیں کی یہ مطلب ہے کہ سلیم نے ابان کے سوا یہ کتاب کسی کو سپرد نہیں کی یا وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ابان کے سوا سلیم سے کسی اور کا روایت کرنا انہیں معلوم نہیں ہے۔

پس ہم نے ان کے علاوہ جو روایتیں قدماء کی ان کتابوں میں پائی ہیں جو ان سے قبل تالیف ہوئیں وہ اس کے منافی نہیں ہے کیونکہ ان کا یہ کہنا کہ انہیں کسی اور راوی کے نہ ہونے کا علم ہے بے کار ہے اس سے اختلاف دور نہیں ہوتا۔

خصوصاً جب کہ ابن غضائری نے بھی اعتراف کیا ہے جن کے سوا کسی نے کتاب سلیم کی تنقید نہیں کی انہیں کتاب سلیم، ابان کے وسیلہ کے بغیر ملی ہے پس جن لوگوں نے سلیم سے ناواقفیت ظاہر کی ہے ان کی رد میں انہوں نے فرمایا ہے کہ میں نے سلیم کا ذکر کئی جگہ پایا ہے بغیر ان کی کتاب یا ابان ابن ابی عیاش کی روایت کے اور ہمیں اس تنقید کے رد کرنے کی ضرورت نہیں ہے جبکہ محققین کا تصدیق کرنا اس کے دفع کے لیے کافی ہے۔

جس طرح سلیم نے اپنی کتاب ابان کے حوالہ کی تھی اور دوسرے لوگ ان سے روایت کرتے ہیں اس طرح ابان نے اپنی وفات سے قبل یہ کتاب عمر بن محمد عبدالرحمان بن اذنیہ کوفی کے حوالے کی تھی اس لیے کہ انہوں نے خواب میں سلیم کو دیکھا کہ وہ انہیں خبر دے رہے ہیں کہ وہ جلد وفات پانے والے ہیں اور حکم دے رہے ہیں کہ وہ جلد وصیت کو پورا کریں جیسا کہ ابن اذنیہ نے کتاب سلیم کے شروع میں اس کا ذکر کیا ہے۔

اور علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ نے اول بحار الانوار میں کتاب سلیم کے سرنامہ کا ذکر کیا ہے اور اس میں ابن اذنیہ کا یہ بیان بھی ہے کہ ابان نے اپنی موت سے قبل انہیں بلایا پھر طویل بیان کے آخر میں یہ کہا کہ پھر ابان نے سلیم کی کتاب میرے سپرد کر دی اس کے بعد ایک ماہ بھی زندہ نہ رہے۔

پس ابن اذنیہ یہ روایت کرتے ہیں کہ ابان نے یہ کتاب ان کے سپرد کی ہے اور ایک دوسرا گروہ اس سپردگی کے بغیر براہ راست ابان سے روایت بیان کرتا ہے جیسا کہ بہت سی کتابوں میں احادیث سلیم کی سندوں سے ظاہر ہوتا ہے اور کتاب سلیم کے بعض نسخوں کے اول میں ہے کہ ان میں عثمان بن عیسیٰ اور حماد بن عیسیٰ بھی ہیں کیونکہ یہ دونوں ابان سے روایت کرتے ہیں جیسا کہ فہرست اور نجاشی کی دونوں سندوں میں ہے جنہوں نے ایک ہی شیخ سے روایت کی ہے جس کی تعبیر نجاشی نے یہ کی ہے کہ وہ علی بن احمد قمی اور شیخ طوسی ہیں جو کہ ابی جید سے اخذ کرتے ہیں جن کا نام علی بن احمد بن ابی جید قمی ہے اور وہ ان دونوں کے استادوں میں سے تھے اور وہ محمد بن حسن بن ولید سے روایت کرتے ہیں اور وہ محمد بن ابوالقاسم ماجیلویہ سے اور وہ محمد بن علی الصیرفی سے اور وہ حماد وعثمان فرزندان عیسیٰ سے اور وہ ابان سے اور وہ سلیم سے اور تمام سندیں اسی طرح فہرست شیخ طوسی میں موجود ہیں لیکن نجاشی کے نسخوں میں آخری حصہ کاتب کے قلم سے ساقط ہوگیا ہے۔ یعنی یہ کہ انہوں نے ابان سے اور ابان نے سلیم سے روایت کی ہے ور ان میں سے ابراہیم بن عمر یمانی بھی ہیں جن کا ذکر گذر چکا ہے کہ وہ خود بھی بلا واسطہ سلیم سے روایت کرتے ہیں اور ان میں محمد بن مروان سندی بھی ہیں جن کا ذکر تفسیر فرات میں ہے اور ان میں سے نصر بن مزاحم بھی ہیں جیسا کہ اس سند میں ہے جو تفسیر محمد بن عباس ما ہیار میں درج ہے۔

تین قسم کے فرق

میں نے اصل کے نسخوں میں تین قسم کے فرق پائے ہیں۔

پہلا فرق

اس کی ابتداء کی سند میں ایک نسخہ میں جسے شیخ محمد بن حسن حر عاملی نے لکھوایا ہے اور وہ اس وقت بعض مشہور بزرگان نجف کے کتب خانوں میں موجود ہے اور ان پر حر عاملی کی تحریر و تصحیح اور ملکیت درج ہے ۱۰۸۷ھ میں پھر ان کے فرزند شیخ محمد رضا کی ملکیت ۱۱۰۵ھ میں موجود ہے اور وہ علامہ مجلسی کے نسخہ کے مطابق ہے جسے انہوں نے بحار الانوار کے اوائل میں مکمل درج کیا ہے دو سندوں سے ایک سند عثمان و حماد فرزندان عیسیٰ تک اور ان سے ابان تک پہنچی ہے اور دوسری محمد بن عمیر تک ابن اذنیہ کے ذریعے پہنچی ہے انہوں نے کہا کہ ابان ابن ابی عیاش نے اپنی موت سے ایک ماہ قبل انہیں بلایا اور کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میری موت نزدیک ہے آخر واقعہ تک اور وہ یہ کہ ابن اذنیہ نے کہا کہ پھر ابان نے کتاب سلیم میرے حوالے کر دی۔

لیکن ایک پرانے نسخہ میں جو آج کل نجف کے ایک کتب خانہ میں ہے اور نصف تک ہے اس طرح ہمارے شیخ علامہ نوری رحمۃ اللہ علیہ کے نسخہ میں جس سے سید محمد موسیٰ خوانساری نے ۱۲۷۰ھ میں لکھا ہے اور وہ بھی نجف کے بعض کتب خانوں میں ہے اور اس طرح اس نسخہ میں جو شیخ ابو علی حائری رجائی کے پاس تھا جیسا کہ اس کا اول اپنی کتاب منتہی المقال میں درج کیا ہے اور اس طرح اس نسخہ میں جسے علامہ سید حامد حسین لکھنوی ہندی نے استقصاء الافہام میں نقل کیا ہے جہاں کتاب کے اعتبار پر بحث کی ہے ان سب میں اس صورت سے سند درج ہے کہ مجھ سے ابو طالب محمد بن صبیح بن رجاء نے ۳۳۴ھ میں دمشق میں بیان کیا ہے انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابوبکر احمد بن منذر بن احمد

صنعائی نے صنعا میں بیان کیا جو محفوظ اور نیک بزرگ تھے اور اسحاق بن ابراہیم الدمیری کے ہمسایہ تھے انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابوبکر عبدالرزاق بن ھمام بن نافع صنعائی حمیری نے بیان کیا انہوں نے کہا مجھ سے ابوعروہ معمر بن راشد بصری نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابان بن ابی عیاش نے ایک ماہ قبل بلاکر کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میری موت نزدیک ہے اس کے بعد بقیہ وہی تحریر ہے جو علامہ مجلسی اور شیخ محمد حر عاملی نے ابن اذنیہ کی زبانی بیان کی ہے اور اس کے آخر میں یہ ہے کہ ابن اذنیہ نے کہا پھر ابان نے سلیم بن قیس کی کتاب مجھے دے دی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابان نے جسے بلایا تھا وہ ان نسخوں میں عمر بن اذنیہ ہے اور ان کا نام کاتب کے قلم سے رہ گیا ہے اس لیے کہ آخر میں اس کا ذکر موجود ہے۔ پس تمام گذشتہ نسخوں کا اتفاق ظاہر ہوگیا یعنی یہ کہ سلیم نے اپنی کتاب ابان کے حوالہ کی اور ابان نے عمر بن اذنیہ کے سپرد کی اور محمد بن ابی عمر اور اسحاق بن ابراہیم بن عمر یمانی کی روایت جیسا کہ کشی کی سند میں ہے اور معمرؔ بن راشد وغیرھم کی روایت ابن اذنیہ سے ہے۔

ایک نسخہ اور پایا جاتا ہے جس میں سے تمام ابتدائی عبارت حذف ہے اور وہ نجف کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے جسے میر محمد سلیمان بن میر محمد معصوم بن میر بہاء الدین حسینی نجفی نے مدینہ منورہ میں ۱۰۴۸ھ میں لکھا ہے جس میں دو ہزار بیت کے قریب ہیں۔ ان کی پہلی حدیث حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے

''کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنہیں خدا بغیر حساب کے جنت میں داخل کرے گا اس قول تک کہ انہیں جہنمی نام رکھیں گے'' اور اس کا اول مختصر حمد کے بعد یہ ہے: ''یہ آنحضرت کی حدیثوں میں سے چند ہیں جنہیں سلیم ابن قیس ہلالی نے جمع کیا ہے۔'' حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے اور کہا ہے کہ ہم سے امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ اسی طرح سلیم نے کہا یا سلیم نے ذکر کیا کہ لفظ کے ساتھ نصف کتاب تک ہے پھر ان سے ذکر کیا ہے کہ یہ کلمات سلیم ابن قیس کے ہیں۔ اور اس کے بعد ان کی کتاب کے

بعض اور کلمات درج ہو رہے ہیں۔ پھر انہوں نے ذکر کیا کہ مجھے ایک اور نسخہ ملا ہے جو سلیم ابن قیس کی طرف منسوب کیا جاتا ہے (اور وہ یہ ہے) ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کہا سلیم ابن قیس ہلالی نے آخر تک۔

دوسرا فرق

ترتیب احادیث میں ہے یعنی بعض نسخوں میں جو احادیث اول میں ہیں وہ دوسروں میں آخر میں ہیں۔

تیسرا فرق

تیسرا فرق احادیث کی مقدار میں ہے پس نجف کے ایک کتب خانہ کے نسخہ میں جو بعض مشہور بزرگوں کا ہے نصف کتاب یا اس سے کچھ زائد ہے اور علامہ نوری رحمۃ اللہ علیہ کا نسخہ اس سے زیادہ کامل ہے۔ اور شیخ محمد حر عاملی کا نسخہ سب نسخوں سے زیادہ کامل ہے اور یہ سب میری نظر سے گذرے ہیں ظاہر یہ ہے وہ ان کے ہمعصر علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ کے نسخہ کے مقابل ہے۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ کے نسخہ کا اس پرانے نسخہ سے مقابلہ کیا گیا ہے ابو محمد رمانی کے قلم سے لکھا ہوا پایا گیا ہے جس کی کتابت کی تاریخ ۶۰۹ھ ہے جیسا کہ علامہ مامقانی نے تنقیح المقال میں بیان کیا ہے پھر بھی اس میں وہ تمام احادیث نہیں پائے جاتے جو کتاب سلیم سے قدیم علماء کے کتب میں مروی ہیں جیسے نعمانی کی کتاب ''الغیبۃ'' وغیرہ میں۔

بس یہی کچھ ذکر کیا ہے ہمارے شیخ نے خدا انہیں طول عمر بخشے اور سلیم ابن قیس کی کتاب کی تحقیق کا انہیں فائدہ پہنچائے میری جان کی قسم یہ قیمتی تحقیق ہے جو پڑھنے والے کو اس طرح حقیقت سے واقف کر دیتی ہے کہ گویا اس نے آنکھ سے دیکھا یا ہاتھ سے مس کیا ہے۔ خدا اہل علم میں ان کے امثال زیادہ کرے۔

دوسرا فائدہ

ان تذکروں میں جو محققین مؤلفین نے کتاب سلیم کے اعتبار کے لیے بیان کیے ہیں۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ نے ایک حدیث مرسل میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ ہمارے جس شیعہ اور محبّ کے پاس سلیم بن قیس ہلالی کی کتاب نہ ہو اس کے پاس ہمارے امر سے کچھ نہیں ہے اور ہمارے اسباب کچھ نہیں جانتا اور یہ شیعہ کی ابجد ہے اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔ یہ روایت باوجود مرسل ہونے کے مشہور ہے جسے مجلسی نے بحا الانوار میں بیان کیا ہے اور فرمایا ہے کہ میں نے سلیم بن قیس کی کتاب کا ایک قدیم نسخہ پایا ہے جو دو روایتوں سے منقول ہے جس میں سے تھوڑا سا فرق ہے۔ ایک کے آخر میں لکھا ہوا ہے ''سلیم بن قیس ہلالی کی کتاب تمام ہوگئی خدا کی حمد و مدد سے ربیع الثانی کی پہلی تاریخ سنہ ۶۰۹ھ جسے ابو محمد رمانی نے لکھا ہے خدا کی حمد اور آنحضرت پر درود بھیجتے ہوئے'' پھر یہ روایت لکھی ہے پھر مجلسی نے مرسل ہونے کی حالت میں اسے اس طرح درج کیا ہے جیسے ملی ہے کتاب سلیم بن قیس کے نسخہ کے پشت پر جس کا مالک شیخ عالم جلیل محدث شیخ محمد بن حسن حر عاملی ہے سنہ ۱۰۸۷ھ ہے اور اسی سنہ میں لکھی گئی۔

محمد بن ابراہیم

شیخ جلیل محمد بن ابراہیم کاتب نعمانی نے کتاب الغیبۃ مطبوعہ ایران میں لکھا ہے اس باب میں جہاں یہ روایت درج کی ہے کہ امام بارہ ہیں ان کی عبارت یہ ہے مذہب شیعہ کے علماء اور آئمہ طاہرین علیہم السلام سے روایت کرنے والوں میں اس امر میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ سلیم بن قیس ہلالی کی کتاب ان اہم کتب اصول سے ایک اصل ہے جن کی اہل علم اور حاہرین احادیث اہل بیت علیہم السلام نے روایت کو مقدم سمجھا ہے۔

اس لیے کہ اس اصل میں جو کچھ درج ہے وہ سب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المؤمنین علیہ السلام اور مقداد و سلمان فارسی اور ابوذر اور ان جیسے اصحاب سے لی گئی ہیں جنہوں نے آنحضرتؐ اور امیر المؤمنین کی زیارت کی ہے اور ان سے سنا ہے اور یہ ایسے اصول سے ہے جس کی طرف شیعہ رجوع کرتے اور اعتماد کرتے ہیں۔

ابن ندیم

ابن ندیم نے اپنی فہرست کے پانچویں فن کے چھٹے مقالہ میں جو علماء کے حالات اور ان کی مصنفہ کتب کے ناموں میں ہے یہ لکھا ہے کہ سلیم بن قیس ہلالی اصحاب امیر المؤمنین علیہ السلام سے ہیں وہ حجاج سے بھاگے ہوئے تھے حجاج ان کے تجسس میں تھا تاکہ انہیں قتل کر دے انہوں نے ابان بن ابی عیاش کے گھر پناہ لی جب ان کی وفات کا وقت نزدیک آیا تو انہوں نے ابان سے کہا کہ مجھ پر تمہارا حق ہے اور میری موت کا وقت آ پہنچا ہے یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام وارشادات ہیں انہیں کتاب دی۔ اسی کو کتاب سلیم بن قیس ہلالی کہتے ہیں۔ اس سے ابان بن ابی عیاش نے روایت کی اور کسی نے روایت نہیں کی۔ ابان نے اپنے کلام میں کہا ہے کہ سلیم ضعیف العمر تھے ان کے چہرہ سے نور نکلتا تھا اور پہلی کتاب جو شیعہ کے لیے منظر شہود پر آئی وہ سلیم بن قیس ہلالی کی کتاب ہے۔

مختصر بصائر الدرجات

مختصر بصائر الدرجات میں ہے کہ ابان بن ابی عیاش نے کتاب سلیم بن قیس ہلالی امام زین العابدین علیہ السلام کو سنائی آپ کے اکابر اصحاب کی موجودگی میں جن میں ابوطفیل بھی تھے۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے اس کی تصدیق فرمائی اور فرمایا کہ یہ ہمارے صحیح احادیث ہیں۔

قاضی بدرالدین

قاضی بدرالدین سبکی متوفی ۷۶۹ھ نے کتاب محاسن الوسائل فی معرفۃ الاوائل میں فرمایا ہے کہ پہلی کتاب جو شیعہ کیلئے تصنیف کی گئی وہ کتاب سلیم بن قیس ہلالی ہے۔

علامہ مجلسیؒ

علامہ مجلسی نے اوائل بحارالانوار میں جو کتب کے اعتبار کا ذکر کیا ہے فرمایا ہے کہ کتاب سلیم بن قیس ہلالی بہت مشہور ہے حالانکہ اس میں ایک گروہ نے قدح کی ہے مگر حق یہ ہے کہ وہ ان اصول سے ہے جو معتبر ہیں۔

شیخ محمد بن حسن حر عاملی

عالم جلیل شیخ محمد بن حسن حر عاملی نے آخر وسائل میں فرمایا ہے۔ چوتھا فائدہ ان معتبر کتب کے ذکر میں ہے جن میں اس کتاب کی احادیث نقل کی گئی ہیں اور ان کی صحت پر ان کے مؤلفین اور دوسرے حضرات نے گواہی دی ہے اور ان کے ثبوت پر قرینے قائم کیے ہیں اور تواتر کے ساتھ مؤلفین تک پہنچی ہیں یا مؤلفین کی طرف ان کی نسبت اس طرح معلوم ہوگئی ہے کہ ان میں کوئی شک وشبہ نہیں رہا چنانچہ وہ بڑے بڑے علماء کے قلم سے لکھی ہوئی ہے اور بار بار ان کی تصنیفوں میں ان کا ذکر آتا رہا ہے اور انہوں نے مؤلف کی طرف ان کی نسبت کی گواہی دے دی ہے۔ اور ان کتب کے متواتر روایات ان مضامین کے مؤید ہیں اور متعدد حضرات نے انہیں نقل کیا ہے اسی طرح وہ قرائن سے گھری ہوئی ہیں اور وہ کتاب کافی ہے یہاں تک کہ فرمایا کہ اور کتاب سلیم بن قیس ہلالی ہے اور بارہویں فائدہ میں جب انہوں نے ترجمہ سلیم بن قیس ہلالی کا ذکر کیا ہے تو فرمایا ہے کہ تحقیق کہ گذرا قضاء میں یہ کہ یہ کتاب امام زین العابدین علیہ السلام کی

خدمت میں پیش کی گئی اور ہمارے پاس اس کا نسخہ پہنچا ہے۔ اس میں کوئی فاسد شئے نہیں اور نہ کوئی ایسی چیز ہے جس سے اسکے موضوع ہونے کے ثبوت میں پیش کیا جائے، البتہ جو اسکا غیر ہوگا وہ موضوع اور فاسد ہوگا اسی لیے وہ مشہور نہیں ہوا اور نہ ہم تک پہنچا ہے۔

سید ہاشم بحرانی

سید جلیل بحرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب غایۃ المرام کے باب چون (۵۴) میں جو اس فصل کے ابواب سے ہے جس میں فضائل امیر المؤمنین علیہ السلام کے باب میں فرمایا ہے کہ کتاب سلیم بن قیس ہلالی متفق علیہ کتاب ہے اس سے مصنفین نے روایات لی ہیں اور وہ تابعین سے ہیں انہوں نے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام اور سلمان اور ابوذر کو دیکھا ہے اس کتاب کے شروع میں یہ عبارت ہے کہ یہ نسخہ ہے کتاب سلیم بن قیس ہلالی کا جسے انہوں نے ابان بن ابی عیاش کے سپرد کیا اور پڑھ کر سنایا آخر کتاب تک۔

یہ مشہور محققین رحمۃ اللہ علیہم کی گواہیاں ہیں جو اس کتاب کو معتبر اور سلیم بن قیس کی طرف اسکی نسبت کو صحیح تسلیم کرتے ہیں اور تم اکثر تصنیفوں میں اس کا نمایاں ذکر پاؤ گے اور اس کا طویل تبصرہ منتہی المقال، مصنفہ شیخ علی حائری اور روضات الجنان مصنفہ سید محمد باقر موسوی خوانساری اور تنقیح المقال فی احوال الرجال مصنفہ علامہ فقیہ شیخ عبداللہ مامقانی نجفی میں پاؤ گے خدا کی رضائیں ان کے شامل رہیں اور یقیناً ان سب بزرگوں نے اس کتاب کی سلیم کی طرف نسبت کی تحقیق فرمائی ہے اور یہ طے کیا ہے کہ یہ انتہائی درجہ کی معتبر ہے اور اس کی خبریں صحیح ہیں جن کی توثیق کی گئی ہے اور اس کتاب پر مخالفوں کی طرف سے جس قدر شبہے کیے جاتے تھے انہوں نے ان سب کی تردید کی ہے اور ان کی راویوں کو باطل کہا ہے جن میں سے ایک غضائری بھی ہیں جو اس بات میں مشہور ہیں کہ ان کی تصنیفات ناقابل اعتبار ہیں اور جن کے باخبر مؤلف نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ اس نے اس پر نص کی ہے۔ لہٰذا اس کتاب میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

تیسرا فائدہ

صاحب کتاب الدر النظیم فی مناقب الائمۃ اللہا میم نے حضرت امیر المومنین کی وصیت بیان کرنے کے بعد آپ کی دوسری وصیت کا ذکر کیا ہے جو آپؑ نے اپنے فرزند امام حسن علیہ السلام سے کی ہے۔ وہ کہتے ہیں: کہ عبدا لرحمان بن حجاج نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے نیز عمر ابن شمر نے جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور انہوں نے ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے فرمایا کہ: یہ وصیت علی ابن ابی طالب کی ہے اپنے فرزند حسن (علیہ السلام) سے اور وہ سلیم بن قیس کا نسخہ ہے جو انہوں نے ابان کے حوالہ کیا اور پڑھ کر سنایا تھا اور ابان کہتے ہیں کہ انہوں نے امام زین العابدین علیہ السلام کو پڑھ کر سنایا تھا۔

سلیم کہتے ہیں کہ میں اس وقت موجود تھا جب حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اپنے فرزند حسن علیہ السلام کو وصیت کی تھی اور اس وقت بھی موجود تھا جب انہوں نے امام حسین علیہ السلام اور محمد حنفیہ اور تمام اولاد و رؤسائے اہل بیت اور شیعوں کو وصیت کی تھی پھر انہیں کتاب اور اسلحہ دے کر فرمایا کہ اے فرزند! مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت کی تھی کہ میں تمہیں وصیت کروں اور اپنی کتابیں اور اسلحہ تمہارے حوالہ کردوں جیسے آنحضرتؐ نے مجھ سے وصیت کی تھی اور اپنے کتب اور اسلحہ میرے سپرد کیے تھے اور مجھے یہ بھی حکم دیا تھا کہ میں تمہیں حکم دوں کہ جب تمہاری موت کا وقت آئے تو تم اپنی بھائی حسین کے حوالہ کر دو پھر اپنے فرزند امام حسین علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تمہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ تم اپنے فرزند زین العابدین کے حوالہ کر دو۔ پھر امام[1] زین العابدین علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تمہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

[1] حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا اپنے پوتے امام زین العابدین علیہ السلام کو وصیت فرمانا اس وقت کہ جب ان کی عمر دو تین سال سے زائد نہ تھی۔ اس امر کی دلیل ہے کہ امام طفلی میں بھی اسی کمال پر فائز ہوتے ہیں ان کی طفلی اور شباب میں کوئی فرق نہیں۔

کا حکم ہے کہ اسے اپنے فرزند امام محمد باقرؑ کے حوالہ کر دو پس انہیں آنحضرت اور میری جانب سے سلام پہنچا دو پھر اپنے فرزند امام حسنؑ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے فرزند تم ولی امر بھی ہو اور میرے خون کے وارث بھی پس اگر تم میرے قاتل کو معاف کر دو تو اختیار ہے اور اگر قتل کرو تو ایک ضربت کے عوض ایک ہی ضربت لگاؤ۔ اس سے تجاوز نہ کرو پھر فرمایا کہ لکھو:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یہ وصیت ہے علی ابن ابی طالبؑ کی۔ وہ گواہی دیتے ہیں کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندہ اور رسول ہیں خدا نے انہیں ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ تاکہ انہیں ہر دین پر غالب کر دے اگرچہ مشرک کراہت کرتے ہیں۔ پھر یہ کہ میری نماز و عبادت، زندگی اور موت اس خدا کے لیے ہے جو رب العالمین ہے اس کا کوئی شریک نہیں مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ پھر میں اے حسن تمہیں اور اپنی تمام اولاد اور اہل بیت، کو اور جن مؤمنین کو میری کتاب پہنچ جائے وصیت کرتا ہوں اپنے رب سے خوف کی اور یہ کہ تمہیں موت نہ آئے مگر یہ کہ تم مسلمان ہو اور سب مل کر خدا کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور جدا جدا نہ ہو اور خدا کی نعمت کو یاد کرو کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپس میں اتفاق نماز روزے سے بہتر ہے اور اختلاف دین سے دور اور آپس میں فساد پیدا کرتا ہے۔ اور خدا کے سوا کوئی قوت نہیں ہے۔ اپنے اہل رحم پر نظر رکھو اور ان سے صلہ رحم کرو۔ خداوند عالم تم پر حساب آسان کر دے گا اور یتیموں کے بارے میں خدا سے ڈرو ان کے منہ خالی نہ رہیں اور تمہارے سامنے ضائع نہ ہوں کیونکہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ جو شخص اتنا پالے کہ وہ مستغنی ہو جائے تو خدا اس پر جنت واجب کرے گا جیسے اس نے یتیم کا مال کھانے والے پر دوزخ واجب کی ہے اور قرآن کے بارے میں

خدا کا خوف کرو اس پر عمل کرنے میں تمہارے غیر تم پر سبقت نہ لے جائیں اور خدا سے ڈرو اپنے ہمسایوں کے بارے میں کیونکہ خدا و رسول نے ان کے لیے وصیت کی ہے اور خدا سے ڈرو اپنے خدا کے گھر کے بارے میں وہ تم سے خالی نہ رہے جب تک تم زندہ رہو۔ اس لیے کہ اگر اسے چھوڑ دیا جائے تو تم پر نظر بھی نہ پڑے گی کیونکہ ماں کی طرف رجوع سے بھی یہ زیادہ مقدم ہے کہ گذرے ہوئے گناہ بخش دیئے جائیں۔ پس خدا سے ڈرو نماز کے بارے میں اس لیے کہ وہ بہترین عمل اور دین کا ستون ہے۔ اور خدا سے ڈرو زکوٰۃ کے بارے میں اس لیے کہ وہ تمہارے رب کے غضب کی آگ کو بجھا دیتی ہے۔ اور خدا سے ڈرو ماہ رمضان کے بارے میں اس لیے کہ اس کے روزے دوزخ کے لیے سپر ہیں اور خدا سے ڈرو جہاد فی سبیل اللہ کے بارے میں اپنے مالوں اور جانوں سے اس لیے کہ خدا کی راہ میں دو مرد مجاہد ہیں ایک امام ہدایت اور دوسرا اس کا پیرو کار اور دیکھو خدا سے ڈرو اپنے نبی کی ذریت کے بارے میں کہیں تمہارے ہوتے ان پر ظلم نہ ہو جائے جب کہ تم اس کو دفع کرنے پر قدرت بھی رکھتے ہو۔ اور خدا سے ڈرو اپنے نبی کے ان اصحاب کے بارے میں جنہوں نے کوئی حدث پیدا نہیں کیا اور نہ حدث پیدا کرنے والے کو پناہ دی اس لیے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے حق میں وصیت کی ہے اور حدث پیدا کرنے والوں اور انہیں پناہ دینے والوں پر لعنت کی ہے۔ اور خدا سے ڈرو ازواج اور غلاموں اور کنیزوں کے بارے میں خدا کی رضا حاصل کرنے کے لیے اور کسی برا کہنے والے کی ملامت سے نہ ڈرو۔ اگر کوئی شخص تمہار بر خلاف ارادۂ بغاوت کرے تو خدا تمہاری مدد کرے گا۔ ہمیشہ لوگوں سے اچھی بات کہو جس طرح خدا نے تمہیں حکم دیا ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ہرگز ترک نہ کرو ورنہ خدا شریروں کو تم پر مسلط کر دے گا پھر اگر خدا سے فریاد کرو گے تو بھی دعا قبول نہ ہوگی۔ میرے بچو! تم پر باہم الفت و محبت اور یک جہتی فرض ہے، اور قطع تعلق، اختلاف اور جدائی سے ہمیشہ پرہیز رکھو نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرتے رہو۔ البتہ تم عدوان پر ایک

دوسرے کی مدد نہ کرو اور خدا کا خوف دل میں رکھو یقیناً خدا سخت عذاب کرنے والا ہے۔ خدا تم اہل بیتؑ کی حفاظت کرے اور تمہارے ذریعہ تمہارے نبی کی حفاظت کرے اور خدا کے لیے تم سے وداع ہوتا ہوں اور تم پر سلام کرتا ہوں (اور پھر فرماتے رہے) ﴿لا الہ الا اللّٰہ﴾ یہاں تک کہ طائر روح جنت کی طرف پرواز کر گیا۔ ۲۱ رمضان شب جمعہ اول شب ۴۰ھ کو۔

اور ثقۃ الاسلام کلینی علیہ الرحمہ نے اصول کافی کتاب الحجت باب الاشارہ میں بیان کیا ہے کہ امیر المومنینؑ کی وصیت امام حسنؑ سے اسی قول تک کہ امام محمد باقرؑ کو میری اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے سلام کہہ دینا جس کی روایت سلیم ابن قیس نے کی ہے یہ اس وصیت کا سرنامہ ہے۔

صدوق بن بابویہ علیہ الرحمہ نے بھی "من لا یحضرہ الفقیہ" میں ذکر کیا ہے کہ اس وصیت کی سلیم بن قیس نے روایت کی ہے۔ پھر مکمل وصیت درج کی ہے اور شیخ الطائفہ ابوجعفر محمد بن الحسن طوسی نے کتاب "الغیبۃ، ص ۱۲۷، طبع ایران" میں فرمایا ہے کہ احمد ابن ادریس نے محمد بن عبدالجبار اور انہوں نے صفوان ابن یحییٰ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ امام موسیٰ کاظمؑ نے یہ وصیت ایک دوسری وصیت کے ساتھ میری جانب ارسال فرمائی ہے اور ہمیں احمد بن عبدون نے بھی خبر دی ہے انہوں نے ابوزبیر قرشی سے انہوں نے علی ابن الحسن بن فضال سے انہوں نے محمد بن عبداللہ بن زرارہ سے انہوں نے عمر بن شمر سے انہوں نے جبار سے انہوں نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے فرمایا کہ یہ امیر المومنینؑ کی وصیت ہے امام حسنؑ کی جانب اور یہ کتاب سلیم بن قیس ہلالی میں درج ہے جو انہوں نے ابان کو دی اور پڑھ کر سنائی تھی اور ابان نے کہا کہ انہوں نے امام زین العابدینؑ کو سنائی تھی اور انہوں نے فرمایا تھا کہ سلیمؒ نے سچ کہا پھر آپ نے اس وصیت کا ذکر فرمایا اس قول تک کہ میرے قاتل کو ایک ضربت لگانا اس سے تجاوز نہ کرنا پھر ساری وصیت کا ذکر فرمایا اور جب وصیت سے

فارغ ہوگئے تو فرمایا خدا تمہاری حفاظت کرے اور تم میں تمہارے نبی کی حفاظت کرے آخر وصیت تک۔

میں کہتا ہوں کہ یہ فصیح و بلیغ اور مفید وصیت کتاب سلیم کے ان نسخوں میں نہیں ملی جو ہمارے ہاتھوں میں ہیں اس لیے ہم نے بیان کر دیا ہے۔

چوتھا فائدہ

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے بحار الانوار کے متعدد حصوں اور مختلف ابواب میں بہت سی حدیثیں ان مؤلفین کی کتابوں سے نقل کی ہیں جنہوں نے سلیم بن قیس سے روایت کی ہے جو ان نسخوں میں نہیں ملتیں جو ہمارے پاس ہیں اور بہت سے احادیث ابان بن ابی عیاش کے سوا اور طریقوں سے سلیم کی طرف منسوب ہیں۔ ہم یہاں ان کا ذکر کر رہے ہیں اس لیے کہ ان مضامین میں طالبان حق کے لیے بڑا فائدہ ہے اور اس خبر اور اس باب کی طرف بھی اشارہ کر رہے ہیں جس جس میں وہ روایات آئی ہیں تا کہ طالبان حق کو آسانی ہو۔

حدیث اول[1]:۔ جلد ۷ باب معرفت امام میں اور اس میں کہ ترک ولایت کا عذر قابل قبول نہیں ہے ''کتاب اکمال الدین و اتمام نعمت'' مصنفہ صدوق ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ہم سے ابی اور ابن ولید دونوں نے سعد اور حمیری دونوں سے اور انہوں یقطینی اور ابن یزید اور ابن ہاشم سب سے اور ان سب نے حماد بن عیسٰی سے اور انہوں نے ابن اذینہ سے اور انہوں نے ابان ابن ابی عیاش سے اور انہوں نے سلیم بن قیس ہلالی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے سلمان و ابوذر و مقداد سے سنا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اس حالت میں مر جائے کہ اس کا کوئی امام نہ ہو وہ جاہلیت کی موت مرا۔''

---

[1] جو شخص مر جائے اور اپنے زمانہ کے امامؑ کو نہ پہچانے تو وہ کفر کی موت مرتا ہے۔

پھر اس حدیث کو جابر اور ابن عیاش کے سامنے پیش کیا تو دونوں نے کہا کہ انہوں نے سچ کہا اور درست کہا ہے ہم بھی موجود تھے اور ہم نے بھی سنا ہے سلمان نے آنحضرت سے سوال کیا تھا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس حالت میں مر جائے کہ اس کا کوئی امام نہ ہو وہ جاہلیت کی موت مرا فرمائیں کہ یہ امام کون ہیں فرمایا کہ وہ میرے اوصیا سے ہیں پس میری امت سے جو شخص مر جائے اور ان میں سے اپنے امام کو نہ پہچانے وہ جاہلیت کی موت مرا۔

پس اگر کوئی شخص معرفت بھی نہ رکھتا ہو اور ان کا دشمن بھی ہو وہ مشرک ہے لیکن اگر معرفت سے محروم ہو اور نہ دوستی رکھتا ہو نہ دشمنی وہ جاہل ہے مشرک نہیں۔

دوسری[1] حدیث :۔ جلد ۷ باب فضائل اہل بیتؑ اور ان سب پر نص میں، احتجاج علامہ طبرسی علیہ الرحمہ سے منقول ہے۔ سلیم ابن قیس نے کہا کہ میں اور حنش بن معتمر مکہ معظّمہ میں ایک ساتھ تھے کہ یکا یک ابوذر اٹھے اور دروازہ کا کنڈا پکڑ کر بلند آواز سے پکارے موسم حج میں کہ اے لوگو! جس نے مجھے پہچان لیا اس نے پہچان لیا اور جس نے نہیں پہچانا وہ سن لے کہ میں جندب ہوں ابوذر ہوں'' اتنے میں لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گئے'' میں نے تمہارے پیغمبر کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت میں میرے اہل بیتؑ کی مثال ایسی ہے جیسی کشتی نوح کی ان کی قوم میں جو اس میں داخل ہو گیا اس نے نجات پائی اور جو اسے چھوڑ گیا وہ غرق ہو گیا۔ اور ایسی ہے جیسے حطہ کا[2] دروازہ بنی اسرائیل میں اے لوگو! میں نے تمہارے رسول کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے تم میں دو[3] امر چھوڑے ہیں جب تک ان سے تمسک رکھو گے گمراہ نہیں ہو سکتے۔ ایک خدا کی کتاب اور دوسرے میرے اہل بیتؑ آخر حدیث تک۔

---

[1] میرے اہل بیتؑ کشتی نوحؑ کی مانند ہیں جو اس پر سوار ہو گیا نجات پا گیا اور جو چھوڑ گیا غرق ہو گیا۔

[2] میرے اہل بیت باب حطّہ کے مانند ہیں۔

[3] میں نے تم میں دو امر چھوڑے ہیں ایک قرآن اور دوسرے میری عترت یعنی اہل بیت الی آخر الحدیث۔

جب وہ مدینہ پہنچے تو انہیں عثمان نے پیغام دیا کہ تم کو کس چیز نے آمادہ کیا جس کے لیے تم موسم حج میں کھڑے ہو گئے ابوذر نے جواب دیا کہ میں نے آنحضرتؐ سے عہد کیا تھا اور انہوں نے مجھے اس کا حکم دیا تھا عثمان نے کہا اس کا گواہ کون ہے۔ یہ سن کر حضرت علی مرتضیٰ اور مقداد کھڑے ہو گئے اور دونوں نے اس کی گواہی دی اس کے بعد جب واپس جا رہے تھے تو عثمان یہ کہہ رہے تھے کہ یہ اور ان کا ساتھی یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بھی کچھ ہیں۔

تیسری حدیث:۔ جلد۷ باب اس امر میں کہ وہ کلمات اللہ ہیں ''کنز الفوائد کراجکی'' سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ ان سے محمد ابن عباس نے ان سے علی بن محمد جعفی نے ان سے احمد بن قاسم اکفائی نے ان سے علی بن محمد بن مروان نے ان سے ان کے باپ نے ان سے ابان ابن ابی عیاش نے ان سے سلیم بن قیس نے بیان کیا کہ ہم مسجد میں تھے کہ امیر المؤمنینؑ تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھ سے پوچھ لو قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ مجھ سے قرآن کے بارے میں سوال کر لو کیونکہ قرآن میں اگلوں پچھلوں کا علم موجود ہے اس نے کوئی بات نہیں چھوڑی مگر اس کی تاویل خدا اور راسخین فی العلم کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہ ایک نہیں ہے ان میں سے ایک رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تھے جنہیں خدا نے تاویل قرآن کا علم عطا کیا تھا اور مجھے انہوں نے تعلیم فرمایا ہے میرے بعد میری ذریت میں یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسٰى وَ آلُ هَارُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ﴾ ''بقیہ ہے اس چیز کا جسے آل موسیٰ اور آل ہارون نے چھوڑا ہے جسے ملائکہ اٹھاتے ہیں'' پس میں رسول خداؐ سے اس طرح ہوں جیسے ہارون موسیٰ سے تھے اور ہماری ذریت میں علم قیامت تک جاری رہے گا پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَ جَعَلَهَا كَلِمَةً م بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ﴾ ''اسے ان کے بعد کے لیے کلمہ باقیہ قرار دیا'' پھر فرمایا کہ آنحضرتؐ حضرت ابراہیم کے عقب تھے اور ہم اہل بیتؑ حضرت ابراہیمؑ اور آنحضرت کے عقب ہیں۔

چوتھی حدیث:۔ جلد۷ باب لزوم عصمت امام میں علل الشرائع مصنفہ شیخ صدوق علیہ الرحمتہ میں منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے ابن متوکل نے بیان کیا ان سے سعد عبادی نے ان سے برقی نے ان سے ان کے والد نے ان سے حماد بن عیسیٰ نے ان سے اذینہ نے ان سے ابان ابن ابی عیاش نے ان سے سلیم ابن قیس نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امیرالمومنین علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اطاعت خدا رسول اور صاحبان امر کی ہے اور میں اولی الامر کی اطاعت کا حکم اس لیے دیتا ہوں کہ وہ معصوم اور پاک ہیں کبھی غلط حکم نہیں دیتے۔

پانچویں حدیث:۔ جلد۷ باب طریق علم اور ان کتب میں جو ان کے پاس ہیں۔ تفسیر فرات بن ابراہیم سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم سے علی بن محمد زہری نے بیان کیا ان سے قسم بن اسماعیل انبتاری نے ان سے جعفر بن عامر اور نصر بن مزاحم اور عبداللہ بن مغیرہ نے ان سے محمد بن مروان سدّی نے ان سے ابان ابن ابی عیاش نے ان سے سلیم بن قیس نے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ مسجد میں بیٹھے تھے یکایک امیر المومنین علیہ السلام دولت سرا سے برآمد ہوئے جب وہ صفین سے واپس آچکے تھے اور نہروان سے قبل پس آپ بیٹھ گئے ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ اے امیر المومنین اپنے اصحاب کے بارے میں کچھ فرمایئے آپ نے فرمایا کہ سوال کرو اور ایک طویل قصہ سنایا پھر فرمایا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے ایک کلام میں فرماتے تھے کہ خدا نے مجھے چار اصحاب کی محبت کا حکم دیا ہے اور جنت ان کی مشتاق ہے کسی نے عرض کیا وہ کون ہیں۔ اے خدا کے رسول فرمایا: وہ علیؑ اور ان کے تین (۳) ساتھی ہیں اور علیؑ ان کے امام اور قائد اور ہادی و رہبر ہیں یہ لوگ نہ کبھی پھسلیں گے اور نہ گمراہ ہوں گے نہ پلٹیں گے اور نہ مدت کے گذرنے سے ان کے دل سخت ہو سکتے ہیں وہ سلمان، ابوذر اور مقداد ہیں، اس کے بعد ایک طویل واقعہ بیان فرمایا پھر حکم دیا کہ میرے پاس علی کو بلا دو۔ پس میری طرف جھکے اور مجھے اسرار علم کے ایسے ہزار دروازے سکھائے جن

کے ہر دروازے سے ہزار دروازے کھلتے ہیں پھر حضرت امیر المؤمنینؑ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ مجھ سے پوچھ لو قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ۔ پس اس خدا کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا نفس کو خلق فرمایا میں تورات والوں سے زیادہ توراۃ کا انجیل والوں سے زیادہ انجیل کا اور زبور والوں سے زیادہ زبور کا واقف ہوں اور قرآن والوں سے زیادہ قرآن کا عالم ہوں اس خدا کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور نفس کو خلق فرمایا، کوئی ایسا گروہ نہیں ہے جو قیامت تک سو آدمی کی تعداد تک پہنچا ہو مگر یہ کہ میں اس گروہ کے قائد اور سائق کو جانتا ہوں اور مجھ سے قرآن کے بارے میں پوچھو اس لیے کہ قرآن میں ہر شئے بیان کی گئی ہے اس میں اگلوں پچھلوں کا علم ہے اور قرآن نے قابل ذکر کوئی بات نہیں چھوڑی اور اس کی تاویل نہیں جانتا مگر خدا اور راسخین فی العلم اور وہ ایک نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں سے ایک ہیں جنہیں خدا نے اس کی خبر دی ہے اور انہوں نے مجھے تعلیم دی ہے پھر یہ علم ہماری ذریت میں قیامت تک جاری رہے گا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ هٰارُوْنَ﴾ ''یہ اس کا بقیہ ہے جو آل موسیٰ اور آل ہارون نے چھوڑا ہے'' اور میں اس طرح ہوں رسول خداؐ سے جیسے ہارون موسیٰ سے تھے اور ہماری نسل میں قیامت تک علم رہے گا۔

چھٹی حدیث:۔ جلد ۷ ''باب مناقب وفضائل اہل بیت علیہم السلام'' ''اکمال الدین و اتمام النعمۃ'' سے منقول ہے وہ کہتے ہیں ہم سے ابن ولید نے بیان کیا ان سے صفار نے ان سے ابن عیسیٰ نے ان سے اہوازی نے ان سے حماد بن عیسیٰ نے ان سے ابراہیم بن عمر نے ان سے سلیم بن قیس نے انہوں نے امیر المؤمنین علیہ السلام سے، سنا انہوں نے فرمایا کہ خداوند عالم نے ہمیں پاک اور معصوم پیدا کیا اور ہمیں اپنی مخلوق پر گواہ اور زمین میں اپنی حجت قرار دیا اور ہمیں قرآن کے ساتھ اور قرآن کو ہمارے ساتھ رکھا نہ ہم اس سے جدا ہیں اور نہ وہ ہم سے جدا ہے۔

ساتویں حدیث:۔ جلد ۹ رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نص آئمہ طاہرین علیہم السلام کے

بارے میں، عیون اخبار الرضا، اکمال الدین اور خصال شیخ صدوق علیہ الرحمہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابوسعد نے بیان کیا اور ان سے ابن زید نے ان سے حماد ابن عیسٰی نے ان سے عبداللہ بن مسکان نے ان سے ابان بن تغلب نے ان سے سلیم بن قیس ہلالی نے ان سے سلمان فارسی علیہ الرحمہ نے، کہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت امام حسین علیہ السلام آپ کے زانو پر تشریف فرما تھے اور وہ ان کی آنکھیں چومتے اور منہ کو بوسہ دے رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ تم سید بن سید اور امام ابن امام ہو، اماموں کے باپ ہو تم ہی حجت ابن حجت ہو اور نو (۹) حجتوں کے باپ ہو ان کا نواں قائم ہوگا۔

آٹھویں حدیث:۔ جلد ۹ آپؑ کے مناقب کے بارے میں احتجاج طبرسی علیہ الرحمہ میں منقول ہے سلیم ابن قیس نے بیان کیا کہ ایک شخص نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے سوال کیا اور میں سن رہا تھا کہ اپنی بہترین فضیلت بیان فرمائیں فرمایا: کیا وہ فضیلت جو خدا نے اپنی کتاب میں نازل فرمائی ہے۔ اس نے عرض کیا: ہاں۔ وہ جو خدا نے آپ کی شان میں نازل فرمائی ہے آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَ يَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ﴾ (جو شخص اپنے رب سے بینہ لے کر آئے اور اس کے ساتھ وہ گواہ آئے جو اس سے ہو) فرمایا کہ رسول خدا ﷺ کا وہ گواہ میں ہوں دوسری آیت یہ ہے: ﴿وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا . قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا م بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ وَ مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ﴾ (کافر کہتے ہیں کہ تم رسول نہیں ہو آپ فرمائیں کہ میرے اور تمہارے درمیان گواہی کے لیے کافی ہے خدا اور وہ شخص جس کے پاس کل کتاب کا علم ہے) اس سے مجھ ہی کو مراد لیا ہے پس جو کچھ خدا نے اپنے رسول پر نازل فرمایا تھا انہوں نے سب فرما دیا ہے اور جیسا کہ خدا کا ارشاد ہے: ﴿اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ﴾ (پس تمہارے ولی صرف تین ہیں خدا و

رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نمازیں قائم کرتے ہیں اور رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دیتے ہیں) اور خدا کا یہ ارشاد ہے: ﴿اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾ (تابعداری کرو خدا کی اور تابعداری کرو رسول کی اور ان کی جو تم میں سے صاحبان امر الٰہی ہیں) فرمایا: اس کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات ہیں۔

سلیم کہتے ہیں کہ پس میں نے عرض کیا کہ اب وہ سب سے بڑی فضیلت بیان فرمائیں جو آنحضرتؐ نے بیان (ارشاد) فرمائی ہو۔ فرمایا: ایک تو غدیر خم میں آنحضرت کا مجھے مقرر فرمانا اور خدا کے حکم سے میری ولایت کا اعلان دوسرا آنحضرتؐ کا یہ ارشاد ہے: ﴿يَا عَلِيُّ اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى اِلَّا اِنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ﴾ (اے علیؑ تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون کو موسیٰ سے تھی سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے) تیسرے یہ کہ میں نے آنحضرتؐ کے ساتھ اس وقت سفر کیا جب میرے سوا ان کا کوئی خادم نہ تھا اور ان کے پاس ایک ہی لحاف تھا دوسرا لحاف نہ تھا حالانکہ ان کے ہمراہ عائشہ بھی اسی لحاف میں ہوتی تھیں اور آپ میرے اور عائشہ کے درمیان آرام فرماتے تھے۔ ہم تینوں پر ایک ہی لحاف ہوتا تھا پس جب آپ نماز تہجد کے لیے بیدار ہوتے تو خود باہر آ کر لحاف کا درمیانی حصہ اتنا نیچا کر دیتے تھے کہ وہ فرش سے مل جاتا تھا ایک رات مجھے بخار آ گیا تو میرے ساتھ رسول خداؐ بھی بیدار رہے۔ ایک رات میرے اور مصلّی کے درمیان گزاری جس قدر ہو سکتا تھا نماز پڑھتے تھے پھر میرے پاس آ کر میری حالت دریافت فرماتے تھے اور مجھے دیکھتے تھے صبح تک یہی حالت رہی اور جب صبح کو اصحاب کو نماز پڑھائی تو دعا مانگی: خداوندا علیؑ کو شفایاب کر اور عافیت بخش دے کیونکہ آج کی رات ان کی بیماری نے مجھے جگایا ہے پھر اصحاب کے سامنے مجھ سے فرمایا: اے علیؑ تم کو بشارت ہو میں نے عرض کیا: خدا آپؐ کو اچھی بشارت دے اے خدا کے رسولؐ اور مجھے آپ پر فدا کر دے فرمایا کہ آج کی رات میں نے خدا سے کوئی ایسا سوال نہیں کیا جو اس نے پورا نہ کر دیا ہو۔ اور میں نے اپنے لیے کوئی ایسی چیز

نہیں مانگی جو تمہارے لیے نہ مانگی ہو میں نے خدا سے دعا کی ہے کہ وہ مجھے اور تمہیں بھائی قرار دے پس اس نے قبول فرمایا۔ دوسری دعا یہ کہ تمہیں ہر مؤمن و مؤمنہ کا ولی قرار دے پس اس نے قبول فرمایا۔ پس دو شخصوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ دیکھا تم نے کہ رسول نے کیا سوال کیا پس خدا کی قسم سوا تین سیر خرما اس سوال سے بہتر ہے۔ یا وہ خدا سے یہ سوال کرتے کہ ان پر فرشتے نازل کر دے کہ دشمنوں کے مقابلہ میں ان کی مدد کریں یا ان پر خزانہ نازل کر دے جو انہیں اور ان کے اصحاب کو نفع پہنچائے کیونکہ انہیں ضرورت ہے تو اس چیز سے بہتر ہوتا جس کا سوال کیا ہے۔

نویں حدیث:۔ جلد ۸ آنحضرت ﷺ کے بعد امت کے تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہو جانے کے باب میں: کتاب فضائل شاذان بن جبریل اور کتاب روضہ میں منقول ہے ہمارے بعض علماء نے اسناد کے ذریعہ سلیم بن قیس کے ذریعہ نسبت دی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں مسجد میں حاضر ہوا ان کے گرد لوگوں کا مجمع تھا یکا یک ان کے پاس رأس الیہود اور اور رأس النصاریٰ حاضر ہوئے اور دونوں سلام کر کے بیٹھ گئے لوگوں نے عرض کیا: اے مولا خدا کے واسطے ان سے کچھ سوال کریں تا کہ ہم بھی سمجھیں کہ یہ کیا جانتے ہیں؟ آپؑ نے رأس الیہود سے فرمایا: اے یہودی۔ اس نے کہا: لبیک۔ فرمایا: یہ بتلاؤ کہ تمہارے نبی کی امت کے کتنے ٹکڑے ہو گئے۔ اس نے جواب دیا کہ وہ میری پوشیدہ کتاب میں ہے۔ آپ نے فرمایا: خدا اس قوم کو ہلاک کرے جس کا تو سربراہ ہے جسے ایک دینی امر کا سوال کیا جاتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ وہ میری پوشیدہ کتاب میں ہے پھر آپ نے رأس النصاریٰ کی طرف متوجہ ہو کر سوال کیا کہ تمہاری امت کے کتنے فرقے ہو گئے؟ اس نے کہا کہ یہ اور یہ، مگر اس نے غلطی کی۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر تم اپنے ساتھی کا ایسا جواب دیتے تو اس سے بہتر ہوتا کہ غلط بیان کرو کیونکہ تم کو علم ہی نہیں ہے، پھر آپ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے لوگو! میں اہل تورات سے زیادہ تورات کو اور اہل انجیل سے زیادہ انجیل کو جانتا ہوں

اور اہل قرآن سے زیادہ قرآن کو جانتا ہوں میں جانتا ہوں کہ امتوں کے کس قدر فرقے ہو گئے۔ مجھے میرے بھائی اور محبوب اور خنکیٔ چشم رسول خدا ﷺ نے اس کی خبر دی ہے انہوں نے فرمایا کہ یہود کے اکہتر فرقے ہو گئے جن میں سے ستر (۷۰) دوزخ میں ہوں گے اور ایک جنت میں اور وہ وہی ہے جس نے ان کی وصیت پر عمل کیا اور نصاریٰ کے بہتر (۷۲) فرقے ہو گئے جن میں اکہتر دوزخ مین ہوں گے اور ایک جنت میں اور وہ وہی ہے جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حکم پر عمل کیا اور عنقریب میری امت کے تہتر (۷۳) فرقے ہو جائیں گے جن میں بہتر (۷۲) دوزخ میں ہوں گے اور ایک جنت میں اور وہ وہی ہے جو میری وصیت پر عمل کرے گا اور میرے کاندھے پر ہاتھ رکھ کے فرمایا کہ بہتر فرقے وہ ہیں جو تم سے اختلاف کریں گے اور ایک فرقہ وہ ہے جو تم سے محبت رکھے گا اور تمہارا شیعہ ہوگا۔

دسویں حدیث:۔ جلد ۸ اس امر میں کہ اہل بیت رسولؐ پر جو ظلم و ستم ہوئے ان کی خدا نے رسولؐ کو اور رسولؐ نے امت کو خبر دی تھی۔ روضۂ مذکور اور فضائل شاذان بن جبریل سے منقول ہے انہوں نے اسناد سے سلیم بن قیس تک پہنچایا ہے وہ کہتے ہیں کہ جب امام حسن علیہ السلام شہید ہو گئے تو ابن عباس بہت روئے اور کہنے لگے کہ میں نے حضور کے بعد اس امت سے کیا کیا دیکھا خداوندا میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں علی ابن ابی طالب اور ان کی اولاد کا دوست اور ان کے دشمنوں کا دشمن اور ان سے بیزار ہوں اور علی مرتضیٰ علیہ السلام اور ان کی اولاد کے امر سے متفق ہوں جنگ جمل سے قبل میں رسول کے ابن عم کے پاس مقام ذی قار میں حاضر ہوا تو انہوں نے ایک صحیفہ نکال کر دکھایا اور فرمایا کہ اے ابن عباس یہ صحیفہ رسول خدا ﷺ نے میرے ہاتھ پر لکھوایا ہے پھر وہ صحیفہ کھولا۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے پڑھ کر سنائیں انہوں نے پڑھا تو اس میں سب کچھ موجود تھا جو ان کی وفات کے بعد ہونے والا تھا اور یہ بھی تھا کہ امام حسن علیہ السلام کیونکر قتل کیے جائیں گے اور کون انہیں قتل کرے گا اور کون کون ان کا مددگار ہوگا اور کون کون ان کے ساتھ حاضر

ہوگا پڑھ کر خود بھی خوب روئے اور مجھے بھی رلایا اس میں یہ بھی تھا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک ہوگا اور حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کیونکر شہید ہوں گی اور کس طرح امام حسن علیہ السلام شہید ہوں گے اور کیونکر امت ان سے غداری کرے گی پھر جب امام حسین علیہ السلام کی شہادت اور ان کے قاتلوں کا ذکر پڑھا تو بہت روتے رہے پھر صحیفہ کو بند کر دیا اور اس میں ما کان و ما یکون قیامت تک کے حالات درج تھے اور جو کچھ پڑھا تھا اس میں ابوبکر و عمر و عثمان کا بھی ذکر تھا اور یہ بھی تھا کہ ان میں سے کون کون کتنے کتنے عرصہ تک حکومت کرے گا اور علی مرتضٰی علیہ السلام پر کیا کیا گزرے گی اس میں واقعۂ جمل اور عائشہ اور طلحہ و زبیر کی روانگی کا بھی ذکر تھا اور صفین اور اس کے مقتولین کا بھی ذکر تھا اور قصۂ حکمین اور واقعۂ نہروان کا بھی ذکر تھا اس میں معاویہ کی حکومت اور شیعوں کے قتل کا ذکر بھی تھا اور امام حسن علیہ السلام سے لوگوں کے سلوک کا ذکر بھی تھا اور یزید بن معاویہ کی حکومت کا ذکر بھی تھا۔ یہاں تک کہ قتل امام حسین علیہ السلام تک کا ذکر موجود تھا جس طرح لکھا تھا پڑھ کر سنایا اس صحیفہ میں ان کی تحریر نہ بدلی تھی اور نہ مٹی تھی جب انہوں نے صحیفہ بند کیا تو میں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! کاش میں اس کے بعد بھی پڑھتا۔ فرمایا: نہیں کیونکہ اس میں تمہاری اولاد کا افسوس ناک ذکر بھی ہے جو ہمیں قتل کریں گے ہم سے دشمنی رکھیں گے اور بری حکومت کریں گے اور طاقت کا غلط استعمال کریں گے مگر میں اچھا نہیں سمجھتا کہ تم اسے سن کر غمگین ہو ہاں میں تمہیں یہ ذکر سناتا ہوں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت میرا ہاتھ پکڑا اور میرے سامنے علم کے ہزار دروازے ایسے کھولے کہ ان میں ہر دروازے سے ہزار دروازے کھل جاتے ہیں ابوبکر و عمر میری طرف دیکھ رہے تھے۔ اور وہ اس کا میری طرف اشارہ کر رہے تھے جب میں وہاں سے نکلا تو دونوں نے مجھ سے پوچھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے کیا فرمایا انہوں نے جو فرمایا تھا میں نے ان سے بیان کر دیا ان دونوں نے ہاتھ ہلائے اور میری بات دہرائی اور پھر پیٹھ پھیر گئے اے ابن عباس جب بنی ہاشم سے حکومت کو زوال آئے گا تو سب سے پہلے بنی ہاشم سے

تمہارا فرزند بادشاہ بنے گا وہ قسم قسم کے حرکات کریں گے۔ ابن عباس نے کہا کہ اگر میں یہ تحریر لکھ لیتا تو روئے زمین سے بہتر ہوتا۔

گیارہویں حدیث:۔ جلد ۱۰ معاویہ سے امام حسن علیہ السلام کی صلح کے اسباب کے بارے میں: کتاب عدد سے جو شیخ رضی الدین علی بن یوسف بن مطہر حلی برادر علامہ حلی علیہ الرحمہ کی تالیف ہے اور کتاب احتجاج علامہ طبرسی علیہ الرحمہ سے انہوں نے سلیم بن قیس کی زبانی تحریر فرمایا ہے کہ جب امام حسن علیہ السلام اور معاویہ جمع ہوئے تو آپ نے منبر[1] پر جا کر پہلے حمد و ثنائے الٰہی بیان فرمائی اس کے بعد فرمایا: اے لوگو! معاویہ نے یہ گمان کیا ہے کہ میں نے انہیں خلافت کا اہل سمجھا ہے اور اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں سمجھا حالانکہ معاویہ جھوٹا ہے میں لوگوں کی امامت کا زیادہ حقدار ہوں کتاب خدا اور ارشاد رسولؐ کی رُو سے پس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر لوگ میری بیعت کریں اور تابعداری اور نصرت کریں تو آسمان سے بارشیں اور زمین کی برکتیں شامل حال رہیں گی اور اے معاویہ مجھے اس کی کوئی طمع نہیں ہے البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی امت ایسے شخص کو اپنا والی بناتی ہے جس سے زیادہ عالم ان میں موجود ہوں تو ان کا امر گرتا ہی چلا جاتا ہے یہاں تک کہ گوسالہ پرستوں کے مذہب کی طرف پلٹ جاتے ہیں۔ بنی اسرائیل نے ہارونؑ کو چھوڑ کر گوسالہ کی پرستش شروع کر دی تھی حالانکہ وہ جانتے تھے کہ ہارون موسیٰ کے خلیفہ تھے۔ اسی طرح امت نے علی مرتضیٰؑ کو چھوڑ دیا حالانکہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ سے سنا ہے کہ آپ فرما رہے تھے اے علی تم مجھ سے اس طرح ہو جیسے ہارون موسیٰ سے سوائے نبوت کے کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ اور آنحضرت کو[1] اپنی قوم سے بھاگ کر غار میں پناہ لینا پڑی حالانکہ وہ خدا کی طرف بلا رہے تھے اگر وہ ان کے مقابلے کے لیے مددگار پاتے تو مکہ نہ چھوڑتے اور اے معاویہ اگر میں مددگار پاتا تو کبھی یہ امر تیرے حوالہ نہ کرتا۔ ہارون نے بھی اس لیے خاموشی اختیار کی کہ لوگ انہیں پکڑ کر قتل کرنا

[1] نہ رسول اسلامؐ کو مکہ میں مددگار ملے، نہ علی مرتضیٰؑ کو مدینہ میں، نہ امام حسنؑ کو کوفہ میں۔

چاہتے تھے اور ان کا کوئی مددگار نہ تھا۔ اور آنحضرت نے بھی اس لیے غار میں پناہ لی کہ لوگ انہیں قتل کرنا چاہتے تھے اور ان کا کوئی مددگار نہ تھا اور مجھے اور میرے باپ کو بھی یہی مجبوری تھی کہ امت نے ہمیں چھوڑ دیا اور ہمارے غیر کی بیعت کر لی اور ہمیں مددگار نہ ملے یہ طریقے اور مثالیں ہیں جو یکے بعد دیگرے آتی رہتی ہیں۔ اے لوگو! اگر آج تم مشرق سے لے کر مغرب تک تلاش کرو تو تمہارے نبی کی اولاد میں میرے اور میرے بھائی کے سوا نہ پاؤ گے۔

بارہویں حدیث:۔ پہلی جلد، صفات و اقسام علماء میں امالی شیخ طوسی علیہ الرحمہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ایک جماعت نے بیان کیا ان سے ابوالفضل نے ان سے عبدالرزاق بن فضل نے ان سے فضل بن مفضل بن قیس نے ان سے حماد بن عیسیٰ نے ان سے ابن اذینہ نے ان سے ابان بن ابی عیاش نے ان سے سلیم بن قیس ہلالی نے ان سے حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے انہوں نے فرمایا انسان کی فقہ بے مقصد کلام کو کم کرنا ہے۔

تیرہویں حدیث:۔ جلد اول علماءِ سوء اور ان کے مذہب سے، اجتناب لازم ہونے میں منقول خصال شیخ صدوق علیہ الرحمہ سے وہ کہتے ہیں ہم سے ہمارے باپ نے بیان کیا ان سے محمد بن عطار نے ان سے ابن عیسیٰ نے ان سے ان کے باپ نے ان سے ابن اذنیہ نے ان سے ابان ابن ابی عیاش نے ان سے سلیم بن قیس ہلالی نے ان سے حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے ارشاد فرمایا کہ عالم دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو اپنے علم کا پابند ہو یہ نجات پانے والا ہے دوسرا عالم بے عمل یہ ہلاک ہونے والا ہے اور یقیناً عالم بے عمل کی ہوا سے اہل دوزخ کو بھی اذیت ہوگی۔ اہل دوزخ میں سب سے زیادہ شرمندگی اور حسرت اسے ہوگی جو دوسرے کو خدا کی طرف دعوت دے اور وہ قبول کرے خدا کا تابع دار ہو جائے اور خداوند عالم اسے جنت میں داخل کر دے اور اس عالم بے عمل کو خواہشات کی پیروی کی وجہ سے دوزخ میں داخل کر

دے پھر امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ آگاہ ہو میں تمہاری دو عادتوں سے بہت ڈرتا ہوں ایک خواہش کی پیروی، دوسری لمبی امید۔ خواہش کی پیروی حق سے روک دیتی ہے اور لمبی امید آخرت کو بھلا دیتی ہے۔

چودھویں حدیث:۔ باب قدرت و ارادہ منقول خصال سے وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ماجیلویہ نے بیان کیا ان سے محمد العطار ان سے اشعری نے ان سے احمد بن محمد نے ان سے ابن معروف نے ان سے ابن مہریار نے ان سے حکم بن بہلول نے ان سے اسماعیل بن ھمام نے ان سے ابن اذینہ نے ان سے ابن ابی عیاش نے ان سے سلیم بن قیس ہلالی نے انہوں نے کہا میں نے حضرت علی مرتضی علیہ السلام کو ابو الفضل عامر بن واثلہ کنعانی سے کہتے ہوئے سنا ہے کہ علم دو قسم کا ہے ایک وہ کہ اس پر غور کیے بغیر انسان کو چارہ نہیں اور وہی اسلام کا رنگ[1] ہے دوسرا وہ جس میں غور نہ کرنے کی گنجائش ہے اور وہ خدائے عزوجل کی قدرت ہے۔

پندرہویں حدیث:۔ جلد ۱۴، ابلیس کی خلقت اور اس کی مکاریوں میں: منقول کافی ثقۃ الاسلام کلینی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ انہوں نے اپنے اسناد کے ساتھ سلیم بن قیس ہلالی سے اور انہوں نے حضرت امیر المومنین سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند عالم نے جنت کو ہر اس فحش آدمی پر حرام کیا ہے جس میں حیاء کی کمی ہے نہ یہ پرواہ کرتا ہے کہ اس نے کیا کہا اور نہ یہ کہ اس سے کیا کہا گیا کیونکہ اگر تم اس کی تحقیق کرو تو اسے صرف زینت کا بیٹا اور شیطان کا شریک پاؤ گے کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ کیا انسانوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جو شیطان کے شریک ہیں فرمایا کہ تم قرآن مجید کی یہ آیت نہیں پڑھتے: ﴿شَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَ الْأَوْلَادِ﴾ (شیطان مال و اولاد میں ان کا شریک ہو گیا) یہاں تک کہ مجلسی علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا ہے اور خبر کی تکمیل کلینی

---

[1] صبغۃ الاسلام وہ علوم ہیں جن کے ذریعہ انسان اسلام کے رنگ میں رنگ جاتا ہے اور خدا کی توحید و تنزیہ اور دوسرے اصول مذہب کا عارف ہو جاتا ہے۔

علیہ الرحمہ کی اس خبر سے ہوتی ہے جس کا انہوں نے باب بداء میں ذکر کیا ہے اسکے الفاظ یہ ہیں: ایک شخص نے سوال کیا: کیا ایسے لوگ بھی ہیں کہ انہیں جو کچھ کہا جائے اس کی پرواہ نہ کریں فرمایا کہ جو شخص لوگوں کو گالیاں دیتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ وہ بھی اسے نہ چھوڑیں گے وہی تو ہے جو اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ اس نے کیا کہا اور اسے کیا کہا گیا۔

سولہویں حدیث:۔ جلد ۱۷ وقت ولادت تکلیف کی دعاء کے بیان میں اور جلد نمبر ۲۳ عورتوں کے ثواب میں، اپنے شوہر کی خدمت اور اولاد کی تربیت سے منقول کتاب طب الائمہ سے جو ابو عتاب عبداللہ اور اس کے بھائی حسین فرزندان بسطام بن سابور کی ہے یہ دونوں بہت بڑے علماء و محدثین شیعہ سے تھے وہ کہتے ہیں کہ ہم سے خوانیجی نے بیان کیا ان سے محمد بن علی الصیرفی نے ان سے محمد بن اسلم نے ان سے حسن بن محمد ہاشمی نے ان سے ابان بن ابی عیاش نے ان سے سلیم بن قیس ہلالی نے انہوں نے امیر المومنین علیہ السلام سے سنا۔ فرمایا کہ میں قرآن مجید کی وہ دو آیتیں جانتا ہوں جو عورت کے لیے اس وقت لکھی جاتی ہیں جب بچہ کی پیدائش دشوار ہو جو پوست آہو پر لکھ کر اس کے شکم سے باندھ دی جاتی ہیں۔

﴿بِسْمِ اللّٰهِ بِاللّٰهِ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا (۷ مرتبہ)

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَ تَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ﴾ (ایک مرتبہ)

پوست آہو پر لکھی جاتی ہے اور کچے تاگے سے اس کے بائیں جانب باندھ دی جاتی ہے جب بچہ پیدا ہو جائے تو اسے جدا کر دیں دیر نہ کریں اور پڑھیں: ﴿یا حی ولدت مریم و مریم ولدت حیا یا حی اهبط الی الارض الساعة باذن اللّٰہ تعالیٰ﴾۔

پانچواں فائدہ

علماء نے بہت سی ایسی کتابیں تالیف کی ہیں جن میں سلیم بن قیس ہلالی کی سند سے یا ان کی طرف منسوب کر کے متعدد روایات درج کی ہیں چونکہ وہ اس کتاب میں نہیں ہیں جو ہمارے پاس ہے اس لیے انہیں باب کا حوالہ دے کر یہاں نقل کرتے ہیں تا کہ پڑھنے والوں کو سہولت ہو۔

پہلی حدیث:۔ وہ ہے جس کا ثقۃ الاسلام کلینی علیہ الرحمہ نے باب کفر کے ستون اور اس کے شعبے، اور باب صفت نفاق و منافق میں بیان کیا ہے ان کے الفاظ یہ ہیں کہ علی ابن ابراہیم نے اپنے باپ سے ان سے حماد ابن عیسیٰ نے ان سے ابراہیم بن عمر یمانی نے ان سے عمر بن اذینہ نے ان سے ابان ابن ابی عیاش نے ان سے سلیم بن قیس ہلالی نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ کفر کی بنیاد چار ستونوں پر ہے: فسق، غلو، شک اور شبہہ۔ فسق کی چار شاخیں ہیں: ظلم بے بصیرتی، غفلت، نافرمانی، جو ظلم کرتا ہے وہ مخلوق خدا کو حقیر اور عقلمندوں کو بے وقوف سمجھتا ہے اور سخت جرم پر اصرار کرتا ہے اور بے بصیرت ذکر خدا کو بھول جاتا ہے۔ گمان کی پیروی کرتا ہے خدا کا مقابلہ کرتا ہے اور شیطان اس پر مسلط رہتا ہے اور بغیر توبہ اور الحاء و زاری کے بخشش کا امیدوار رہتا ہے اور جو غفلت کرتا ہے اپنے نفس کو دھوکہ دیتا ہے، پیٹھ کے بل الٹ جاتا ہے اپنی گمراہی کو ہدایت سمجھتا ہے امیدیں اسے دھوکہ میں رکھتی ہیں اسے اس وقت حسرت و ندامت ہوتی ہے جب خدا کا حکم آ جاتا ہے اور پردے ہٹ جاتے ہیں اور اس پر وہ ظاہر ہوتا ہے جس کا خیال بھی نہ تھا اور جو حکم خدا سے سرکشی کرتا ہے اسے خدا کے وجود میں شک ہے اور جو شک کرے خدا اپنی طاقت سے اسے ذلیل و رسوا اور اپنے جلال سے حقیر کر دیتا ہے جس طرح اس نے اپنے رب کے بارے میں دھوکا کھایا اور اس کی نافرمانی کی تھی۔

اور غلو کی چار شاخیں ہیں: اپنی رائے پر اصرار، اور اس پر جھگڑا اور کج روی اور کج بحثی، پس جو ضد کرے وہ حق تک نہیں پہنچ سکتا اور غرق ہو جانے کے سوا اسے کچھ نہیں ملتا اور اس کا فتنہ مٹنے کی بجائے اور پردہ پڑ جاتا ہے اور اس کے دین کی چادر پارہ پارہ ہو جاتی ہے اور وہ گر کر گتھی میں پھنس کر رہ جاتا ہے اور جو اپنی رائے پر بضد ہو کر لڑ پڑتا ہے وہ بہت جھگڑے کی وجہ سے احمق مشہور ہو جاتا ہے اور جو کج روی کرتا ہے وہ اچھائی کو برائی اور برائی کو اچھائی سمجھتا ہے اور جو لڑ پڑتا ہے اس پر اس کے راستے بھیانک ہو جاتے ہیں اور اس پر اس کا امر اتنا تنگ ہو جاتا ہے کہ اس کا اظہار مشکل ہو جاتا ہے جب تک وہ مؤمنین کا راستہ اختیار نہ کرے۔

اور شک کے بھی چار راستے ہیں: ہر بات میں شک، خواہش تردد، ہر امر کا اقرار۔ خداوند عالم کا ارشاد ہے: ﴿فَبِاَیِّ اٰلَاۗءِ رَبِّکَ تَتَمَارٰی﴾ (تم خدا کی کن کن نعمتوں میں شک کرتے رہو گے) دوسری روایت میں ہے کہ شاخیں یہ ہیں ہر بات میں شک، حق سے ہول، جہالت کی وجہ سے ہر بات کا اقرار پس جو سامنے والی بات سے ڈر جائے وہ پیچھے پلٹ جائے گا اور جو دین میں شک کرے وہ خدا کے بارے میں تردد میں رہے گا اور پہلے مؤمن اس سے سبقت لے جائیں گے اور پیچھے والے اسے پالیں گے اور شیطان کے سُم اسے روند ڈالیں گے۔ اور جو دنیا و آخرت میں ہلاک ہونے والوں کے آگے جھک گیا وہ ان کے درمیان ہلاک ہو جائے گا اور جو نجات پا گیا تو یقین کی بدولت اور خدا نے کوئی مخلوق یقین سے کم نہیں پیدا کی۔

اور شبہ کے بھی چار شعبے ہیں: زینت میں خود بینی، غلبۂ نفس، بلندی کی امید، حق و باطل میں اشتباہ اور یہ اس لیے ہے کہ زینت دلیل سے ثابت ہوتی ہے اور نفس کا غلبہ شہوت پر آمادہ کرتا ہے اور بلندی امیدوار کو حق سے بالکل پھیر دیتی ہے اور حق و باطل میں اشتباہ ایک دوسرے پر تاریک پردے ہیں پس یہ ہیں کفر اور اس کے ستون اور شاخیں۔

فرمایا: اور نفاق کے چار ستون ہیں: خواہش دنیا، ھوینا، حفیظہ، طمع۔

پس خواہش کی چار شاخیں ہیں: بغاوت، تجاوز، خواہش، فساد، جو بغاوت کرتا ہے اس کے دل میں بہت سے گمراہ کن ناپاک ارادے ہوتے ہیں اور وہ اس فکر میں رہتا اور اس کو کمک پہنچاتا ہے اور جو تجاوز کرتا ہے وہ اس کے خطرناک نتائج سے محفوظ نہیں رہتا نہ کبھی اسے اطمینان قلب نصیب ہوتا ہے اور نہ اپنے نفس پر قابو پا سکتا ہے اور جو اپنے نفس کی خواہشات سے کنارہ کشی نہیں کرتا وہ خبیث حرکتوں میں گھس پڑتا ہے اور جو فساد کرے وہ جان بوجھ کر بلاوجہ گمراہ ہے۔

اور ھوینا کی چار قسمیں ہیں: دھوکا، امید، رعب اور سستی۔ اور یہ اس طرح کہ رعب حق سے پھیر دیتا ہے اور سستی سے عمل میں کمی آجاتی ہے۔ یہاں تک کہ اسے موت آجاتی ہے اگر انسان امیدوں کو شکار نہ بنے تو اس کے لیے وہی کافی ہے جس میں ہے اور اگر انسان کو یقین ہو جائے کہ جس حال میں ہے اس میں رہے گا تو وہ ہول سے مر جائے اور دھوکہ انسان کے عمل میں کمی کا باعث ہے۔

اور حفیظہ کی بھی چار شاخیں ہیں: تکبر، فخر، لاج اور تعصب، پس جو تکبر کرتا ہے وہ حق سے بھاگتا ہے اور جو فخر کرتا ہے وہ فسق و فجور کرتا ہے اور جو اپنی لاج رکھنا چاہتا ہے وہ گناہوں پر اصرار کرتا ہے اور جو تعصب کرتا ہے وہ ظلم کرتا ہے پس صراط پر اس کا کس قدر برا حال ہوگا جو فرار فسق و فجور، گناہوں پر اصرار اور ظلم و جور کے درمیان ہو۔

اور طمع کی بھی چار شاخیں ہیں۔ خوشی، خوشی میں مستی، لجاجت، دولت کی فراوانی پر فخر و ناز پس خوشی خدا کے نزدیک مکروہ ہے اور خوشی سے مستی صرف خیالی پلاؤ ہیں اور لجاجت ایسی بلا ہے جو بڑے بڑے گناہوں پر مجبور کر دیتی ہے اور مال و دولت پر فخر و ناز، لہو و لعب، مشغلہ اور بہتر کو چھوڑ کر کمتر کو اختیار کرنا ہے پس یہ ہے نفاق اور اس کے ستون اور شاخیں۔

اور خداوند عزیز و جلیل اپنے بندوں پر غالب ہے اس نے ہر شئی بہترین خلق

فرمائی ہے اس کی رحمت اور نعمت ہر جگہ ہے اس کا امر ظاہر اور نور روشن ہے اس کی برکتیں چھائی ہوئی ہیں اس کی حکمتیں سایہ فگن ہیں اور اس کی طاقت غالب ہے اس کا کلمہ حق ہے اس کے ترازو ٹھیک تولتے ہیں اس کے رسولوں نے تبلیغ کی ہے پس اس نے برے کام کو گناہ قرار دیا اور رضامندی کو توبہ قرار دیا اور توبہ کو پاک کرنے والا قرار دیا پس جس نے توبہ کر لی ہدایت پائی اور جس نے فتنہ برپا کیا گمراہ ہو گیا جب تک کہ خدا کی بارگاہ میں توبہ نہ کرے اور اپنے جرم کا اعتراف نہ کرے اور خدا کے پاس ہلاک نہیں ہوتا مگر ہلاک ہونے والا پس خدا سے ڈرو خدا سے ڈرو اس کے پاس کس قدر قبول توبہ، رحمت، خوشخبری اور زبردست حلم ہے اور کس قدر عظیم سزائیں، جہنم کی زبردست سختیاں ہیں پس جو شخص اس کی تابعداری کر کے کامیاب ہو گیا اس نے اس کی مہربانیاں حاصل کر لیں اور جو گناہوں میں گرفتار رہا وہ سزاؤں کے مزے چکھے گا اور عنقریب وہ نادم ہوں گے۔

دوسری حدیث:۔ وہ ہے جو صدوق علیہ الرحمہ نے خصال میں تین کے بارے میں سلیم بن قیس سے نقل کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے اپنے دین کے بارے میں تین قسم کے آدمیوں سے بچو ایک وہ جو قرآن پڑھتے پڑھتے جب خوش ہوتا ہے تو اپنے ہمسایہ پر تلوار کھینچ لیتا ہے اور اسے شرک کی تہمت لگاتا ہے میں نے عرض کیا: اے امیر المومنین زیادہ مشرک کون ہے؟ فرمایا: تہمت لگانے والا دوسرا وہ شخص ہے جو احادیث کو خفیف سمجھتا ہے جب کوئی جھوٹا واقعہ اسے سنایا جاتا ہے تو اسے اور لمبا کر دیتا ہے تیسرا وہ شخص ہے جسے خدا نے حکومت دی ہے پس وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کی تابعداری خدا کی تابعداری اور اس کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے حالانکہ وہ غلطی پر ہے اس لیے کہ خدا کی نافرمانی کر کے مخلوق کی تابعداری نہیں ہو سکتی۔ مخلوق کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ خدا کی نافرمانی کر کے اس سے محبت کی جائے خدا کی نافرمانی میں کسی کی تابع داری روا نہیں ہے اور نہ خدا کے نافرمان کی تابعداری ہو سکتی ہے تابعداری صرف خدا و رسول اور صاحبانِ امر کی ہے خدائے عزوجل نے ہی رسول کی

تابعداری کا حکم دیا ہے اس لیے کہ وہ معصوم اور پاک ہیں کبھی خدا کی نافرمانی کا حکم نہیں دیتے۔

تیسری حدیث:۔ خصال میں صدوق علیہ الرحمہ نے بیان فرمائی ہے بارہ ائمہؑ کے بارے میں سلیم بن قیس ہلالی سے روایت نقل کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن جعفر کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں اور امام حسن و امام حسین علیہما السلام اور عبداللہ بن عباس اور عمر ابن ابی سلمہ اور اسامہ بن زید معاویہ کے پاس تھے پس میرے اور معاویہ کے درمیان گفتگو شروع ہوگئی میں نے معاویہ سے کہا میں نے رسول خداﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں مؤمنوں کے نفسوں کا حاکم و سردار ہوں میرے بعد علی مرتضیٰؑ مؤمنوں کے نفسوں کے حاکم و سردار ہیں ان کے بعد امام حسنؑ مؤمنوں کے نفسوں کے حاکم و سردار ہیں۔ ان کے بعد امام حسینؑ مؤمنوں کے نفسوں کے حاکم و سردار ہیں۔ ان کے بعد ان کے فرزند علیؑ ابن الحسینؑ مؤمنوں کے حاکم و سردار ہیں ان کے بعد ان کے فرزند محمد باقرؑ حاکم و سردار ہیں اور اے حسین تم انہیں پاؤ گے۔ غرض پورے بارہ امام ہوں گے ان میں سے نو امام حسینؑ کی اولاد سے ہوں گے۔ عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں کہ پھر میں نے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام اور عبداللہ بن عباس اور عمر بن ابی سلمہ اور اسامہ بن زید سے گواہی طلب کی سب نے معاویہ کے روبرو گواہی دی (سلیم بن قیس کہتے ہیں کہ) میں نے یہ خبر سلمان، ابوذر اور مقداد علیہم الرحمۃ سے بھی سنی ہے وہ بھی کہتے تھے کہ انہوں نے بھی آنحضرتﷺ سے ایسا ہی سنا ہے۔

چوتھی حدیث:۔ وہ ہے کہ جس کا کراجکی نے کنز الفوائد میں ذکر کیا ہے انہوں نے محمد بن عباس سے انہوں نے ابو عقدہ سے انہوں نے اپنی سندوں سے سلیم بن قیس سے انہوں نے امام حسنؑ سے انہوں نے امیر المؤمنینؑ سے آیہ ﴿اَلسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ﴾ (جو سابق ہیں وہی مقرب بارگاہ خدا ہیں) کے ذیل میں سنا ہے فرمایا کہ میں ہر سابق سے سابق ہوں خدا اور رسول کی طرف اور سب سے

زیادہ ان کا مقرب ہوں۔

پانچویں حدیث:۔ وہ ہے جسے علامہ فقیہ شیخ حسن بن سلیمان حلی علیہ الرحمہ نے مختصر بصائر الدرجات میں نقل کیا ہے انہوں نے احمد ابن محمد عیسیٰ اور علی بن اسماعیل بن یحییٰ اور محمد بن حسین بن ابی الخطاب سے سنا ان سے عثمان بن عیسیٰ نے ان سے عمر ابن اذینہ نے ان سے ابان ابن ابی عیاش نے ان سے سلیم بن قیس ہلالی نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے اس ماہِ رمضان میں جس میں وہ شہید ہوئے حضرت علی مرتضی علیہ السلام سے سنا ہے جبکہ ان کے دونوں فرزند امام حسن اور امام حسین علیہما السلام اور عبداللہ بن جعفر کے فرزند اور مخصوص شیعہ ان کے گرد جمع تھے اور وہ فرما رہے تھے کہ لوگوں کو ان کی مرضی پر چھوڑ دو تم خاموشی کے پابند ہو جاؤ دشمن جانے اور اس کی دولت جب تک تمہارا فیصلہ نہ ہو وہ تمہیں فنا نہیں کر سکتے۔ دشمن باغی اور حاسد ہے اور انسانوں کی تین قسمیں ہیں ایک گروہ وہ ہے جسے ہمارے نور نے پہچوایا دوسرا گروہ وہ ہے جو ہماری وجہ سے کھاتے ہیں تیسرا وہ ہے جس نے ہمارے ذریعہ ہدایت پائی اور ہمارے حکم کے پیروکار ہوئے مگر وہ سب سے کم ہیں وہ پاک طینت، حکیم، عالم، فقیہ، سخی اور پرہیزگار شیعہ ہیں انہیں مبارک ہو۔ ان کی بازگشت بہترین ہے۔

چھٹی حدیث:۔ شیخ حسین ابن عبدالوہاب نے جو سید رضی اور سید مرتضیٰ علیہم الرحمہ کے ہم عصر تھے انہوں نے عیون المعجزات میں نقل کی ہے آفتاب پلٹنے اور حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے کلام کرنے کے ذکر میں وہ کہتے ہیں کہ ان سے ابن عیاش جوہری نے ان سے ابو طالب عبداللہ بن محمد انباری نے ان سے ابوالحسن محمد بن زید تستری نے ان سے ابوسمینہ محمد بن علی صیرفی نے ان سے حماد ابن عیسیٰ جہنی معروف غریق الجحفہ نے ان سے ابراہیم بن عمر یمانی نے ان سے عمر بن اذینہ نے ان سے ابان بن ابی عیاش نے ان سے سلیم بن قیس ہلالی نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوذر جندب بن جنادہ غفاری سے سنا (آفتاب کا سلام وکلام ماہتاب امامت سے) وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے سردار

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ایک رات امیر المؤمنین سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب صبح ہو تو بقیع کے پہاڑوں کی طرف چلے جاؤ اور بلندی پر کھڑے ہو جاؤ جب آفتاب طلوع کرے تو اس پر سلام کرو اس لیے کہ خداوند عالم نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ تمہارے سلام کا جواب دے ان کمالات کی وجہ سے جو تم میں ہیں جب صبح ہوئی تو امیر المؤمنین علیہ السلام روانہ ہوگئے اور ان کے ساتھ ابوبکر و عمر اور مہاجرین کا ایک گروہ بھی تھا یہاں تک کہ وہ بقیع پہنچ کر بلندی پر کھڑے ہوگئے جب آفتاب کی شعائیں نمودار ہوئیں تو آپ نے فرمایا: اے خدا کی جدید اور تابعدار مخلوق تجھ پر سلام ہو پس سب نے آسمان کی طرف سے ہمہمہ سنا اور کہنے والے کی یہ آواز آئی کہ آپ ؑ پر[1] سلام ہو اے اول و آخر اور ظاہر و باطن اور اے وہ جو کہ ہر شئ کو جانتا ہے۔ جب ابوبکر و عمر اور مہاجرین نے آفتاب کا کلام سنا تو غش کھا کر زمین پر گر پڑے کئی ساعت بعد جب ہوش آیا تو امیر المؤمنین علیہ السلام واپس جا چکے تھے پس یہ سب آنحضرت ؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ علی ؑ[2] ہمارے مثل بشر ہے اور آفتاب نے تو ان سے ایسی بات کہی ہے جو خدا نے اپنے لیے فرمائی ہے آپ نے فرمایا کہ تم نے آفتاب سے کیا سنا ہے انہوں نے جواب دیا کہ آفتاب نے کہا اے اول آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے علی ؑ سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائے انہوں نے کہا کہ آفتاب نے کہا اے آخر۔ آپ نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا اس لیے کہ علی ؑ آخر تک اپنا عہد پورا کریں گے مجھے غسل و کفن دیں گے اور قبر میں دفن کریں گے۔ انہوں نے عرض کیا کہ اس نے یہ بھی کہا: اے ظاہر۔ آپ ؐ نے فرمایا: اس نے سچ کہا اس لیے کہ میرا تمام علم علی کے ذریعے روشن ہوگا انہوں نے عرض کیا کہ وہ یہ بھی کہہ رہا تھا کہ اے باطن۔ فرمایا: اس نے درست کہا اس لیے کہ راز علی ؑ کے پاس ہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے یہ بھی کہتے ہوئے سنا ہے کہ وہ ہر شئے کے جاننے والے

---

1. علی ؑ اول و آخر، ظاہر و باطن اور بکل شئ علیم ہیں۔
2. علی مرتضیٰ علیہ السلام کی بشریت کی حیثیت زبانِ رسول ؐ سے اور ان کے لیے وہ الفاظ جو خدا سے مخصوص ہیں۔

ہیں۔ فرمایا: اس نے درست کہا اس لیے کہ وہ ہر حلال و حرام اور واجب و سنت کو جانتے ہیں یہ سن کر وہ کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے کہ محمدؐ نے ہمیں تاریکی میں ڈال دیا ہے اور دروازۂ مسجد سے روانہ ہوگئے۔

ساتویں حدیث:۔ ابوجعفر بن حسن بن فروغ صفار نے اپنی کتاب بصائر الدرجات میں بیان کی ہے انہوں نے احمد بن محمد سے نقل کیا ہے ان سے حسین بن سعید نے کہا ان سے حماد بن ابراہیم بن عمر نے ان سے سلیم بن قیس نے کہا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ خداوند عالم نے ہمیں پاک اور معصوم قرار دیا ہے اور ہمیں اپنی مخلوق پر گواہ اور زمین پر حجت قرار دیا ہے اور ہمیں قرآن کے ساتھ اور قرآن کو ہمارے ساتھ رکھا ہے نہ وہ ہم سے جدا ہے اور نہ ہم اس سے۔ اس حدیث کو صدوق علیہ الرحمہ نے بھی اکمال الدین میں ابن ولید سے نقل کیا ہے اور اس نے ابن صفار سے روایت کی ہے۔

چھٹا فائدہ

ان مشہور مصنفین و مؤلفین کے ذکر میں جنہوں نے سلیم بن قیس ہلالی سے روایات اخذ کر کے نقل کی ہیں تاکہ اس کتاب اور اس کے مؤلف سلیم بن قیس پر زیادہ اعتماد ہو جائے۔

(۱) ان معتبر اور مشہور بزرگوں میں شیخ جلیل ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب کلینی علیہ الرحمہ ہیں جنہوں نے اپنی کتاب کافی کے متعدد بابوں میں سلیم سے حدیثیں نقل کی ہیں ان میں سے باب استعمال علم ہے اور باب اپنے علم سے کمائی کرنے والے اور فخر کرنے والے کا ہے اور باب اختلاف حدیث ہے اور یہ باب ہے کہ آئمہ طاہرین علیہم السلام خدا کی طرف سے گواہ ہیں اور باب آئمہ اثنا عشر اور ان پر نص میں ہے اور باب صلہ امام علیہ السلام میں ہے اور باب عمود کفر اور اس کے شعبوں میں ہے اور باب نادر ہے (کم سے کم جس سے بندہ مؤمن ہو جاتا ہے) اور اس کے علاوہ اپنی کتاب فروع کافی میں بھی

کتاب الخمس الروضہ میں ان سے حدیث لی ہے۔

(۲) ان میں سے امام المحدثین ابوجعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی ہیں جو صدوق علیہ الرحمہ کے لقب سے مشہور ہیں۔ انہوں نے اپنی بیش بہا تالیفات میں ان سے اور ان کی کتاب سے حدیثیں لی ہیں جن میں سے ''من لایحضرہ الفقیہ'' کا باب رسم وصیت ہے معانی الاخبار کا باب اخیر ہے اور کتاب علل کا باب اطاعتِ رسل و آئمہ ہے اور کتاب اکمال الدین کا باب ۲۴ ہے اس میں سلیم سے ۵ حدیثیں نقل کی ہیں اور کتاب اعتقادات ہے اس میں کتاب سلیم سے خصوصاً وہ حدیث بیان کی ہے جو اخبار کے بارے میں اسے تفصیل سے نقل کیا ہے مع ان تصدیقوں کے جو امام حسن، امام حسین، امام زین العابدین، امام محمد باقر، امام جعفر صادق علیہم السلام نے کی ہیں۔

(۳) اور ان میں سے رئیس گروہِ حق شیخ ابوجعفر محمد بن حسن بن علی بن حسن طوسی علیہ الرحمہ ہیں جنہوں نے سلیم کی حدیثیں اپنی بہت سی کتب میں نقل کی ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب امالی ہے دوسری تہذیب میں باب الوصایا اور باب تمیز اہل خمس و مستحق خمس ہے۔ تیسرے کتاب الغیبۃ ہے متعدد مقامات پر اور ایک جگہ یہ فرمایا ہے کہ یہ نسخہ ہے کتاب سلیم بن قیس ہلالی کا اور اسے انہوں نے پڑھ کر سنایا تھا ابان کو اور ابان کہتے ہیں کہ میں نے امام زین العابدینؑ کو پڑھ کر سنایا تھا پس آپ نے فرمایا تھا کہ سلیم نے سچ کہا ہے۔

(۴) اور ان میں سے شیخ ثقہ جلیل القدر فضل ابن حسن طبرسی علیہ الرحمہ ہیں انہوں نے اپنی کتاب اعلام الوریٰ میں ان سے حدیثیں نقل کی ہیں۔

(۵) اور ان میں سے شیخ محدث زین الاسلام ابوجعفر احمد ابن علی ابن ابی طالب طبرسی علیہ الرحمہ ہیں جنہوں نے اپنی کتاب احتجاج میں متعدد مقامات پر ان کے احادیث نقل کیے ہیں ان میں حضرت علی مرتضیٰؑ کا وہ احتجاج بھی ہے جو آپ نے مہاجرین و انصار کی کثیر جماعت سے کیا تھا اس بارے میں انہوں نے سلیم سے کئی

حدیثیں نقل کی ہیں اور ان میں حضرت علی مرتضٰی علیہ السلام کا وہ احتجاج بھی ہے جو آپؑ نے طلحہ وزبیر سے اس وقت کیا تھا جب انہوں نے ان پر خروج کرنا چاہا اور ان میں امام حسن علیہ السلام کا وہ احتجاج بھی ہے (معاویہ سے) اور ان میں امام حسین علیہ السلام کا احتجاج بھی ہے مناقب امیر المؤمنین علیہ السلام کے ذکر میں اور ان میں وہ حالات بھی ہے جو وفاتِ رسولؐ کے بعد گزرے۔

(۶) ان میں سے شیخ فقیہ محمد بن ابراہیم ابن جعفر اور ابوعبداللہ نعمانی معروف ابن زینب بھی ہیں انہوں نے اپنی کتاب غیبۃ میں کتاب سلیم سے مفصل احادیث نقل کی ہیں۔ اس کتاب میں یہ عبارت درج ہے شیعہ کے تمام علماء و راویان احادیث ائمہ طاہرین علیہم السلام میں اس امر میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ سلیم بن قیس ہلالی کی کتاب ان کتب اصول میں سے بہت بڑی اصل ہے جنہیں اہل علم اور ذمہ داران احادیث اہل بیت علیہم السلام نے بیان کیا ہے اس لیے کہ اس اصل میں جو کچھ درج ہے وہ سب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ اور حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام اور مقداد و سلمان فارسی اور ابوذر غفاری اور ان جیسے معتمد اصحاب سے منقول ہے جنہوں نے آنحضرت اور امیر المومنین علیہما السلام کی زیارت کی تھی اور ان سے سنا تھا اور وہ ایسے اصول میں سے ہے جس کی طرف شیعہ رجوع اور ان پر اعتماد کرتے ہیں اور ہم نے رسول خدا اور ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کے ایسے فضائل درج کیے ہیں جو کتاب سلیم کے سوا بھی ملتے ہیں اور ان کی عظمت پر شاہد ہیں۔

(۷) ان مین سے موثق اور عادل سید المحدثین ابوجعفر محمد بن فروح صفارؒ بھی ہیں جنہوں نے اپنی کتاب بصائر الدرجات کے مختلف بابوں میں سلیم سے متعدد احادیث نقل کی ہیں۔

(۸) ان میں سے شیخ محدث مشہور شاذان بن جبرائیل قمی علیہ الرحمہ بھی ہیں جنہوں نے اپنی کتاب الفضائل میں متعدد حدیث سلیم سے نقل کی ہیں۔

(۹) ان میں سے علامہ جلیل شیخ ابوالفتح محمد بن علی بن عثمان کراجکی علیہ الرحمہ

ہیں انہوں نے اپنی کتاب کنز الفوائد اور الاستنصار فی النص علی الائمۃ الاطہار میں بہت سی حدیثیں سلیم سے نقل کی ہیں۔

(۱۰) ان میں سے حافظ موثق علامہ زمان محمد بن شہر آشوب مازندرانی علیہ الرحمہ ہیں انہوں نے اپنی کتاب مناقب فی آل ابی طالب میں سلیم سے حدیثیں نقل کی ہیں۔

(۱۱) ان میں سے بہاء الملت والدّین علامہ محقق محمد بن حسین بن عبد الصمد جبائی عاملی علیہ الرحمہ بھی ہیں انہوں نے اپنی کتاب اربعین میں سلیم سے متعدد روایات نقل کی ہیں۔

(۱۲) ان میں شیخ محدث علامہ جمال الدین حسن بن شہید ثانی شیخ زین الدین بن علی عاملی علیہ الرحمہ بھی ہیں جنہوں نے اپنی کتاب معالم الاصول کے مقدمہ میں سلیم سے نقل کیا ہے۔

(۱۳) ان میں سے عالم بزرگ فقیہ عصر شیخ حسن بن سلیمان حلی علیہ الرحمہ شاگرد شیخ شہید اول علیہ الرحمہ بھی ہیں انہوں نے اپنی کتاب مختصر بصائر الدرجات میں سلیم سے احادیث نقل کی ہیں۔

(۱۴) ان میں سے فاضل متبحر فقیہ حسن بن علی بن حسین بن شعبہ علیہ الرحمہ ہیں انہوں نے اپنی کتاب تحف العقول میں سلیم سے احادیث نقل کی ہیں۔

(۱۵) ان میں سے سید جلیل شرف الدین علی حسینی استر آبادی نجفی شاگرد محقق شیخ علی کرکی علیہم الرحمہ بھی ہیں انہوں نے اپنی کتاب الایات الباہرہ فی فضائل العترۃ الطاہرہ میں چند مقامات پر سلیم سے احادیث لی ہیں اور سورۂ زخرف، سورۂ حشر، سورۂ تکویر وغیرہ میں تفسیر محمد بن عباس بن مروان بن ماہیار سے نقل کیا ہے جن کے بارے میں صاحبان معاجم نے تصریح کی ہے کہ وہ موثق و معتبر ہیں ایک گروہ نے یہ کہا ہے کہ ان کی یہ تفسیر عدیم المثال ہے۔

(۱۶) ان میں شیخ المحدثین فخر شیعہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ ہیں انہوں نے، اپنی کتب میں سلیم کی خبروں کو نشر کیا ہے چنانچہ وہ اپنی کتاب بحار الانوار کے شروع میں فرماتے ہیں کہ کتاب سلیم بن قیس بہت مشہور ہے حالانکہ ایک گروہ نے اس میں طعن کیا ہے لیکن حق یہ ہے کہ وہ معتبر اصول سے ہے اور اپنی کتاب اربعین میں یہ فرماتے ہیں کہ میں نے پایا کتاب سلیم بن قیس میں جس کی ابان ابن ابی عیاش نے روایت کی ہے اور وہ سب امام زین العابدین علیہ السلام کو اس وقت پڑھ کر سنائی ہے جب چیدہ اصحاب موجود تھے جن میں ابوطفیل کو امام نے پڑھوایا تھا اور فرمایا تھا کہ یہ ہماری صحیح احادیث ہیں۔ ابان کا بیان ہے کہ میں نے اس کے بعد ابوطفیل کے گھر میں ان سے ملاقات کی ہے انہوں نے واپسی میں بعض اہل بدر اور سلمان و مقداد اور ابی ابن کعب سے احادیث بیان کیں۔ ابو طفیل کہتے ہیں کہ میں نے ان سے جو کچھ سنا تھا وہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو سنایا آپ نے فرمایا کہ یہ علم خاص ہے جس سے امت کی جہالت دور ہو سکتی ہے اور خدا کی معرفت حاصل ہو سکتی ہے پھر جو کچھ ان لوگوں نے مجھ سے کہا تھا اس کی تصدیق فرمائی اور بار بار اسے سنا کر ایسی تفسیر شافی فرمائی کہ مجھے قیامت سے زیادہ رجعت کا یقین ہو گیا اور وہی کچھ ثابت ہو گیا جو آپ نے اے امیر المؤمنین فرمایا تھا۔ اور انہوں نے حدیث کا ان کے اس آخری قول تک ذکر فرمایا کہ اے ابوطفیل جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا تو گمراہی اور جہالت کی وجہ سے لوگ مرتد ہو گئے سوائے ان کے جنہیں خدا نے ہم اہل بیت کی وجہ سے محفوظ رکھا۔

(۱۷) ان میں سے سید جلیل محمد باقر زین العابدین خوانساری علیہ الرحمہ ہیں انھوں نے اپنی کتاب روضات الجنان میں سلیم کے حق میں یہ الفاظ فرمائے ہیں:

"سلیم پرانے علمائے اہل بیت اور ان کے بڑے اصحاب میں سے تھے جنہیں ان سے عشق تھا اور شیخ طوسی علیہ الرحمہ کی کتاب رجال سے پتہ چلا کہ انہوں نے پانچ ائمہ معصومین علیہم السلام کی زیارت کی ہے یعنی امیر المؤمنین، امام حسن، امام حسین، امام زین

العابدین، امام محمد باقر علیہم السلام یہاں تک کہ انہوں نے کہا کہ ظاہر ہے کہ یہ بزرگ آئمہ طاہرین ؑ کی نظر میں چار ستونوں کے بجائے تھے اوران کی بارگاہ میں بے حد پیارے تھے آئمہ طاہرین ؑ کے نزدیک ان کی بلندی اور شیعوں کے نزدیک انتہائی بزرگی کے لیے یہ کافی ہے کہ جس طرح ان کی مدح اور بزرگی کی روایات ملتی ہیں اسی طرح ان کی مذمت میں کوئی روایت نہیں ملتی اور ہمیں اپنے گروہ میں کوئی ایسا نہیں ملا جو ان سے ناواقف ہو۔ چہ جائیکہ کوئی ان کی عدالت میں قدح کرے اور ہمارے بڑے بڑے بزرگوں نے جو دو عادلوں سے زیادہ ہیں ان کی عدالت پر نص کی ہے یہاں تک کہ انہوں نے سید علی بن احمد عقیقی کی کتاب سے نقل کرکے یہ کہا ہے کہ ان کی کتاب اصحاب میں اس طرح مشہور ہے جیسے ہمارے زمانہ میں چار کتابوں سے زیادہ مشہور ہے۔ ان کی روایات کلینی اور شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہم نے نقل کی ہیں جیسا کہ تم نے پہچانا اور روایات کی راہ میں جو اضطراب نظر آتا ہے وہ اسے مجروح نہیں کرتا اور وہ بعض وجوہ سے ہمارے بزرگوں کے اکثر کتب میں ہے پھر انہوں نے مشہور حضرات کے طویل ارشادات نقل کیے ہیں اور اس کتاب کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے اس پر جرح قدح کی ہے اور آخر میں کتاب کے آخری حصہ کے لیے ایک خالص فصل لکھی ہے نیز اول کتاب سے ایک طویل فصل کا ذکر کیا ہے جو حسن ابن ابی الحسن سیار بصری کے بیان میں ہے اس کی طرف رجوع کرو۔"

(۱۸) ان میں سے سید جلیل محدث سید ہاشم بن سلیمان حسینی نوبلی بحرانی ہیں انہوں نے اپنی بہت سی کتابوں میں سلیم ابن قیس سے احادیث نقل کی ہیں ایک کتاب معالم الزلفیٰ، دوسری مدینۃ المعاجز، تیسری غایۃ المرام، ان میں چودہ مقامات پر سلیم سے احادیث نقل کی ہیں جو چالیس سے زیادہ ہیں۔ باب چوّن (۵۴) میں جو درج کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:

اس میں ایک حدیث ہے جس کا سلیم بن قیس ہلالی نے ذکر کیا ہے اوران کی

کتاب مشہور اور معتمد علیہ ہے جس سے مصنفین نے نقل کیا ہے وہ تابعین سے ہیں پھر انہوں نے ان کی کتاب کے اس سرنامہ کا ذکر کیا ہے جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں منجملہ ان کے ایک کتاب ''تفسیر البرہان'' ہے جس میں متعدد مقامات پر سلیم بن قیس سے احادیث درج کی ہیں۔ محمد بن یعقوب کلینی اور محمد بن عباس بن ماہیار وغیرہ سے نقل کر کے جو بہت مؤثق ارباب حدیث سے تھے۔

(۱۹) ان میں سے علامہ محدث مؤثق معتمد میرزا حسن بن محمد تقی نوری عزوی علیہ الرحمہ ہیں انہوں نے سلیم سے بہت سی احادیث اپنی تصنیفات میں درج کی ہیں ان میں سے ایک کتاب ''نفس الرحمان فی فضائل سلمان'' فارسی رضوان اللہ علیہ دوسری مستدرک الوسائل اس کی جلد ۳ چھٹے فائدہ میں فرماتے ہیں کہ کتاب سلیم مشہور اصول سے ہے اور ارباب علم کے لیے اس کی طرف بہت سے راستے ہیں پھر انہوں نے نعمان کی کتاب ''الغیبۃ'' کا بیان نقل کیا ہے منجملہ ان کے ان کی کتاب ''فصل الخطاب'' اس میں انہوں نے کتاب سلیم سے بہت سی روایات نقل کی ہیں مقدمہ میں بھی اور متعدد دوسرے مقامات پر بھی اور اسے اپنی کتاب کا مقصد قرار دیا ہے۔

(۲۰) ان میں سے شیخ علامہ فقیہ محمد بن حسن حر عاملیؒ صاحب ''وسائل'' بھی ہیں۔ ان کا وہ کلام دیکھو جو ہم نے دوسرے فائدہ میں بیان کیا ہے۔

(۲۱) ان میں سے فرات بن ابراہیم بن فرات کوفی بھی ہیں جو ابوالحسن علی بن بابویہ کے اساتذہ سے ہیں انہوں نے بھی کتاب سلیم سے اپنی تفسیر میں احادیث نقل کی ہیں جیسا کہ بعض بزرگوں نے بیان کیا ہے۔

(۲۲) ان میں سے علامۂ خبیر صاحب تالیفاتِ کثیرہ مفید سید مہدی قزوینی نجفی حلی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں انہوں نے بھی سلیم بن قیس سے اپنی کتاب ''الصوارم الماضیہ فی الفرقۃ الناجیۃ'' میں جو اپنے موضوع میں بہترین ہے اس میں فرقۂ ناجیہ کی تشخیص پر بلند پایہ عقلی ونقلی دلیلیں قائم کی ہیں۔ آنحضرت ﷺ سے یہ حدیث پیش کی ہے کہ میری امت

کے تہتر (۷۳) فرقے ہوں گے جس میں سے بہتر (۷۲) دوزخ میں اور ایک ناجی ہوگا۔ انہوں نے ایسی مستحکم دلیلوں سے ثابت کیا ہے کہ نجات پانے والے صرف شیعہ ہیں جنہوں نے بارہ اماموں کی پیروی کی ہے جن سے انکار زبردستی کے سوا ممکن نہیں ہے۔

(۲۳) ان میں سے صاحب کتاب ''مودۃ القربیٰ'' سید علی ہمدانی بھی ہیں جیسا کہ قندوزی بلخی نے اپنی کتاب ''ینابیع المودۃ'' کے چوبیسویں باب میں ذکر کیا ہے کہ مودۃ القربیٰ میں سلیم بن قیس سے منقول ہے ان سے سلمان فارسی نے بیان کیا کہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام آپ کی آغوش میں ہیں اور آپؐ ان کے رخساروں اور دہن کو بوسہ دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ تم سردار ہو سردار کے فرزند اور سردار کے بھائی ہو۔ امام ابن امام برادر امام ہو اور تم حجت ہو حجت کے فرزند اور حجت کے بھائی ہو اور نو حجتوں کے باپ ہو جن کا نواں قائمؑ ہوگا۔

(۲۴) ان میں سے حاکم ابو القاسم حسکانی نے اپنی کتاب ''شواہد التنزیل لقواعد التفضیل'' میں سلیم سے حدیث نقل کی ہیں جیسا کہ طبرسی علیہ الرحمہ نے مجمع البیان میں آیہ ﴿وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ (سورۂ بقرہ) کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ روایت کی ہے حاکم ابو الاسم حسکانی نے کتاب ''شواہد التنزیل فی قواعد التفضیل'' میں اپنے اسناد سے سلیم ابن قیس ہلالی سے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ خداوند عالم نے ﴿لتکونوا شھداء﴾ فرما کر ان گواہوں سے ہم کو مراد لیا ہے پس رسول خدا ﷺ ہم پر گواہ ہیں اور ہم کل مخلوق پر خدا کے گواہ اور اس کی زمین پر اس کی حجت ہیں اور ہم ہی کو خداوند عالم نے درمیانی امت فرمایا ہے۔ طبرسی علیہ الرحمہ نے یہاں تک ذکر فرمایا ہے۔

ابوالقاسم[1] حسکانی کا نام عبید اللہ بن عبداللہ اعور ہے اور ان کا ذکر میرزا عبداللہ آفندی نے بھی "ریاض العلماء" میں کیا ہے اور جو کچھ کہا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

کہ وہ امام فاضل جلیل کامل مشہور حاکم حسکانی ہیں 'حا' پر زبر اور 'سین' ساکن کاف پر زبر پھر الف ساکن اور نون نسبت ہے حسکان کی طرف اور شاید وہ بستی ہوگی لہٰذا کتاب انساب کو دیکھو اور کبھی اسے حسکائی کہا جاتا ہے یعنی الف کے بعد ہمزہ اور وہ اہم شیعوں سے ہیں اور بکثرت شیعہ اور سنی راویوں سے نقل روایت کرتے ہیں جن میں سے ابوعبداللہ شیرازی نیشاپوری بھی ہیں اور ان میں سے محمد بن عبداللہ بن محمد ہیں جنہوں نے عبداللہ بن یحییٰ بن احمد سے (جو شاید جلودی ہیں) اور انہوں نے عبدالرحمان بن فضل سے انہوں نے جعفر بن حسین سے انہوں نے محمد بن زید بن علی سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ دونوں اہل سنت سے ہیں اور ان میں محمد بن قاسم بن احمد ہیں جنہوں نے ابوسعید محمد بن فضل بن محمد سے روایت کی ہے اور وہ بہت سے راویوں سے روایت کرتے ہیں جن میں سے ایک سید ابومحمد مہدی بن نزار حسینی قائنی ہیں جو شیخ ابوعلی طبرسی کے استاد ہیں اور ان کے تالیفات میں "شواہد التنزیل لقواعد التفصیل" اچھی کتاب ہے جس میں ان آیات کا ذکر ہے جو اہل بیت اور خصوصیات امیر المومنین علیہ السلام میں قرآن بن کر نازل ہوئی ہیں اور واقعہ ردِّ شمس کی تصحیح کر کے مخالفین کی تردید کی ہے۔

ان تینوں تالیفات کی نسبت ان کی طرف علامہ ابن شہر آشوب نے "مقام العلماء" اور کتاب "دعاء الهداة الى اداء حق الموالات" میں دی ہے اور تعجب خیز

[1] یہ عالم و عارف ہیں ان کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ اہل سنت کے مشہور علماء سے ہیں انہوں نے چار سو اولیاء کی خدمت کی ہے اور عبدالرحمٰن جامی نے "نفحات الانس" میں ان کی بے حد مدح کی ہے اور محمد بن سلیمان کفوی نے "اطلاع الاخبار" میں اور حسین بن معین الدین میبدی نے "فواتح" میں اور دوسرے علماء نے بھی ان کی مدح کی ہے۔ ۷۸٦ھ ہجری میں وفات پائی۔ دراصل حسکان ان کے جد امجد تھے جیسا کہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں بیان کیا ہے عنقریب آئے گا۔

بات یہ ہے کہ سید حسین بن مساعد حائری نے اپنی کتاب ''تحفۃ الابرار'' میں ابوالقاسم حسکانی کو علماءِ اہل سنت سے قرار دیا ہے پھر ان کی طرف ایک کتاب کی نسبت دی ہے جس میں علی مرتضیٰ علیہ السلام کے دوش نبی پر سوار ہونے اور بت شکنی کو صحیح قرار دیا ہے۔

اسی طرح جلیل ابن طاؤس نے اپنی کتاب ''الاقبال'' میں انہیں مخالف علماء سے شمار کیا ہے کیونکہ اس میں روز غدیر کے عمل کی بحث میں یہ الفاظ ہیں۔

فصل اس مختصر وصف میں جس کی روایت علماء مخالفین نے روز غدیر کے بارے میں کی ہے کشف سے اور اس کلام کو یہاں تک جاری رکھا ہے کہ منجملہ اس کے وہ روایت ہے جو ابوالقاسم عبیداللہ بن عبداللہ حسکانی نے اس کتاب میں کی ہے جس کا نام ''دعاۃ الھداۃ الیٰ اداء حق الموالاۃ'' رکھا ہے نقل کی ہے اور اس سے زیادہ صریح وہ ہے جو اس کے پانچ ورق بعد بیان کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

اسی طرح روایت کی ہے حاکم عبیداللہ بن عبداللہ حسکانی نے کتاب ''دعاۃ الھداۃ الیٰ اداء حق الموالاۃ'' میں اور وہ جمہور کے مخصوص افراد میں سے ہیں بس یہاں تک کتاب ''ریاض العلماء'' میں مفصل ذکر ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔

حافظ ذہبی نے بھی تذکرۃ الحفاظ جلد ۳ ص ۳۶۷ طبع حیدرآباد میں یہ بیان کیا ہے کہ قاضی محدث ابوالقاسم عبیداللہ بن عبداللہ بن احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن حسکان قرشی عامری نیشاپوری الحنفی حاکم معروف جن کا عرف ابن الحداد ہے ایک فاضل بزرگ ہیں علم حدیث پر عبور رکھتے ہیں اور امیر عبداللہ بن عامر بن کریز کے قریہ کے رہنے والے ہیں جس نے حضرت عثمان کے زمانہ میں خراسان فتح کیا تھا۔ وہ بلند سندوں کے ماہر تھے انہوں نے تصنیف کی اور جمع کیا اور حدیث لی ہے اپنے جد ابوالحسن علوی اور ابوعبداللہ الحاکم اور ابو طاہر بن محش اور عبداللہ بن یوسف اصفہانی اور ابوالحسن بن عیذان اور ابن فنجویہ دینوری اور ابوالحسن علی بن سقا اور ابوعبداللہ بن باکویہ اور کثیر مخلوق سے اور ابوسعید کنجرودی اور ان کے امثال سے بھی لیتے تھے۔ خاص کر ابوبکر بن حارث اصفہانی نحوی کی

صحبت میں رہے اور ان سے لیا اور حافظ احمد بن علی بن منجویہ سے بھی لیا ہے اور قاضی ابو العلاء صاعد بن محمد سے فقہ حاصل کی اور برابر سنتے، جمع کرتے اور فائدہ پہنچاتے رہے۔ اور ان سے اکثر احادیث محدث عبد الغفار بن اسماعیل فارسی نے لی ہیں اور اپنی تاریخ میں اس کا ذکر کیا ہے لیکن میں نے نہیں پایا کہ ان کی تاریخ وفات کا بھی ذکر کیا ہو حالانکہ انہوں نے ۴۹۰ھ کے بعد وفات پائی اور میں نے ان کی ایک مجلس پائی ہے وہ یہ بتاتی ہے کہ وہ شیعہ تھے اور حدیث کے ماہر تھے اور رد شمس کی روایت کا ثبوت اور ناصبیوں کی تردید ہے بس یہاں تک ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں ذکر کیا ہے۔

(۲۵) ان میں سے شیخ جلیل مفید محمد بن محمد بن نعمان عکری بغدادی علیہ الرحمہ بھی ہیں انہوں نے اپنی کتاب ''کافیہ فی ابطال توبۃ الخاطیہ'' میں اپنی سندوں سے سلیم سے اور انہوں نے محمد بن ابوبکر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب ابوبکر کی وفات کا وقت آ پہنچا تو وہ ہائے وائے کرتے رہے عمر ان کے پاس تھے انہوں نے ہم سے کہا یہ بات پوشیدہ رکھو اپنے باپ سے اس لیے کہ یہ ہذیان بک رہے ہیں اور تم وہ معروف قوم ہو کہ موت کے وقت ہذیان بکتے ہیں عائشہ نے کہا کہ تم نے سچ کہا ہے پس عمر باہر چلے گئے اور ابوبکر کا انتقال ہوگیا (میں نے یہ واقعہ سلیم کی کتاب میں تفصیل سے لکھا ہے اس کی طرف رجوع کرو)۔

(۲۶) ان میں سے شیخ ابو اسماعیل ابراہیم بن سلیمان قطیفی خطی بحرانی غروی بھی ہیں انہوں نے اپنی کتاب ''الفرقۃ الناجیۃ'' میں صدر آئمہ اخطب خوارزم موفق بن احمد مکی سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم سے فخر نجم الدین ابو منصور محمد بن حسین بن محمد بغدادی نے یہ بیان کیا ہے کہ ہمیں امام شریف نور الہدیٰ ابو طالب حسن بن محمد زینی نے خبر دی ہے انہیں امام الائمہ محمد بن احمد بن شاذان نے خبر دی ہے اور انہیں ابو محمد حسن بن علی علوی طبری نے خبر دی ہے اور انہیں احمد بن عبد اللہ نے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے بیان کیا میرے دادا احمد بن محمد نے اپنے باپ سے سن کر انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے

عمر بن اذینہ سے سن کر وہ کہتے ہیں کہ ان سے ابان ابن ابی عیاش نے اور ان سے سلیم بن قیس ہلالی نے اور ان سے سلمان محمدی نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو امام حسینؑ آپؐ کے زانو پر تھے اور آپؐ ان کی آنکھوں اور دہن کو بوسہ دے رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ تم سید ابن سید اور سیدوں کے باپ ہو تم امام ابن امام اور اماموں کے باپ ہو تم حجت بن حجت اور نو حجتوں کے باپ ہو تمہارے صلب سے ان کا نواں قائم ہوگا۔

(۲۷) ان میں سے علامہ محدث خواجہ کلان شیخ سلیمان حسینی قندوزی بلخی ہیں جن کی ولادت ۱۲۲۰ھ اور وفات ۱۲۹۲ہجری میں ہوئی انہوں نے اپنی کتاب ''ینابیع المودۃ'' میں سلیم بن قیس سے روایت لی ہے جو مطبوعہ ہے حالانکہ وہ حنفی مذہب اور نقشبندی مشرب ہیں جیسا کہ ان کے نزدیک سید عبد القادر آفندی نے روایت کی ہے دیکھو ان کے حالات ان کی کتاب مذکور کے شروع میں۔

(۲۸) ان میں سے عالم خبیر محمد بن عباس بن علی بن مروان بن ماہیار معروف ابن حجام ہیں انہوں نے اپنی کتاب ''تفسیر ما نزل فی اہل البیت علیہم السلام من القران'' میں سلیم بن قیس کا ذکر کیا ہے جیسا کہ ان سے سید محدث بحرانی علیہ الرحمہ نے ''غایۃ المرام'' میں صفحہ ۳۹۳ میں نقل کر کے ان کی تعریف کی ہے حسن بن احمد مالکی سے محمد بن عیسیٰ نے ان سے محمد بن ابی عمیر نے ان سے عمر ابن اذینہ نے ان سے ابان ابن ابی عیاش نے ان سے سلیم بن قیس ہلالی نے بیان کیا کہ ارشاد خداوندی ﴿مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (حضور رسول اکرم جو کچھ تمہارے پاس لے آئیں لے لو اور جس چیز سے روک دیں رک جاؤ) کی تفسیر یہ ہے کہ آل محمد پر ظلم کرنے میں خدا سے ڈرو کیونکہ خدا سخت عذاب کرنے والا ہے ان پر جو ان پر ظلم کریں۔

ابن ماہیار نے اس کا ذکر معاجم میں کیا ہے اور جنہوں نے اس کا ذکر کیا ہے

ان میں شیخ طوسی علیہ الرحمہ بھی ہیں۔ اپنی ''رجال'' میں ان کا شمار ان لوگوں میں سے کیا ہے جنہوں نے معصومین ؑ سے روایت نہیں لی ہے پس انہوں نے یہ کہا ہے کہ محمد بن عباس بن علی بن مروان مشہور ابن حجام باب طاق سے ہیں اور یہ بھی کہا کہ ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ ان سے تلعکبری نے ۳۲۸ھ میں سنا ہے اور ان کا فہرست میں بھی ذکر کیا ہے اور ان کے تالیفات شمار کیے ہیں اور اس تفسیر کو بھی انہی میں سے شمار کیا ہے پس اس کی طرف رجوع کرو۔

(۲۹) ان میں سے علامہ خبیر شیخ جلیل نور الدین علی بن محمد بن یونس نباطی بیاضی عاملی بھی ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب ''صراط مستقیم الی مستحقی التقدیم'' میں سلیم بن قیس سے روایت لی ہے اور وہ موضوع امامت میں بہترین کتاب تصنیف کی گئی ہے ان کی رد میں جنہوں نے استحقاق پر اعتراض کیے ہیں۔

(۳۰) ان میں سے علامہ مؤرخ مشہور ابوالحسن علی ابن الحسین مسعودی متوفی ۳۴۵ھ نے اپنی کتاب ''تنبیہ الاشراف'' ص ۱۹۸، مطبوعہ مصر، پر یہ ذکر کیا ہے جس کی نص یہ ہے (اور وہ گروہ جن کے نزدیک امام بارہ (۱۲) میں منحصر ہیں۔ اس کی روایت سلیم بن قیس ہلالی نے کی ہے) اپنی کتاب میں کہ جس کی روایت ابان بن ابی عیاش نے کی ہے کہ آنحضرت نے امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب ؑ سے فرمایا کہ تم اور تمہاری اولاد میں بارہ (۱۲) ائمہ حق ہیں اور سلیم بن قیس کے سوا یہ روایت کسی نے نہیں کی۔

(۳۰) ان میں سے شیخ الاسلام ابو اسحاق ابراہیم بن سعد الدین محمد بن مؤید ابوبکر بن جمال السنۃ ابوعبداللہ محمد بن حمویہ بن محمد جوینی معروف الحموئی اور ابن حمویہ متوفی ۷۲۱ھ اور ان کی عمر ۷۸ سال تھی جیسا کہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ، ج ۴، ص ۲۸۸ میں ذکر کیا ہے طبع حیدر آباد اور وہ اہل سنت کے بہت بڑے علماء و محدثین و حفاظ میں سے تھے اور اسی طرح ان کے والد اور دادا تھے۔ انہیں شیعہ کی طرف منسوب کرنا تعجب خیز ہے جیسا کہ میرزا عبداللہ آفندی نے کیا ہے انہوں نے اپنی کتاب ریاض العلماء میں حافظ ابو

محمد عبدالرحمان بن احمد نیشاپوری خزاعی کے حالات کے ذکر میں کہا ہے اور ظاہر ہوتا ہے کتاب ''فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ و البتول و السبطین '' سے (جو ہمارے بعض افاضل کی ہے) اور اسی طرح ان کا تردّد ان کی شیعیت میں اور یہ شک کہ شاید وہ اہل سنت سے ہوں حالات نقیب عبدالرحمٰن بن سمیع ہاشمی میں اس لیے کہ انہوں نے ''فرائد السمطین'' اور اس کے مؤلف کا ذکر کرنے کے بعد یہ لکھا ہے کہ شاید وہ اہل سنت سے ہوں۔

بہرحال انہوں نے ''فرائد السمطین'' کے اٹھاونویں (۵۸) باب میں سلیم بن قیس سے حدیث نقل کی ہے اور یہ کہا ہے کہ مجھے سید نسابہ جلال الدین عبدالحمید فخّار بن معد بن فخّار نے خبر دی ہے شاذان بن جبرائیل قمی سے روایت کر کے انہوں نے جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن بابویہ قمی سے سنا۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے باپ اور محمد بن حسن علیہما الرحمہ نے بیان کیا ان دونوں نے کہا کہ ہمیں سعد بن عبداللہ نے خبر دی انہیں یعقوب بن زید نے انہیں حماد ابن عیسیٰ نے انہیں عمر بن اذینہ نے انہیں ابان بن ابی عیاش نے انہیں سلیم بن قیس نے خبر دی کہ میں نے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کو مسجد میں دیکھا خلافتِ عثمان کے زمانہ میں۔ اس وقت ایک گروہ علم وفقہ کے بارے میں گفتگو کر رہا تھا۔ پس ان لوگوں نے قریش کی فضیلت اور ان کے سابق الاسلام ہونے اور ہجرت کا اور ان کے بارے میں آنحضرت کے دیگر ارشادات اور اس ارشاد کا کہ امام قریش سے ہوں گے اور اس ارشاد کا کہ لوگ قریش کے تابع ہیں اور قریش عرب کے پیش رو ہیں اور آپ کا یہ ارشاد کہ قریش پر سب نہ کرو اور آپ کا یہ ارشاد کہ قریش کے ایک فرد کی قوت سو (۱۰۰) کے برابر ہے اور آپ کا یہ ارشاد کہ جو شخص قریش کی اہانت کرے خدا اس کی اہانت کرتا ہے اور آپ کا وہ ارشاد جو انصار کی فضیلت اور ان کے سابق الاسلام افراد اور ان کی نصرت کے بارے میں فرمایا ہے اور خداوند عالم نے اپنی کتاب میں ان کی مدح فرمائی ہے اور آنحضرت نے ان کی فضیلت بیان کی ہے اور آپ کا وہ ارشاد جو سعد بن

معاذ اور غسیل ملائکہ کے بارے میں فرمایا ہے۔ انہوں نے ان کی فضیلت بیان کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی یہاں تک کہ ہر قبیلہ نے آواز دی کہ فلاں ہمارے قبیلہ سے ہے فلاں ہمارے قبیلہ سے ہے اور قریش نے آواز دی کہ رسول ہمارے قبیلہ سے ہیں حمزہ ہمارے قبیلہ سے ہیں جعفر ہم میں سے ہیں عبیدہ ہم میں سے ہیں اور زید بن حارثہ اور ابوبکر و عمر و سعد و ابوعبیدہ و سالم غلام ابوحذیفہ اور عبدالرحمٰن بن عوف ہم میں سے ہیں۔

پس سابق الاسلام قبیلوں میں سے انہوں نے کسی کو نہیں چھوڑا جس کا نام نہ لیا ہو اس گروہ میں دوسو (۲۰۰) سے زائد افراد موجود تھے اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام بھی موجود تھے اور سعد بن ابی وقاص، عبدالرحمان بن عوف، طلحہ و زبیر، عمار، مقداد و ہاشم بن عتبہ، ابن عمر و امام حسن اور امام حسین علیہما السلام اور ابن عباس، محمد بن ابی بکر اور عبداللہ بن جعفر بھی موجود تھے اور انصار سے ابی ابن کعب، زید بن ثابت، ابوایوب انصاری و ابوہیثم بن تیہان و محمد بن مسلمہ اور قیس بن سعد بن عبادہ، جابر بن عبداللہ، انس بن مالک، زید بن ورقہ، عبداللہ بن ابی اوفی اور ابولیلیٰ بھی موجود تھے اور ابولیلیٰ کے ساتھ اس کا بیٹا عبد الرحمٰن بھی اس کے ساتھ پہلو میں بیٹھا تھا کہ اتنے میں ابوالحسن بصری آگئے اور ان کے ساتھ ان کا فرزند حسن بصری بھی تھا۔ قوم کی یہ باتیں صبح سے زوال تک ہوتی رہیں۔

عثمان اپنے گھر میں تھے انہیں ان باتوں کی خبر نہ تھی اور علی ابن ابی طالب علیہ السلام خاموش تھے نہ وہ کلام کرتے تھے نہ ان کے اہل بیت، پس قوم نے ان کی جانب رخ کر کے عرض کیا: اے ابوالحسن آپ کو کلام کرنے سے کس نے روکا ہے؟ فرمایا کہ کوئی ایسا قبیلہ والا نہیں جس نے اپنے قبیلہ کی فضیلت نہ بیان کی ہو اور اپنا حق نہ بتایا ہو پس اے گروہ قریش و انصار میں تم سے سوال کرتا ہوں کہ کس چیز کی بدولت خدا نے یہ فضیلت تمہیں اور تمہارے گھر والوں اور اہل خاندان کو بخشی ہے اور تمہارے سوا کسی کو نہیں دی انہوں نے جواب دیا کہ صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے خاندان کی بدولت خدا نے یہ شرف بخشا اور احسان فرمایا ہے نہ کہ ہمارے نفسوں، گھر والوں اور خاندانوں کی وجہ سے۔ آپ

نے فرمایا: اے گروہ قریش و انصار تم نے سچ کہا ہے، کیا تم یہ نہیں جانتے کہ تم کو دنیا و آخرت کی جو خیر ملی ہے وہ صرف ہم اہل بیت کی بدولت ملی ہے کسی اور کی بدولت نہیں ملی میرے چچازاد بھائی رسول خداﷺ نے فرمایا کہ میں اور میرے اہل بیت ہم سب خدا کے سامنے ایک ہی نور تھے۔ خلقت آدم سے چودہ ہزار سال پہلے، پس جب خدا نے حضرت آدمؑ کو خلق فرمایا تو یہ نوران کے صُلب میں رکھ کر زمین پر اتارا پھر اسے کشتی میں نوحؑ کے صلب میں رکھا پھر اسے ابراہیمؑ کے ساتھ نارِ نمرود کی طرف پہنچایا پھر خداوند عالم ہمیں کریم صلبوں سے پاک رحموں کی طرف اور پاک رحموں سے کریم صلبوں کی طرف منتقل کرتا رہا باپوں اور ماؤں کی طرف سے کوئی بھی ایسا نہیں جو پاک نسل نہ ہو یہ سن کر پرانے مسلمانوں اور اہل بدر و اہل احد نے کہا بیشک ہم نے رسول خداﷺ سے یہ سنا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں خدا کی قسم دے کر تم سے پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ خدا نے قرآن کی بہت سی آیتوں میں سبقت کرنے والے کو پیچھے رہنے والوں پر فضیلت دی ہے اور ساری امت میں خدا و رسول کی طرف سبقت کرنے والوں میں مجھ سے پہلا کوئی نہیں ہے انہوں نے کہا بے شک ایسا ہی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَالسّٰابِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ﴾ (جو سابق ہیں وہی مقرب بارگاہِ خدا ہیں) اور ﴿اَلسّٰابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰاجِرِيْنَ وَ الْاَنْصٰارِ﴾ (مہاجرین و انصار میں سے سب سے پہلے) تو آنحضرتؐ سے دریافت کیا گیا کہ ان سے کون مراد ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ آیتیں انبیاء و اوصیاء کی شان میں نازل ہوئی ہیں میں سب نبیوں سے افضل ہوں اور علی ابن ابی طالب سب وصیوں سے افضل ہیں۔ ان لوگوں نے کہا بے شک ایسا ہی ہے پھر آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾ (خدا کی تابعداری کرو اور اس کے رسول کی اور ان کی تابعداری

کرو جو تم میں سے صاحبانِ امر ہیں) اور یہ آیت نازل فرمائی:

﴿اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ﴾

(بس تمہارا ولی خدا ہے اور اس کا رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نمازیں قائم کرتے اور رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دیتے ہیں)

اور جب یہ آیت نازل فرمائی:

﴿لَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً﴾

(انہوں نے خدا و رسول اور مؤمنین کے سوا کسی کو دوست نہیں بنایا)

تو لوگوں نے آنحضرت سے دریافت کیا کہ کیا یہ خاص مؤمنین کے لیے ہے یا سب مؤمنوں کے لیے ہے تو خدا نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ وہ انہیں بتلا دیں کہ ان کے والیان امر کون ہیں اور انہیں ولایت کا مطلب اسی طرح سمجھا دیں جس طرح انہیں نماز، زکوٰۃ اور حج کا طریقہ سمجھایا ہے اور غدیر خم میں لوگوں کے سامنے ان کی ولایت پر نص کر دیں پھر آپ نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اے لوگو! خداوند عالم نے جب مجھے اس (حکم) کے پہنچانے کا پیغام دیا تو میرا سینہ تنگ ہو گیا اور مجھے یہ گمان ہوا کہ لوگ مجھے جھٹلا دیں گے لیکن اس نے مجھے ڈرایا کہ اسے ضرور پہنچاؤں ورنہ وہ مجھے سزا دے گا۔ پھر آپ نے حکم دیا اور نمازِ باجماعت (الصلوٰۃ جامعہ) کا اعلان کیا گیا پھر آپ نے خطبہ پڑھا اور فرمایا: اے لوگو! کیا تم جانتے ہو

کہ خدائے عزوجل میرا حاکم ہے اور میں مؤمنین کا حاکم ہوں اور میں ان کے نفسوں کا سردار ہوں سب نے جواب دیا کہ بے شک اے خدا کے رسول فرمایا کہ اچھا چپ ہو جاؤ اے علیؑ تم کھڑے ہو جاؤ پس میں کھڑا ہو گیا۔ فرمایا: جس کا میں سردار ہوں علی اس کا سردار ہے خداوندا اس سے محبت رکھ جو علی سے محبت رکھے اور اس کا دشمن ہو جا جو علی سے عداوت رکھے یہ سن کر سلمان نے کھڑے ہو کر عرض کیا، ایسی ہی ولا اور محبت جیسے ہم آپس میں رکھتے ہیں فرمایا بلکہ ویسی محبت جس کا میں نے یہ کہہ کر سوال کیا تھا کہ جس کے نفس کا میں حاکم ہوں اس کا علی حاکم ہے پس خداوند عالم نے اس کی یاد اس آیت سے تازہ کر دی:

﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا﴾

(آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں تمام کر دیں اور تمہارے دین اسلام سے راضی ہو گیا)

پس رسول خداﷺ نے تکبیر کہی اور فرمایا: اللہ اکبر میری نبوت کا اتمام اور دین خدا کی تکمیل علی مرتضٰی کی ولایت ہے میرے بعد۔ پس ابو بکر و عمر نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا یہ آیتیں خاص علی کی شان میں ہیں۔ فرمایا: سنو! بیشک علی کی شان میں ہیں اور میرے باقی وصیّوں کی شان میں ہیں قیامت تک۔ دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون کون ہیں فرمایا کہ پہلا میرا بھائی اور وزیر اور وارث اور وصی علی میرا خلیفہ ہے میری امت میں اور ہر مؤمن کا حاکم ہے میرے بعد پھر میرا فرزند حسن پھر نو خلیفہ حسین کی اولاد میں ہیں جو ایک دوسرے کے بعد ہوں گے وہ قرآن کے ساتھ ہوں گے اور قرآن ان کے ساتھ ہو گا نہ کبھی وہ قرآن سے جدا ہوں گے اور نہ کبھی قرآن ان سے جدا ہو گا جب تک میرے پاس حوض کوثر پر نہ آ جائیں سب نے کہا بے شک ایسا ہی ہے۔ ہم نے اسی طرح سنا ہے جیسا آپ نے فرمایا ہے ہم پوری طرح گواہی دیتے ہیں بعض

نے کہا کہ ہمیں اس میں سے بہت کچھ یاد ہے البتہ کُل یاد نہیں رہا۔ اور جنہوں نے کُل یاد رکھا ہے یہی ہماری نیک اور بزرگ ہستیاں ہیں پس علی مرتضی صلوات اللہ علیہ نے فرمایا: یہ ٹھیک ہے سب کا حافظہ برابر نہیں۔ میں انہیں خدا کی قسم دیتا ہوں جنہوں نے اسے یاد رکھا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ وہ کھڑے ہوکر کیا فرما رہے تھے پس زید بن ارقم، براء بن عاذب، سلمان، ابوذر، مقداد اور عمار کھڑے ہوکر کہنے لگے کہ ہمیں رسول خداﷺ کا ارشاد یاد ہے جب وہ منبر پر کھڑے تھے اور آپؑ ان کے پہلو میں تھے اور وہ یہ فرما رہے تھے کہ اے لوگو مجھے خدائے عز وجل نے حکم دیا ہے کہ تمہارا امام مقرر کر دوں جو میرے بعد تمہارا حاکم اور میرا وصی اور خلیفہ ہو اور خدا نے اپنی کتاب میں مؤمنین پر واجب کیا ہے کہ وہ اس کی اور میری تابعداری کریں جو عین خدا کی تابعداری ہے اور میں نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا تھا کہ مجھے منافقوں کے طعن و تشنیع کا ڈر ہے پس اس نے مجھے تنبیہہ کی کہ اگر میں نہ پہنچاؤں تو مجھ سے مؤاخذہ کرے گا اے لوگو! خدا نے اپنی کتاب میں نماز کا حکم دیا میں نے سمجھا دی۔ زکوٰۃ، روزہ اور حج کا حکم میں نے سمجھا دیا اور تفصیل بیان کر دی اب اس نے ولایت کا حکم دیا ہے اور میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ وہ خاص اس علی کے لیے ہے اور اپنا ہاتھ علی ابن ابی طالبؑ پر رکھا پھر فرمایا کہ ان کے بعد ان کے دونوں فرزندوں حسن وحسین کے لیے ہے پھر ان اوصیاء کے لیے ہے جو ان کے بعد ان کی اولاد سے ہوں گے نہ کبھی وہ قرآن سے جدا ہوں گے اور نہ قرآن ان سے جدا ہوگا یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر دونوں وارد ہو جائیں گے۔ اے لوگو میں نے اپنے بعد تمہاری پناہ گاہ اور امام اور حاکم اور ہادی بتلا دیا ہے کہ وہ میرا بھائی علی ابن ابی طالب ہے اور وہ تم میں اس طرح ہے جیسے میں پس اپنے دین میں ان کے حکم کے پابند رہو۔ اور اپنے تمام امور میں ان کی تابعداری کرو کیونکہ خدا نے مجھے جس قدر علم وحکمت دیا ہے وہ سب ان کے پاس ہے پس ان سے سوال کرو ان سے سیکھو یا ان کے بعد ان کے اوصیاء سے نہ تم ان کو سکھاؤ اور نہ ان سے آگے بڑھو اور نہ ان سے منہ پھیرو

کیونکہ یہ حق کے ساتھ ہیں اور حق ان کے ساتھ ہے نہ وہ حق کو زائل کر سکتے ہیں نہ حق انہیں۔ پھر وہ بیٹھ گئے۔

سلیم کہتے ہیں کہ پھر علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے لوگو تم جانتے ہو کہ خدا نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾

(بس خدا کا یہی ارادہ ہے کہ اے اہل بیت کہ وہ تم سے ہر رجس کو دور رکھے اور تمہیں ویسا پاک رکھے جیسا پاک رکھنے کا حق ہے)

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے مجھے اور فاطمہ زہرا اور حسن و حسین کے جمع ہونے کے بعد ہم سب پر چادر ڈال دی اور فرمایا خداوندا یہ ہیں میرے اہل بیت اور میرا گوشت اور پوست، جو بات انہیں اذیت دیتی ہے وہ مجھے اذیت دیتی ہے اور جو انہیں زخمی کرتی ہے وہ مجھے زخمی کرتی ہے ان سے رجس کو دور رکھ اور انہیں ویسا پاک رکھ جو پاک رکھنے کا حق ہے ام سلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے بھی چادر میں داخل ہونے کی اجازت عطا ہو فرمایا نہیں البتہ تم خیر پر ہو۔ یہ آیت بالخصوص میری اور میرے بھائی علی ابن ابی طالب اور میری اولاد اور امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں نو (۹) اماموں کی شان میں نازل ہوئی ہے اس میں ان کے سوا ہمارے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے۔ سب نے کہا بے شک ہم سے ام سلمہ نے بیان کیا ہے پھر ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ سے دریافت کیا انہوں نے ام سلمہ کے بیان کی حرف بحرف تصدیق فرمائی۔

پھر حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں

کیا خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی ہے:

﴿اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰادِقِیْنَ﴾

(خدا سے ڈرو اور سچوں کا ساتھ دو)

پس سلمان نے عرض کیا تھا یا رسول اللہ یہ آیت خاص ہے یا عام اور آپ نے فرمایا تھا کہ جنہیں حکم دیا گیا ہے وہ عام مؤمنین ہیں اور صادقین خاص میرا بھائی علی ابن ابی طالب اور ان کے بعد قیامت تک ان کے وصی ہیں سب نے کہا بے شک درست ہے پھر فرمایا: تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے غزوۂ تبوک میں آنحضرت ﷺ سے عرض کیا تھا کہ آپ مجھے اپنا قائم مقام بنا کر کیوں جا رہے ہیں تو آپ نے فرمایا تھا کہ مدینہ کی سرداری کا اہل یا میں ہوں یا تم اور تم میرے لیے اس طرح ہو جیسے موسیٰ کے لیے ہارون تھے سوا اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے سب نے کہا بے شک درست ہے۔

پھر آپ نے فرمایا: میں تمہیں خدا کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ خداوند عالم نے سورۂ حج میں یہ آیت نازل فرمائی ہے:

﴿یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَافْعَلُوا الْخَیْرَ﴾

(اے ایمان والو! رکوع کرو اور سجدے کرو اور اپنے رب کی عبادت کرو اور عمل خیر کرو)

پس سلمان نے کھڑے ہو کر سوال کیا تھا کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں جن پر آپ گواہ ہیں اور وہ سب لوگوں پر گواہ ہیں جنہیں خود خدا نے چنا ہے اور ان کے لیے اس دین میں تنگی نہیں قرار دی جو ملت ابراہیم ہے اور آپ

نے جواب دیا تھا کہ اس سے یہ امت نہیں بلکہ تیرہ افراد مراد ہیں، سلمان نے دریافت کیا تھا کہ یا رسول اللہ وہ کون ہیں آپ نے فرمایا تھا کہ وہ میں اور میرا بھائی علی ابن ابی طالب اور گیارہ میری اولاد سے ہیں سب نے کہا بے شک درست ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا کہ میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ جب آخری خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے جس کے بعد کوئی خطبہ نہیں دیا۔ فرمایا تھا:

﴿اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ كِتَابَ اللّٰهِ وَ عِتْرَتِىْ اَهْلَ بَيْتِىْ مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِىْ فَقَدْ نَبَّأَنِىَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ وَ عَهِدَ اِلَىَّ اَنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَىَّ الْحَوْضَ﴾

(اے لوگو میں تم میں ایک جیسی دو چیزیں چھوڑتا ہوں ایک خدا کی کتاب اور دوسرے میری عترت یعنی اہل بیت پس اگر تم ان دونوں سے تمسک رکھو گے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے کیونکہ لطیف و خبیر خدا نے مجھے خبر دی ہے اور مجھ سے عہد فرمایا ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہو جائیں)

پس عمر خطاب جھنجھلا کر اٹھے تھے اور کہا تھا کہ یا رسول اللہؐ آپ کے سب اہل خاندان مراد ہیں اور آپؐ نے فرمایا تھا کہ نہیں بلکہ ا سے مراد میرے اوصیاء ہیں ان میں پہلا میرا بھائی اور وزیر اور وارث ا

میری امت میں میرا خلیفہ علی میرے بعد مؤمنین کا حاکم ہے پھر میرا فرزند حسن پھر میرا فرزند حسین پھر نو (۹) حسین کی اولاد سے ایک دوسرے کے بعد یہاں تک کہ وہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہو جائیں یہ خدا کی زمین پر اس کے گواہ ہیں اور اس کی مخلوق پر اس کی حجت ہیں اور علم کے خزانے اور اس کی حکمت کی کانیں ہیں جس نے ان کی تابعداری کی اس نے خدا کی تابعداری کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔ پس سب نے کہا کہ ہم شاہد ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہے۔

پھر علی مرتضیٰ علیہ السلام کے سوالات ختم ہو گئے اس لیے کہ انہوں نے کوئی ایسی بات نہیں چھوڑی جس کا خدا کی قسم دے کر ان سے اقرار نہ لے لیا ہو یہاں تک کہ اپنے آخری مناقب تک پہنچ گئے اور وہ بھی کہلوا لیا جو آنحضرت ﷺ اکثر فرمایا کرتے تھے۔

ان سب باتوں کی وہ تصدیق کر کے گواہی دیتے رہے کہ یہ سچ ہے۔ اصل حدیث ختم ہوگئی اس کتاب سے نقل کر کے جو انشاء اللہ ہمیشہ لکھی رہے گی۔

یہاں ہم کتاب سلیم بن قیس ہلالی کے متعلق اپنا بیان ختم کرتے ہیں اور اے پڑھنے والے امید ہے کہ ہم نے دین کے جن ستونوں کی شہادتیں نقل کی ہیں انہیں پڑھ کر اس کتاب اور اس کے مؤلف پر اعتماد کے لیے کافی سمجھو گے۔

آخر میں خدا کی حمد کرتے ہیں اور اپنے نبی اور ان کی پاک اولاد پر جو بارہ ہیں درود بھیجتے ہیں ان پر خدا کا سلام ہو۔

(حررة المفتقر الی عفو ربه الغنی العلوی الحسنی النجفی)

اسرارِ امامت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الْمُنْتَخِبِيْنَ

ابان بن ابی عیاش کا خواب اور سلیم بن قیس کا اخبار بالغیب

مجھے رئیس پاک طینت ابو البقاء ہبۃ اللہ بن نما بن علی بن حمدون رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر حلّۃ الجامعین میں جمادی الاولیٰ ۵۶۵ھ میں یہ خبر پڑھ کر سنائی وہ کہتے ہیں کہ مجھے شیخ امین عالم ابوعبداللہ حسین بن احمد بن طحال مقدادی مجاور نے مشہد مولانا امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ میں ۵۲۰ھ میں پڑھ کر سنائی وہ کہتے ہیں کہ ہمیں شیخ مفید ابو علی حسن بن محمد طوسی رضی اللہ عنہ نے ماہ رجب ۴۹۰ھ میں خبر دی اور انہیں خبر دی شیخ فقیہ ابو عبداللہ حسن بن ہبۃ اللہ بن رطبہ نے مفید ابو علی سے سن کر کہ وہ روضۂ ابو عبداللہ الحسین بن علی صلوات اللہ علیہ میں محرم ۵۶۰ھ میں سنا رہے تھے اور انہیں خبر دی شیخ مقری ابو عبداللہ محمد بن کامل نے شریف جلیل نظام الشرف ابوالحسین عریضی سے سن کر اور انہوں نے ابن شہر یار خازن سے سن کر اور انہوں نے شیخ ابو جعفر طوسی سے سن کر اور انہیں خبر دی شیخ فقیہ ابو عبداللہ محمد بن علی بن شہر آشوب نے ۵۷۰ھ کے مہینوں میں حلۃ الجامعین میں پڑھ کر اپنے دادا شہر آشوب سے انہوں نے شیخ سعید ابو جعفر محمد بن حسن طوسی رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابن ابی جید نے بیان کیا محمد بن حسن بن احمد بن ولید اور محمد بن ابو القاسم ملقب بہ ماجیلویہ سے سن کر اور انہوں نے محمد بن علی صیرفی سے انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے انہوں نے ابان ابن ابی عیاش سے انہوں نے سلیم بن قیس ہلالی سے سن کر اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ شیخ ابو جعفر کہتے ہیں کہ ہمیں ابو عبداللہ الحسین بن

عبداللہ غضائری نے کہا وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ابو محمد ہارون بن موسیٰ بن احمد تلعکبری علیہ الرحمہ نے خبر دی وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ابو ہمام بن سہیل نے خبر دی وہ کہتے ہیں کہ ہمیں عبداللہ بن جعفر حمیری نے خبر دی یعقوب یزید اور محمد بن حسین بن ابو الخطاب اور احمد بن محمد بن عیسیٰ سے سن کر اور انہوں نے محمد بن ابو عمیر سے انہوں نے عمر بن اذینہ سے انہوں نے ابان ابن ابی عیاش سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رات خواب میں دیکھا کہ میری موت کا وقت نزدیک ہے میں دن کو تمہیں دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ میں نے رات سلیم بن قیس ہلالی کو خواب میں دیکھا کہ وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ اے ابان تمہاری موت کا وقت نزدیک ہے پس میری امانت کے بارے میں خدا کا خوف کرو۔ اسے ضائع نہ کرو اور تم نے اس کتاب کی جو ضمانت لی ہے اسے پورا کرو۔ اور اس کے حوالہ کرو جو علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے شیعوں سے ہو اور دیندار اور صاحب حسب ہو پس جب میں نے صبح کو تمہیں دیکھا تو دیکھ کر خوش ہو گیا اور سلیم بن قیس کو خواب میں دیکھنے کا ذکر سنا دیا۔

جب حجاج بن یوسف عراق میں آیا تو وہ سلیم بن قیس کے بارے میں دریافت کرتا رہا وہ بھاگ کر ہمارے پاس پہنچے اور نوبند جان میں چھپے رہے آخر ہمارے گھر مہمان ہو گئے میں نے ان سے بڑھ کر بزرگ، سخت کوش اور غمگین انسان نہیں دیکھا اور نہ ان سے زیادہ خاموش، خواہشات نفس کا دشمن کسی کو پایا، میں اس وقت چودہ سال کا تھا میں نے قرآن پڑھا تھا اور ان سے دریافت کرتا رہتا تھا اور وہ اہل بدر کے حالات سناتے رہتے تھے میں نے ان سے بہت سی حدیثیں سنیں جو انہوں نے عمر ابن ابی سلمہ ابن ام سلمہ زوجۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور معاذ بن جبل، سلمان فارسی اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے اور ابوذر و مقداد و عمار اور براء بن عاذب سے سنی تھیں اور مجھے حکم دیا کہ میں اسے پوشیدہ رکھوں البتہ مجھ سے قسم نہیں لی پس کچھ عرصہ بعد ان کی وفات کا وقت قریب آ گیا انہوں نے مجھے بلا کر تنہائی میں مجھ سے کہا کہ اے ابان میں تمہارے پاس رہا ہوں اور میں نے تم سے کوئی ناپسندیدہ فعل نہیں دیکھا میرے، پاس

موثق حضرات کی ایک کتاب ہے میں نے اسے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے اس میں ایسے احادیث ہیں جو میں عوام پر ظاہر کرنا نہیں چاہتا اس لیے کہ وہ نہیں مانیں گے اور خلاف امید سمجھیں گے حالانکہ وہ بالکل درست ہیں انہیں میں نے اہل حق و معرفت اور سچے اور نیک علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے لیا ہے ان پر خدا کی صلوٰت اور سلام ہو اور سلمان فارسی، ابوذر غفاری اور مقداد بن اسود سے لیا ہے ان میں جو حدیث بھی ہے میں ایک بزرگ سے سن کر دوسرے بزرگ سے ضرور دریافت کرتا ہوں یہاں تک کہ سب اہل حق کا اس پر اتفاق ہو گیا اور کچھ اور بھی ہیں جو میں نے بعد میں دوسرے ارباب حق سے سنی ہیں جب میں بیمار ہوا تو میرا ارادہ ہوا کہ انہیں جلا دوں لیکن اسے گناہ سمجھ کر اس ارادہ سے باز رہا پس اگر تم مجھ سے خدا کا عہد کرو کہ تم اپنی زندگی میں کسی کو پہنچا دو گے اور میرے مرنے کے بعد جب تک موثق آدمی نہ ملے کسی سے بیان نہ کرو گے جو دیندار اور شریف ہو اور شیعیان علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے ہو میں نے اس کی ضمانت دی اور انہوں نے وہ کتاب میرے حوالہ کر دی اور ساری کتاب پڑھ کر سنا دی۔ پھر کچھ دن بعد ان کا انتقال ہو گیا ان پر خدا کی رحمت ہو پس میں نے ان کے بعد اسے غور سے پڑھا اور ایک ایک جزو پر خوب غور کیا اور اسے امر عظیم اور مشکل سمجھا کیونکہ اس لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی ہلاکت ہے مہاجرین ہوں یا انصار و تابعین سوائے حضرت علی ابن ابی طالب اور ان کے اہل بیت علیہم السلام اور ان کے شیعوں کے۔

حسن بصری کی تصدیق

بصرہ جانے کے بعد حسن بن ابوالحسن بصری سے میری ملاقات ہو گئی وہ اس زمانہ میں حجاج بن یوسف سے چھپے ہوئے تھے اور حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کے پر جوش شیعہ تھے اور اس پر شرمندہ تھے کہ جنگ جمل میں ان کی نصرت سے محروم رہے میں نے ان سے ابوالخلیفہ حجاج بن عقاب دیلمی کے مشرقی گھر میں خلوت میں ملاقات کی۔

میں نے روایات پیش کیں تو وہ رونے لگے اور کہنے لگے یہ سب درست ہے میں نے بھی علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے موثق شیعوں اور دوسروں سے یہی سنا ہے۔

امام زین العابدین علیہ السلام کی توثیق

ابان کہتے ہیں کہ میں نے اسی سال فریضہ حج ادا کیا اور امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت ان کے پاس ابوطفیل عامر بن واثلہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے تھے اور وہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کے بہترین ساتھیوں میں سے تھے اور میں نے ان کے سامنے عمر بن ابی سلمہ فرزند زوجہ رسول خدا صلی اللہ علیہ السلام سے بھی ملاقات کی اور یہ کتاب ان کے اور امام زین العابدین علیہ السلام کے سامنے پیش کی اور عمر اور عامر تین دن رات انہیں پڑھ کر سناتے رہے پھر فرمایا کہ سلیم نے خدا ان پر رحمت نازل کرے سچ کہا ہے یہ سب ہمارے احادیث ہیں ہم ان کو جانتے ہیں اور طفیل اور عمر نے کہا کہ اس میں کوئی حدیث نہیں جو ہم نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور سلمان وابوذر ومقداد سے نہ سنی ہو پس میں نے امام زین العابدین علیہ السلام سے عرض کیا اس میں بعض چیزیں ایسی ہیں جن سے میرا سینہ تنگ ہو جاتا ہے اس لیے کہ اس میں تمام امت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہلاکت ہے مہاجرین ہوں یا انصار وتابعین سوائے آپ کے اہل بیتؑ اور آپ کے شیعوں کے آپ نے فرمایا اے بھائی عبدالقیس کیا تمہیں یہ خبر نہیں ملی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری امت میں میرے اہل بیتؑ کی مثال ایسی ہی ہے جیسی نوح کی امت میں ان کی کشتی جو اس پر سوار ہو گیا اس نے نجات پائی اور جس نے اس سے منہ پھیرا وہ غرق ہو گیا اور ان کی مثال باب حطہ کی ہے بنی اسرائیل میں۔ میں نے کہا جی ہاں میں نے سنا ہے فرمایا تم سے کس نے بیان کیا میں نے عرض کیا کہ میں نے ایک سو سے زائد فقیہوں سے سنا ہے فرمایا تم سے کس نے بیان کیا میں نے عرض کیا: ایک تو حنش بن معتمر سے سنا

ہے وہ کہتے تھے کہ انہوں نے ابوذر سے اس وقت سنا ہے جب وہ خانہ کعبہ کی زنجیر پکڑ کر اعلان کر رہے تھے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے فرمایا اور کس سے سنا ہے میں نے عرض کیا: حسن بن ابوالحسن بصری سے سنا ہے اور انہوں نے ابوذر اور مقداد بن اسود اور حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام سے سنا ہے فرمایا اور کس سے سنا ہے میں نے عرض کیا کہ سعید ابن مسیّب اور علقمہ بن قیس اور ابی ظبیان الجنفی اور عبدالرحمان بن ابولیلیٰ سے سنا ہے ان سب نے خبر دی ہے کہ انہوں نے ابوذر سے سنا ہے اور ابوطفیل اور عمر ابن ام سلمہ نے کہا کہ خدا کی قسم ہم نے ابوذر و حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور مقداد اور سلمان سے سنا ہے پھر عمر بن ابوسلمہ نے متوجہ ہو کر کہا خدا کی قسم میں نے اس بزرگ سے سنا ہے جو ان سب سے بہتر ہے میں نے خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ میرے کانوں نے سنا ہے اور دل نے جگہ دی ہے پھر امام زین العابدین علیہ السلام نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا یہی ایک حدیث تیرا انتشار اور تنگ دلی دور کرنے کے لیے جو ان احادیث سے پیدا ہو گئی تھی کافی نہیں ہے۔ اے بھائی عبدالقیس خدا سے ڈرو اگر تم پر کوئی امر واضح اور روشن ہو جائے تو اسے قبول کر لو ورنہ چپ رہو محفوظ رہو گے۔ اور اس کے علم خدا کے حوالے کر دو اس لیے کہ آسمان و زمین کی وسعت سے زیادہ تمہیں گنجائش ہے۔

ابان کہتے ہیں کہ پس اس وقت میں نے ان سے وہ باتیں دریافت کیں جو کچھ سمجھا تھا اور کچھ نہیں سمجھا تھا اور انہوں نے جوابات مرحمت فرمائے۔ ابان کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے ابوالطفیل کے گھر جا کر ان سے ملاقات کی اور انہوں نے مجھ سے کچھ اہل بدر اور سلمان و مقداد اور ابی ابن کعب کی رجعت کا ذکر کیا۔ ابوالطفیل نے کہا میں نے جو کچھ سنا تھا کوفہ میں حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے سامنے پیش کیا فرمایا کہ یہ امت کا علم خاص ہے اس سے ناواقف رہنا ہی بہتر ہے اور اس کا علم خدا کے حوالے کر دو پھر جو کچھ لوگوں نے مجھ سے بیان کیا تھا اس کی امامؑ نے تصدیق فرمائی اور

قرآن مجید کی کئی آئتیں پڑھ کران کی مکمل تفسیر فرمائی یہاں تک کہ روز قیامت سے زیادہ مجھے ان پر یقین ہوگیا۔ میں نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ اے امیر المؤمنین مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوض کا حال بتائیں نااہلوں کوکون وہاں سے ہٹائے گا فرمایا میں اپنے اس ہاتھ سے۔ میرے دوست وہاں آئیں گے اور دشمن واپس کیے جائیں گے۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ میں اپنے دوستوں کو وہاں لاؤں گا اور دشمنوں کو واپس کردوں گا۔

دابۃ الارض

میں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین اس آیت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں ﴿وَ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ﴾ (جب قول واقع ہو جائے گا تو ہم زمین سے ان کے لیے دابہ کو نکالیں گے)

اس آیت میں دابہ سے کیا مراد ہے فرمایا: اے ابوالطفیل اسے چھوڑ دو۔ میں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنینؑ مجھے سمجھائیں کہ وہ کیا ہے؟ فرمایا وہ وہ دابہ ہے جو کھانا کھاتا ہے زمین پر چلتا ہے نکاح کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین آخر وہ ہے کون؟ فرمایا وہ زمین کا لنگر ہے جس پر زمین قائم ہے۔ میں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین وہ کون ہے فرمایا وہ اس وقت کا صدیق اور فارق اور رئیس اور ذوالقرن ہے میں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین وہ کون ہے؟ فرمایا وہ وہی ہے جس کے بارے میں خداوند عالم نے فرمایا ہے: ﴿وَ يَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتَابِ﴾ اور ﴿اَلَّذِىْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖٓ﴾ ''اور اس کے ساتھ ساتھ وہ آیا جو اسی میں سے گواہ ہے اور اس کے پاس ساری کتاب کا علم ہے'' اور ''وہ جو صدق لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی'' میں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین کاش آپ اس کا نام بتلا دیتے اے ابوالطفیل میں نے نام تو لے لیا ہے۔

معرفتِ امام کس قدر مشکل ہے

اے[1] ابوالطفیل خدا کی قسم جو کتاب جبرئیل امین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لے کر آئے ہیں اس میں جو حقائق میں جانتا ہوں اگر اس میں سے کچھ ایک مہینہ تک ان لوگوں کو بتلاتا رہوں تو جو میرے شیعہ ہونے کے دعوئے دار اور مجھے امیر المؤمنین سمجھتے ہیں اور میرا حکم تسلیم کر کے میرے مخالفوں سے جہاد کرتے رہیں وہ بھی مجھے چھوڑ جائیں اور میں ایک مختصر سی اہل حق کی جماعت میں رہ جاؤں یعنی تم اور تمہارے جیسے شیعوں میں یہ سن کر میں ڈر گیا اور میں نے عرض کیا۔ کیا مجھ جیسے شیعہ بھی آپ کو چھوڑ جائیں گے یا ثابت قدم رہیں گے۔ فرمایا نہیں بلکہ ثابت قدم رہیں گے پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ ہمارا امر مشکل اور بہت مشکل ہے۔ اسے تین قسم کے لوگ سمجھ سکتے اور اقرار کر سکتے ملک مقرب یا نبی مرسل یا وہ خالص مؤمن جن کے دلوں کا خدا نے امتحان لے لیا ہے اے ابوالطفیل جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو لوگ مرتد ہو گئے گمراہی اور جہالت کی وجہ سے سوا ان کے جنہیں خدا نے ہم اہل بیتؑ کی وجہ سے محفوظ رکھا۔

عمر ابن اذینہ کہتے ہیں کہ پھر سلیم بن قیس کی کتاب اس کے حوالہ کر دی اور ابان اس کے ایک ماہ بعد انتقال کر گئے پس یہ نسخہ کتاب سلیم بن قیس عامری کا ہے جو انہوں نے ابان بن عیاش کے حوالہ کیا تھا اور انہوں نے حضرت علی بن الحسین علیہ السلام کو پڑھ کر سنایا تھا انہوں نے فرمایا تھا کہ سلیم نے سچ کہا ہے یہ ہماری حدیث ہے اسے ہم جانتے ہیں۔

---

[1] جب امام کی معرفت اس قدر مشکل ہے تو ان کی ذات بشریت سے کس قدر بلند ہوگی۔

سرورِ کائنات ؐ کی وصیتیں آخر وقت میں

سلیم بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے سلمان فارسی نے بیان کیا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کے اس مرض میں جس میں رحلت فرمائی ان کی بارگاہ میں حاضر تھا کہ حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا تشریف لائیں اور جب آنحضرت کی حالت نازک دیکھی تو اس قدر غمگین ہوئیں کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے یہ دیکھ کر آنحضرت نے فرمایا اے میری پیاری بیٹی تمہیں کیا چیز رلا رہی ہے عرض کیا یا رسول اللہؐ مجھے آپ کے بعد اپنے اور اپنے بچوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے آنحضرت کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ فرمانے لگے اے فاطمہ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ خداوند عالم نے ہم اہل بیتؑ کے لیے دنیا کی بجائے آخرت کو منتخب فرمایا ہے اور اس نے اپنی تمام مخلوق پر موت کو مقرر کیا ہے۔ خداوند عالم نے سطح زمین پر نظر ڈالی اور مجھے منتخب کر کے رسول اور نبی مقرر فرمایا پھر دوسری نظر ڈالی اور تمہارے شوہر کو منتخب فرما کر مجھے حکم دیا کہ میں ان سے تمہاری شادی کردوں اور انہیں اپنا بھائی اور وصی اور وزیر بنادوں اور اپنی امت پر اپنا خلیفہ مقرر کردوں پس تمہارا باپ سب انبیاء ورسل سے بہتر ہے اور تمہارا شوہر سب اوصیاء ووزراء سے بہتر ہے اور میرے اہل بیتؑ میں تم سب سے پہلے مجھ سے ملاقات کروگی۔ پھر خدا نے زمین پر تیسری نظر ڈالی اور تمہیں اور تمہارے شوہر کی اولاد سے گیارہ اماموں کو منتخب فرمایا پس تم جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہو اور تمہارے فرزند حسن وحسین جنت کے جوانوں کے سردار ہیں اور میں اور میرا بھائی اور گیارہ امام واوصیاء سب کے سب قیامت تک ہادی ورہبر ہیں میرے بھائی کے بعد پہلا وصی حسنؑ اور پھر حسینؑ پھر ان کی اولاد سے نو (۹) امام جنت میں ایک ہی درجہ میں ہوں گے۔ اور خدا سے زیادہ قریب منزل میرے سوا کسی کی نہیں ہے پھر ابراہیم و آل ابراہیم کی منزل ہے۔

اے میری پیاری بیٹی کیا تمہیں معلوم ہے کہ خدا نے تمہیں یہ شرف بخشا ہے کہ تمہارا شوہر ساری امت سے بہتر اور اہل بیت علیہم السلام کا سردار ہے سب سے پہلا مسلمان سب سے زیادہ حلیم سب سے بڑا عالم سب سے بڑھ کر کریم النفس سب سے زیادہ سچا سب سے بڑھ کر مضبوط اور بہادر اور سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ اس دنیا میں پرہیز گار ہے۔ اور کوشش میں سب سے مستحکم ہے یہ بشارت سن کر حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا خوش ہوگئیں۔

پھر آنحضرت نے فرمایا کہ علی مرتضٰی کے پاس آٹھ ایسے باڑہ دار پرکھنے والے دانت اور وہ مناقب ہیں جو کسی اور کو نصیب نہیں سب سے پہلے ان کا خدا اور رسول پر ایمان ہے میری امت میں کوئی ان سے سابق نہیں ہے دوسرے خدا کی کتاب اور میری حدیث کا علم ہے ساری امت میں کوئی ایسا نہیں جو میرے تمام علم کا عالم ہو سوائے تمہارے شوہر کے اس لیے کہ خداوند عالم نے مجھے وہ علوم تعلیم دیئے ہیں جو میرے سوا کوئی نہیں جانتا اس نے جو علوم اپنے فرشتوں اور نبیوں کو دیئے ہیں وہ بھی میں جانتا ہوں اور خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں وہ سب علی کو تعلیم کر دوں پس میں نے تعلیم کر دیئے میری تمام امت میں ان کے سوا کوئی نہیں جو میرے تمام علم فہم اور عقل تک پہنچ سکے اے میری پیاری بیٹی تم اس علی کی زوجہ ہو اور ان کے دونوں فرزند حسن و حسین میرے سبط ہیں اور میری امت کے لیے بھی سبط ہیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذمہ دار ہیں اور خدا نے علی مرتضٰی کو علم حکمت اور فصل الخطاب کی تعلیم دی ہے۔

اے میری پیاری بیٹی خداوند عالم نے ہم اہل بیتؑ کو سات ایسی صفتیں بخشی ہیں جو ہمارے سوا اگلوں پچھلوں میں سے کسی کو نہیں دیں میں تمام انبیاء و مرسلین کا سردار اور ان سے بہتر ہوں میرا وصی تمام اوصیاء سے بہتر ہے میرا وزیر تیرا شوہر ہے۔ اور ہمارا شہید تمام شہداء سے بہتر ہے۔ خاتون جنت نے سوال کیا کہ ان شہیدوں سے بہتر ہے جو آپ کے ہمراہ شہید ہوئے فرمایا نہیں بلکہ انبیاء اور اوصیاء کے سوا جس قدر شہید پہلے

گذرے یا اب گذریں گے سب سے بہتر ہے۔ اور جعفر ابن ابو طالب دو ہجرتوں سے مشرف اور ذوالجناحین سے ملقب ہیں ان پروں کے ذریعہ وہ فرشتوں کے ہمراہ جنت میں پرواز کر رہے ہیں اور تمہارے دونوں فرزند حسن وحسین امت کے لیے سبط ہیں اور جنت کے سردار ہیں۔ اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اس امت کا مہدی بھی ہم ہی میں سے ہوگا جس کے ذریعے خداوند عالم زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے پر ہوگی۔

یہ سن کر حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام نے عرض کیا یارسول اللہ جن کا آپ نے نام لیا ہے کون کون افضل ہے فرمایا میرا بھائی مرتضٰی میری تمام امت سے افضل ہے ان کے بعد حمزہ اور جعفر افضل ہیں تمہارے بعد اور میرے فرزندوں حسن وحسین اور ان اوصیاء کے بعد جو حسین کی اولاد سے ہوں گے اور انہی میں سے مہدی ہوگا۔ اور ان میں ہر پہلا بعد والے کا امام ہے اور ہر بعد والا پہلے کا وصی ہے۔ ہم اہل بیتؑ کے لیے خداوند عالم نے دنیا کے بجائے آخرت کو پسند فرمایا ہے پھر آپ نے اپنی دختر فاطمہ زہراء اور علی مرتضٰی اور امام حسن اور امام حسین علیہم السلام پر ایک نظر ڈالی اور فرمایا اے سلمان میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ جو ان سے جنگ کرے اس نے مجھ سے جنگ کی اور جو ان سے صلح کرے اس نے مجھ سے صلح کی یاد رکھو کہ یہ جنت میں میرے ساتھ ہوں گے۔

امیر المؤمنین علیہ السلام سے وصیت

پھر آپ نے حضرت علی مرتضٰی علیہ السلام کی طرف رخ کر کے فرمایا: اے علی میرے بعد قریش تم پر سخت ظلم کریں گے پس اگر تمہیں مددگار مل جائیں تو اپنے مددگاروں کو ساتھ لے کر اپنے مخالفوں سے جہاد کرنا اور اگر مددگار نہ ملیں تو صبر کرنا اور اپنا ہاتھ روکے رکھنا اور اپنے ہاتھوں اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالنا کیونکہ تمہاری نسبت مجھ سے وہی ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی اور تمہیں ہارون کی پاک سیرت پر ہی چلنا ہے

انہوں نے اپنے بھائی موسیٰ سے کہا تھا کہ قوم نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر دیں۔

آنحضرتؐ کی پیش گوئی

سلیم بن قیس کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک دن میں آنحضرتؐ کے ہمراہ مدینہ کے بعض راستوں سے گزر رہا تھا کہ ہم ایک باغ تک پہنچے میں نے اسے دیکھ کر عرض کیا یہ باغ کس قدر خوبصورت ہے؟ فرمایا کہ بے شک یہ اچھا ہے مگر جنت کا وہ باغ اس سے بہتر ہے جو تمہارا ہے پھر ہم ایک دوسرے باغ تک پہنچے اسے دیکھ کر میں نے عرض کیا: یہ باغ کس قدر اچھا ہے فرمایا: بے شک اچھا ہے مگر تمہارے لیے جنت میں جو باغ ہے وہ اس سے بہتر ہے اس طرح ہم سات باغوں تک پہنچے اور میں ہر باغ کو دیکھ کر یہی کہتا تھا کہ باغ کس قدر اچھا ہے اور آپ یہی فرماتے تھے کہ تمہارے لیے جو باغ جنت میں ہے وہ اس سے بہتر ہے جب ہم راستے میں اکیلے رہ گئے تو مجھے گلے لگا کر رونے لگے اور فرمانے لگے میرا باپ قربان آپ کے شہید پر میں نے عرض کیا کیا چیز آپ کو رلا رہی ہے یا رسول اللہ، فرمایا: لوگوں کے دلوں کے کینے جو میرے مرنے کے بعد ہی ظاہر کریں گے۔ کچھ بدر کے کینے ہیں اور کچھ احد کے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ کیا میرے دین کی سلامتی میں؟ فرمایا کہ ہاں تمہارے دین کی سلامتی میں ہیں۔ اے علی تمہیں مبارک ہو کہ تمہاری زندگی اور موت میرے ساتھ ہے۔ تم ہی میرے بھائی تم ہی میرے وصی تم ہی میرے وصی اور وزیر اور وارث ہو تم ہی میرے فرائض ادا کرنے والے تم ہی میرے قرضے ادا کرنے والے تم ہی مجھے بری الذمہ کرنے والے اور میری امانت ادا کرنے والے اور میری سنت پر جہاد کرنے والے ہو ناکثین، قاسطین، مارقین سے۔ اور تم مجھ سے اس طرح ہو جیسے ہارون موسیٰ سے تھے۔ تم میں ہارون کی پاک صفتیں ہیں جب ان کی قوم نے انہیں کمزور سمجھ کر

قتل کرنا چاہا پس قریش کے ظلم اور زیادتی پر صبر کرنا اس لیے کہ تم میرے لیے مانند ہارون کے ہو موسیٰ کے اور وہ گوسالہ اور اس کی پرستش کرنے والوں کے مانند ہیں موسیٰ نے جب ہارون کو اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا تو انہیں حکم دیا تھا کہ اگر قوم گمراہ ہو جائے اور انہیں مددگار مل جائیں تو ان سے جہاد کریں اور اگر مددگار نہ ملیں تو ہاتھ روک لیں اور اپنا خون محفوظ رکھیں اور تفریق نہ آنے دیں۔

اے علی خدا نے جو رسول بھی مبعوث فرمایا ایک گروہ نے خوشی سے اسلام قبول کیا اور دوسرے گروہ نے بادل ناخواستہ پس خدا نے کراہت سے اسلام قبول کرنے والوں کو خوشی سے اسلام قبول کرنے والوں پر مسلط کر دیا انہوں نے ان کے قتل کو ثواب سمجھا اے علی جب بھی کسی نبی کے بعد اس کی امت میں اختلاف ہوا ہے اہل باطل اہل حق پر مسلط رہے ہیں خدا نے اس امت کی قسمت میں فرقہ بندی اور اختلاف لکھ دیا ہے اور اگر وہ چاہتا تو سب کو ہدایت کی راہ پر کھینچ لاتا یہاں تک کہ اس کی مخلوق میں دو شخص بھی باہم اختلاف نہ کرتے اور خدا کے کسی حکم میں اس سے انحراف نہ کرتے اور کوئی ادنیٰ اپنے سے بہتر کی فضیلت سے انکار نہ کرتا اور اگر وہ چاہتا تو جلد انتقام لے لیتا اے علی یہ اس کے اختیار میں تھا کہ ہر ظالم کو جھٹلایا جاتا اور ہر حق پہچان لیا جاتا کہ اس کی بازگشت کہاں ہے لیکن اس نے اس دنیا کو عمل کا گھر قرار دیا ہے اور آخرت کو دارِ قرار مقرر کیا ہے تاکہ بدعملوں کو سزا دے اور نیک عملوں کو انعام دے پس میں نے کہا: الحمد للہ اس کی نعمتوں کا شکر اور اسکے امتحانوں پر صبر لازم ہے اور اسکے فیصلہ پر سر خم اور دل راضی ہے۔

آنحضرت ﷺ کا انتقال پُر ملال اور غسل و کفن و دفن

سلیم بن قیس کہتے ہیں کہ میں نے براء بن عازب سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ رسول خدا ﷺ کی زندگی میں اور ان کی وفات کے بعد میں بنی ہاشم سے بے حد محبت کرتا تھا جب آنحضرت ﷺ کی وفات کا وقت آیا آپؐ نے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کو وصیت

فرمائی کہ ان کے سوا انہیں اور کوئی غسل نہ دے جو شخص میری شرمگاہ پر نظر کرے گا اس کی بصارت زائل ہو جائے گی علی مرتضٰی علیہ السلام نے عرض کیا کہ غسل دینے میں میرا مددگار کون ہوگا فرمایا کہ جبرائیل امین فرشتوں کا لشکر لے کر حاضر ہوں گے۔ پس حضرت علی مرتضٰی علیہ السلام آپ کو غسل دے رہے تھے اور فضل ابن عباس آنکھوں پر پٹی باندھ کر پانی ڈال رہے تھے اور ملائکہ جس طرف ضرورت ہوتی تھی ان کی داہنی باہنی کروٹ بدل رہے تھے علی مرتضٰی علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ قمیص اتار لیں آواز آئی اے علی اپنے نبی کی قمیص نہ اتارو قمیص کے اندر ہاتھ داخل کر کے غسل دو آپ نے انہیں غسل دیا۔ حنوط کیا، کفن پہنایا۔ کفن اور حنوط کے بعد ان کی قمیص اتاری۔

اہل سقیفہ کا کردار

براء[1] ابن عازب کہتے ہیں کہ جب حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت فرمائی تو مجھے یہ اندیشہ تھا کہ قریش امر خلافت بنی ہاشم سے نکالنے کی کوشش کریں گے جب ابوبکر کی خلافت کا شاخسانہ لوگوں نے کھڑا کر دیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے غم میں مبتلا ہونے کے باوجود میری حیرت کی کوئی حد نہ رہی پس میں ادھر اُدھر پھر کر لوگوں کے چہرے دیکھ رہا تھا اور بنی ہاشم صرف رسول کی خدمت کے لیے حاضر اور ان کے غسل و حنوط میں مصروف تھے اور مجھے سعد بن عبادہ اور ان کے جاہل ساتھیوں کا پیغام بھی پہنچا پس میں نے ان سے کوئی گفتگو نہیں کی اور میں نے سمجھ لیا کہ اس سے کسی صلاحیت کی امید نہیں ہے۔

میں اصحاب اور مسجد کے درمیان چکر لگاتا رہا مگر قریش کا کوئی نمایاں آدمی نظر نہیں آتا تھا حد یہ کہ ابوبکر و عمر بھی نظر نہ آتے تھے کچھ دیر کے بعد میں نے ابوبکر و عمر اور

---

[1] یہ پورا واقعہ چند الفاظ کے فرق سے شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید مصری میں براء بن عازب سے درج ہے دیکھو الشرح ابن ابی الحدید جزو اوّل، ص ۷۳ و جزو دوم، ص ۱۳۲، طبع مصر۔

ابو عبیدہ کو دیکھا کہ وہ سقیفہ والوں کے ساتھ آ رہے ہیں اور صنعاء کی چادریں باندھے ہیں جو بھی ان کی طرف سے گزرتا ہے اس کی طرف چل پڑتے ہیں جب اسے پہچان لیتے ہیں تو اس کا ہاتھ پکڑ کر ابوبکر کے ہاتھ پر رکھ دیتے ہیں خواہ وہ چاہے یا نہ چاہے اس اضطراب میں میرے ہوش اڑ گئے باوجود اس مصیبت کے جو آنحضرت ﷺ کی وفات کی وجہ سے تھی پس میں تیزی سے نکل کر مسجد میں آیا پھر بنی ہاشم کے دروازہ پر آیا وہ بند تھا میں نے دروازہ پر زور سے دستک دی اور اہل بیت کو آواز دی فضل ابن عباس باہر آئے میں نے کہا کہ لوگوں نے ابوبکر کی بیعت کر لی ہے۔ عباس نے کہا کہ قیامت تک تمہارے ہاتھ کاٹ دیئے گئے میں نے تم سے کہا تھا مگر تم نے میری بات نہ مانی پس میں اپنے دل ہی دل میں باتیں کرتا رہا یہاں تک کہ جب رات ہو گئی تو میں مسجد کی طرف چل پڑا جب مسجد میں داخل ہوا تو تلاوتِ قرآن کے وقت رسول خدا ﷺ کا ہمہمہ یاد آ گیا میں وہاں سے روانہ ہو کر بنی بیاضہ کے میدان کی طرف چلا گیا میں نے وہاں دیکھا کہ کچھ لوگ آپس میں خفیہ بات چیت کر رہے ہیں جب میں قریب پہنچا تو وہ خاموش ہو گئے میں نے واپس ہونا چاہا تو انہوں نے مجھے پہچان لیا مگر میں انہیں نہ پہچان سکا انہوں نے مجھے بلایا میں ان کے پاس آ گیا تو دیکھا کہ وہ مقداد، ابوذر، سلمان، عمار یاسر، عبادہ بن صامت، حذیفہ بن یمان اور زبیر بن عوام تھے اور حذیفہ یہ کہہ رہے تھے کہ خدا کی قسم وہ ضرور وہی کچھ کریں گے جس کی میں نے تمہیں خبر دی ہے خدا کی قسم اس نے بھی جھوٹ نہیں کہا اور میں بھی جھوٹ نہیں کہتا اور اب لوگ یہ چاہتے ہیں کہ امر خلافت کو مہاجرین و انصار کے مشورے کی طرف پلٹا دیں حذیفہ نے کہا کہ ہمارے ساتھ ابی ابن کعب کی طرف چلو وہ بھی اس طرح جانتا ہے جس طرح ہم جانتے ہیں۔

اصحابِ رسولؐ اور ابی ابن کعب

ہم سب نے ابی ابن کعب کے پاس جا کر دروازہ کو دستک دی وہ دروازہ تک

آ کر دروازہ کے پیچھے کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے تم لوگ کون ہو؟ مقداد نے جواب دیا: ہم ہیں۔ ابی ابن کعب نے کہا: کیا چیز تم کو لائی ہے مقداد نے کہا کہ دروازہ کھولو اس لیے کہ جو چیز ہم کو لائی ہے وہ اس قدر معمولی نہیں ہے کہ دروازہ کے اُدھر سے ہو سکے ابی ابن کعب نے کہا کہ میں دروازہ نہیں کھولتا جس واسطے تم لوگ آئے ہو میں سمجھ گیا ہوں میں دروازہ نہیں کھولتا غالبًا تم لوگ اس معاہدہ کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو۔ ہم نے کہا ہاں اسی کے متعلق۔ ابی ابن کعب نے کہا کہ حذیفہ بھی تمہارے ساتھ ہیں ہم نے کہا ہاں موجود ہیں۔ ابی ابن کعب نے کہا بس بات وہی ہے جو حذیفہ نے کہی ہے رہا میں تو میں دروازہ نہیں کھولوں گا کہ مجھ پر بھی وہی کچھ گزرے جو حذیفہ پر گزری اور جو اس کے بعد ہوگا وہ اس سے بدتر ہوگا اور بس خدائے وحدہٗ لاشریک سے فریاد ہے پھر وہ لوگ واپس ہوگئے اور ابی ابن کعب اندر واپس چلا گیا۔

ایک پیشکش عباس بن عبدالمطلب کے سامنے

وہ کہتے ہیں کہ یہ خبر ابوبکر و عمر کو پہنچ گئی انہوں نے ابوعبیدہ بن جرّاح اور مغیرہ بن شعبہ کو بلا کر ان سے رائے لی۔ مغیرہ نے رائے دی کہ عباس بن عبدالمطلب سے مل کر انہیں یہ طمع دو کہ ان کا بھی اس خلافت میں حصہ ہوگا جو انہیں اور ان کی اولاد کو ان کے بعد ملے گا تم اس معاہدہ پر علی ابن ابی طالب سے قطع تعلق کر لو کیونکہ اگر عباس ابن عبد المطلب تمہارے ساتھ ہوگئے تو لوگوں پر حجت قائم ہو جائے گی اور علی ابن ابی طالب کا معاملہ آسان ہو جائے گا یہ طے کر کے ابوبکر، عمر اور ابوعبیدہ بن جرّاح وفاتِ رسولؐ کے دوسرے دن عباس بن عبدالمطلب کے پاس پہنچے ابوبکر نے گفتگو شروع کی حمد خدا و ثنائے رسول کے بعد کہنے لگے کہ خداوند عالم نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو تمہارا نبی اور مؤمنوں کا ولی بنا کر بھیجا ہے خدا کے حکم سے وہ ان کے درمیان رہے یہاں تک کہ خدا نے انہیں بلا لیا اور وہ لوگوں کے امر ان کے سپرد کر گئے تا کہ وہ بلا اختلاف باہم مشورہ کر کے اپنا

امیر منتخب کرلیں پس انہوں نے مجھے اپنا حاکم اور نگران مقرر کرلیا ہے اور میں اس کا ذمہ دار بن گیا ہوں اور خدا کی مدد سے مجھے سستی یا حیرت یا بزدلی کا اندیشہ نہیں ہے اور میری جو توفیق بھی ہے وہ خدا کی طرف سے ہے مگر بات یہ ہے کہ عوام کی رائے کے خلاف باتیں کرنے والوں کی خبریں بھی مل رہی ہیں اور وہ تمہیں پناہ گاہ بنا رہے ہیں کہ تم ان کا مستحکم قلعہ اور اہم ذمہ دار بن جاؤ اب تم یا تو لوگوں کے اجماع کے ساتھ شامل ہو جاؤ یا جس طرف وہ مائل ہو گئے ہیں اس سے انہیں پھیر دو ہم تمہارے پاس اس لیے آئے ہیں کہ ہم اس امر میں تمہارا حصہ بھی رکھیں جو تمہارا بھی ہو اور تمہارے بعد تمہاری اولاد کا بھی ہو اس لیے کہ تم رسول کے چچا ہو حالانکہ لوگوں نے تمہارا اور تمہارے صاحب (علی مرتضٰی) کا مقام دیکھا ہے پھر بھی یہ امر تم سے پھیر دیا ہے عمر بولے کہ ہاں اے بنی ہاشم خدا کی قسم دوسری بات یہ ہے کہ رسول خدا ہم میں سے بھی ہیں اور تم میں سے بھی اور ہم کسی حاجت سے تمہارے پاس نہیں آئے بلکہ ہمیں یہ بات پسند نہ آئی کہ جس بات پر مسلمانوں نے اتفاق کرلیا ہے اس پر اعتراض کیا جائے اور یہ اہم امر تمہارے اور ان کے درمیان تصادم کا باعث ہو پس اپنے آپ کو دیکھو اور عوام الناس کو۔

عباس بن عبدالمطلب کا جواب باصواب اور شیخین کا پیچ و تاب

یہ سن کر عباس نے جواب دیا جیسا کہ تم نے کہا ہے خداوند عالم نے حضرت محمد مصطفٰی ﷺ کو نبی اور مومنوں کا ولی مقرر کر کے مبعوث فرمایا ہے پس اگر آنحضرتؐ کی وجہ سے تم نے یہ حق چاہا ہے تو تم نے ہمارا حق لیا ہے اور اگر مومنین سے طلب کیا ہے تو ہم بھی مومنین میں سے ہیں نہ ہم نے اس رائے میں پیش قدمی کی ہے نہ رائے دی ہے نہ حکم دیا ہے اور نہ تمہارے لیے اسے پسند کرتے ہیں حالانکہ ہم بھی مومنین سے ہیں اور تمہیں کراہت سے دیکھتے ہیں رہا تمہارا یہ کہنا کہ تم اس امر میں میرا حصہ بھی رکھو گے تو اگر یہ امارت تمہاری ملکیت ہے تو اپنے پاس رکھو ہم تمہارے محتاج نہیں ہیں اور اگر یہ

مؤمنین کا حق ہے تو تمہیں ان کے حقوق میں حکم دینے کا کوئی حق نہیں ہے اور اگر یہ ہمارا حق ہے تو ہم اس پر راضی نہیں ہیں کہ کچھ ہم لیں اور کچھ تم لو۔

رہا تمہارا یہ کہنا کہ رسول خدا ہم میں سے بھی ہیں اور تم میں سے بھی تو حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک درخت ہے جس کی ہم شاخیں ہیں اور تم اس کے ہمسائے ہو پھر بھی ہم تم سے زیادہ حقدار ہیں رہا تمہارا یہ کہنا کہ جو کچھ تم نے کہا ہے اس کی وجہ سے تمہاری جانب سے تصادم کا اندیشہ ہے تو خدا مددگار ہے یہ سن کر وہ روانہ ہو گئے اور عباس یہ شعر پڑھنے لگے ۔

۱۔ مجھے یہ گمان بھی نہ تھا کہ اس امر کو بنی ہاشم سے خصوصاً ابوالحسن سے پھیر دیں گے۔

۲۔ کیا ابوالحسن وہی نہیں ہے جو سب سے پہلے تمہارے قبلہ کی طرف نماز ادا کرنے والا اور کتاب وسنت کا سب سے زیادہ عالم ہے۔

۳۔ اور نبی سے سب سے زیادہ قریب رہے آخر وقت تک اور آنحضرت کے غسل وکفن میں جبرائیل ان کے مددگار رہے۔

۴۔ جس میں تمام عالم کے آستانوں کے کل کمالات موجود ہیں اور ان کا ایک کمال کل آستانوں میں نہیں ہے۔

۵۔ جس نے تمہیں ان سے پھیرا ہے اسے ہم پہچانتے ہیں یاد رکھو کہ تمہاری یہ بیعت پہلا فتنہ ہے۔

ایک طرف سقیفہ اور ایک طرف جنازۂ رسولؐ

ابان ابن ابی عیاش سلیم ابن قیس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے سلمان فارسی سے سنا ہے کہ جب آنحضرت نے رحلت فرمائی اور لوگوں نے جو کیا سو کیا تو ابوبکر و عمر اور ابوعبیدہ جرّاح اور انصار کے درمیان جھگڑا ہوا ان تینوں نے کہا

اے گروہِ انصار! قریش اس امر کے تم سے زیادہ حقدار ہیں اس لیے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قریش سے تھے خداوند عالم نے قرآن مجید میں ان کے ذکر سے ابتدا کی ہے اور انہیں فضیلت دی ہے اور آنحضرت نے یہ بھی فرمایا ہے کہ امام قریش سے ہوں گے۔ انصار نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو بطور حجت پیش کر کے انہیں جواب دیا۔

سلمان کہتے ہیں کہ میں علی مرتضیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دے رہے تھے۔ آنحضرت نے وصیت کی تھی کہ ان کے سوا انہیں کوئی غسل نہ دے انہوں نے دریافت کیا تھا کہ مددگار کون ہوگا فرمایا تھا کہ جبرائیل امین مددگار ہوں گے پس حضرت علی علیہ السلام جس جانب غسل دینا چاہتے تھے وہ جانب اس طرف پلٹ جاتا تھا۔ جب غسل وحنوط وکفن سے فارغ ہو گئے تو مجھے اندر آنے کی اجازت دی پھر ابوذر، مقداد اور حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا اور امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کو بھی بلا لیا۔ ہم سب نے آپ کے پیچھے صف باندھ لی اور آپ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ عائشہ حجرہ میں تھیں انہیں کچھ خبر نہ تھی خدا نے ان کی بینائی لے لی تھی اس کے بعد (جب مہاجر و انصار واپس آئے تو) آپ نے دس دس مہاجرین و انصار کو اندر آنے کی اجازت دی پس دس دس مہاجر و انصار داخل ہوتے اور نماز پڑھ کے چلے جاتے تھے۔

حضرت ابوبکر کی بیعت منبر رسولؐ پر

سلمان فارسی کہتے ہیں کہ جب حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام آنحضرت کے غسل و کفن وغیرہ میں مصروف تھے اس وقت میں نے ان سے عرض کیا تھا کہ قوم نے کیا کیا میں نے یہ بھی بتلایا کہ ابوبکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر پر ہیں اور جو لوگ ان سے راضی نہیں ہیں وہ ایک ہاتھ سے ان کی بیعت کر رہے ہیں اور باقی لوگ داہنے بائیں ہاتھ دونوں سے ان کی بیعت کر رہے ہیں۔

ابلیس کا داخلہ مدینہ میں

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے یہ سن کر فرمایا: اے سلمان تمہیں معلوم ہے کہ سب سے پہلے کس نے بیعت کی منبر رسول پر میں نے عرض کیا کہ نہیں، البتہ بنی ساعدہ کے جمگھٹ میں انہیں دیکھا جب ان سے انصار نے اختلاف کیا تھا اور سب سے پہلے جس نے ان کی بیعت کی وہ مغیرہ بن شعبہ ہیں پھر بشیر بن سعید پھر ابو عبیدہ جرّاح پھر عمر ابن خطاب پھر سالم غلام ابو حذیفہ اور معاذ بن جبل آپ نے فرمایا کہ میں ان لوگوں کے بارے میں دریافت نہیں کرتا میں تو یہ پوچھتا ہوں کہ جب وہ منبر پر چڑھے تو سب سے پہلے کس نے بیعت کی کیا تم اسے پہچانتے ہو میں نے عرض کیا نہیں البتہ میں نے ایک کبیر السن بوڑھے کو دیکھا جو اپنی عصا پر تکیہ کیے ہوئے تھا اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان نشانِ سجدہ تھا اور مضبوطی سے دامن باندھے ہوئے تھا وہ سب سے پہلے منبر پر چڑھا اور زور رو کر کہہ رہا تھا کہ خدا کی حمد ہے کہ اس نے مجھے موت سے مہلت دی اور آخر میں نے آپ کی اس جگہ زیارت کر ہی لی اپنا ہاتھ بڑھائیں کہ بیعت کروں انہوں نے ہاتھ بڑھایا اور اس نے بیعت کی اور یہ کہتا ہوا منبر سے اترا کہ یہ دن بھی مثل آدم کے دن کے ہے اور مسجد سے باہر چلا گیا آپ نے فرمایا: اے سلمان تم نے پہچانا یہ کون تھا میں نے عرض کیا نہیں بلکہ مجھے ان کی یہ بات بری معلوم ہوئی گویا وہ آنحضرت کی رحلت پر خوش ہوں فرمایا کہ یہی تو ابلیس تھا مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی تھی کہ ابلیس اور اس کے بڑے بڑے ساتھی اس دن حاضر تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم میں حکم خدا سے مجھے نصب فرمایا تھا اور انہیں خبر دی تھی کہ میں ان کے نفسوں کا حاکم و سردار ہوں اور یہ حکم دیا تھا کہ جو لوگ موجود ہیں وہ انہیں یہ پیغام پہنچا دیں جو موجود نہیں ہیں پس دوسرے ابلیسوں اور سرکش شیطانوں نے ابلیس کی طرف متوجہ ہو کر کہا تھا کہ یہ امت تو قابل رحم و کرم اور جرموں سے پاک ہوگئی اب تیرے اور ہمارے لیے ان پر کوئی راہ نہیں مل سکتی

کیونکہ انہوں نے یہ بھی بتلا دیا ہے کہ ان کے نبی کے بعد ان کی پناہ گاہ اور امام کون ہوگا۔ پس ابلیس خستہ دل اور غمگین روانہ ہوا آپ نے فرمایا کہ مجھے رسول خداﷺ نے خبر دی تھی کہ ابوبکر کی بیعت بنی ساعدہ کے ہجوم میں کی جائے گی ہمارے حق اور دلیل سے اختلاف کرنے کے بعد پھر وہ مسجد میں آئیں گے سب سے پہلے میرے منبر پر ان کی بیعت ابلیس کرے گا جو ایک سن رسیدہ بوڑھے کی شکل میں کمر باندھے ہوئے ہوگا اور یہ اور یہ کہے گا۔ پھر باہر نکل کر اپنے شیطانوں کو جمع کرے گا وہ سب اس کے سجدہ کے لیے گر پڑیں گے اور کہیں گے اے ہمارے سردار و بزرگ بے شک تو ہی وہ ہے جس نے آدم کو جنت سے نکلوایا تھا وہ کہے گا وہ کون سی امت ہے جو اپنے نبی کے بعد گمراہ نہیں ہوئی؟ کوئی بھی نہیں بچی۔ تم نے یہ سمجھا تھا کہ میرے پاس ان کے گمراہ کرنے کا کوئی راستہ نہیں ہے آخر تم نے مجھے دیکھ لیا انہوں نے اسے چھوڑ دیا جس کی تابعداری کا خدا نے انہیں حکم دیا تھا اور اس کے رسول نے حکم فرمایا تھا اور اس ارشاد خداوندی کا یہی مطلب ہے: ﴿وَ لَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (ابلیس نے ان پر اپنے گمان کی تصدیق کرالی اور سب نے اس کی پیروی کی سوا مومنین کے ایک گروہ کے)۔

امیر المومنینؑ کا اتمامِ حجت

سلمان کہتے ہیں کہ جب رات ہوئی تو آپ نے فاطمہ زہرا علیہا السلام کو خچر پر سوار کیا اور امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے ہاتھ پکڑے اور اہل بدر میں سے کوئی ایسا مہاجر و انصار سے نہ تھا جس کے گھر جا کر اور اپنا حق یاد دلا کر اپنی نصرت کی دعوت نہ دی ہو لیکن چوالیس (۴۴) آدمیوں کے سوا کسی نے آپ کی نصرت کی ہمت نہ کی آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ صبح کو اپنے سر منڈوا کر ہتھیار سے مسلح ہو کر آجائیں اور جان دینے پر بیعت کریں جب صبح ہوئی تو چار آدمیوں کے سوا کسی نے وعدہ پورا نہیں کیا میں نے

سلمان سے دریافت کیا کہ وہ چار کون ہیں جواب دیا کہ میں، ابوذر، مقداد اور زبیر بن عوام آپ دوسری رات پھر ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے قسم لی انہوں نے وعدہ کیا کہ ضرور آئیں گے مگر صبح کو ان چار کے سوا کوئی نہیں آیا تیسری رات آپ نے پھر جا کر ان سے قسم لی مگر صبح کو پھر ہمارے سوا کوئی نہ آیا۔

جمع قرآن

جب آپ نے اس قدر ان کی بے وفائی اور بد عہدی دیکھی تو خانہ نشین ہو کر قرآن مجید جمع کرتے رہے اور جب تک جمع نہیں کر لیا گھر سے باہر نہیں نکلے کیونکہ وہ مختلف صحیفوں، پتوں، ہڈیوں اور کاغذوں پر تھا جب آپ نے سب جمع کر لیا اور اپنے ہاتھ سے اس کی تنزیل و تاویل اور ناسخ و منسوخ جمع کر کے لکھ رہے تھے تو ابوبکر نے آپ کو پیغام دیا کہ باہر آ کر بیعت کریں آپ نے جواب کہلا بھیجا کہ میں مصروف ہوں اور میں نے قسم کھائی ہے کہ نماز کے سوا سر سے ردا نہیں اوڑھوں گا جب تک قرآن ترتیب کے ساتھ جمع نہ کر لوں پس وہ چند روز خاموش رہے پھر آپ نے اسے ایک کپڑے میں باندھ کر اس پر مہر لگا دی پھر مجمع عام میں تشریف لے آئے جو مسجد نبی میں ابوبکر کے گرد جمع تھے پس آپ نے بلند آواز سے فرمایا: اے لوگو! آنحضرت ﷺ کی رحلت کے بعد میں پہلے ان کے غسل و کفن میں مصروف رہا پھر قرآن مجید جمع کرنے میں یہاں تک کہ میں نے اسے جمع کر لیا اور مکمل اس کپڑے میں موجود ہے خداوند عالم نے کوئی ایسی آیت اپنے رسول پر نازل نہیں فرمائی جسے میں نے جمع نہ کر دیا ہو۔ اور ان میں سے کوئی ایسی آیت نہیں جو مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ پڑھائی ہو اور اس کی تاویل نہ بتلائی ہو پھر فرمایا تاکہ تم لوگ کل یہ نہ کہو کہ ہم اس سے غافل تھے پھر آپ نے فرمایا کہ کل بروز قیامت یہ نہ کہنا کہ میں نے تم کو نصرت کے لیے نہیں بلایا تھا اور اپنا حق نہیں یاد دلایا تھا اور میں نے فاتحہ سے خاتمہ تک کتاب خدا کی طرف تمہیں دعوت نہیں دی۔ عمر

نے کہا وہ قرآن کافی نہیں ہے جو ہمارے پاس ہے؟ کہ ہم یہ قرآن لیں جس کی طرف آپ ہمیں دعوت دے رہے ہیں۔ پھر علی مرتضیٰ علیہ السلام اپنے دولت سرا میں تشریف لے گئے۔

امیر المؤمنین علیہ السلام سے طلب بیعت

عمر نے ابوبکر سے کہا کہ علی مرتضیٰ علیہ السلام کو پیغام بھیجو کہ وہ ضرور بیعت کرلیں اس لیے کہ جب تک وہ بیعت نہ کریں ہم کسی شئے میں نہیں ہیں اور اگر وہ بیعت کرلیں تو ہم انہیں امان دے دیں گے۔ ابوبکر نے انہیں پیغام بھیجا کہ خلیفۂ رسول بلا رہے ہیں پیغام رساں نے آکر آپ کو پیغام پہنچایا آپ نے جواب دیا کہ کس قدر جلد تم نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تہمت باندھی ہے حالانکہ وہ اور اس کے جانشین خوب جانتے ہیں کہ خدا اور رسول نے میرے سوا کسی کو خلیفہ نہیں بنایا پیغام رساں نے واپس جاکر یہ جواب سنا دیا ابوبکر نے اس سے کہا کہ تم جاکر یہ کہو کہ امیر المؤمنین بلا رہے ہیں اس نے آکر پھر آپ کو پیغام سنایا آپ نے فرمایا: سبحان اللہ اتنا زمانہ تو نہیں گزرا کہ بھول جائیں خدا کی قسم وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ لقب میرے سوا کسی کے لائق نہیں ہے حالانکہ انہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تھا جب وہ سات کے ساتویں تھے اور انہوں نے مجھے امیر المؤمنین علیہ السلام کہہ کر سلام کیا تھا بلکہ سات میں سے انہوں نے اور ان کے ساتھی عمر نے آپ سے دریافت کیا تھا کہ کیا یہ حکم خدا اور رسول کی جانب سے ہے اور آپ نے فرمایا تھا کہ ہاں بالکل علی خدا ہی کی جانب سے مؤمنوں کے امیر، مسلمانوں کے سردار اور روشن چہرہ والوں کے علمبردار ہیں۔ خدائے عزوجل انہیں بروز قیامت صراط پر بٹھائے گا اور وہ اپنے دوستوں کو جنت میں اور دشمنوں کو دوزخ میں داخل کریں گے۔ پیغام رساں نے واپس جاکر آپ کا ارشاد سنا دیا یہ سن کر وہ اس دن خاموش ہو گئے۔

مزید اتمام حجت

جب رات ہوئی تو پھر حضرت علی مرتضٰی علیہ السلام نے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو خچر پر سوار کیا اور دونوں شاہزادوں امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کا ہاتھ پکڑا اور اصحابِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ میں سے کوئی گھر نہ تھا جہاں جا کر اپنا حق یاد دلا کر انہیں نصرت کی دعوت نہ دی ہو مگر ہم چار کے سوا کسی نے لبیک نہ کہا پس ہم چار نے اپنے سر منڈوائے اور ان کی نصرت کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا ہم میں سے زبیر سب سے زیادہ ماہر تھا جب علی مرتضٰی علیہ السلام نے دیکھا کہ وہ انہیں چھوڑ گئے اور ان کی نصرت سے روگردانی کر کے ابوبکر کے پیرو ہو گئے ہیں تو خاموش ہو کر خانہ نشین ہو گئے۔

بیعت کا پُر زور مطالبہ

عمر نے ابوبکر سے کہا: تمہیں علی مرتضٰی کو یہ پیغام دینے میں کیا امر مانع ہے کہ وہ بھی آ کر بیعت کر لیں اس لیے کہ اب ان کے اور ان چار کے سوا کوئی باقی نہیں رہا جس نے بیعت نہ کی ہو اور ان دونوں میں ابوبکر بہت نرم، میٹھے، دور اندیش اور کم مکر کرنے والے تھے اور دوسرے زیادہ سخت طبیعت، تلخ مزاج اور ظالم تھے۔ ابوبکر نے ان سے کہا ہم کسے بھیجیں عمر نے جواب دیا قنفذ کو بھیجیں وہ سخت طبیعت، تلخ مزاج، ڈرانے والا اور آزاد ہے اور بنی عدی بن کعب کا ایک فرد ہے اے ابوبکر اسے روانہ کر دو اور اس کے ساتھ کچھ اور مددگار بھی روانہ کر دو۔ اس نے جا کر حضرت علی مرتضٰی علیہ السلام سے اجازت طلب کی آپ نے اجازت نہ دی قنفذ کے ساتھیوں نے واپس آ کر ابوبکر و عمر کو اس حال سے مطلع کیا یہ دونوں مسجد میں بیٹھے تھے اور لوگ ان کے گرد تھے اور قنفذ وہیں کھڑا رہا۔

بتولؑ کے دروازہ پر لکڑیوں کا انبار

پس عمر نے کہا تم واپس جاؤ اگر اجازت نہ ملے تو بھی گھر میں گھس جاؤ ان لوگوں نے پھر جا کر اجازت طلب کی پس فاطمہ زہرا علیہا السلام نے فرمایا: کیا تم میرے گھر میں بغیر اجازت کے داخل ہو گے؟ یہ سن کر وہ واپس ہو گئے اور قنفذ ملعون کھڑا رہا انہوں نے آ کر بیان کیا کہ فاطمہ زہرا نے یہ اور یہ کہا ہے کیا آپ ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ ہم بلا اجازت ان کے گھر میں داخل ہو جائیں یہ سن کر عمر کو غصہ آ گیا اور کہنے لگے عورتیں کہاں اور ہم کہاں پھر اپنے گرد کے آدمیوں کو حکم دیا کہ وہاں لکڑیاں جمع کریں انہوں نے اور عمر نے مل کر آپ کے گھر کے گرد لکڑیاں جمع کیں حالانکہ گھر میں علی و فاطمہ اور ان کے بچے موجود تھے۔

خانۂ اہل بیتؑ پر یلغار

عمر نے علی و فاطمہ کو سنا کر بلند آواز سے کہا اے علی خدا کی قسم تمہیں گھر سے نکل کر خلیفۂ رسول کی بیعت کرنا پڑے گی ورنہ میں تمہیں آگ سے جلا دوں گا فاطمہ زہرا علیہا السلام نے فرمایا: تمہارا ہم سے کیا مطلب ہے؟ عمر نے کہا دروازہ کھولو ورنہ ہم تمہارا گھر آگ سے جلا دیں گے فاطمہ زہرا علیہا السلام نے فرمایا: اے عمر تم خدا سے نہیں ڈرتے میرے گھر میں گھستے ہو عمر نے واپس جانے سے انکار کیا اور آگ منگوا کر دروازہ میں آگ لگا دی اور اسے گرا کر اندر گھس گئے۔

خاتونِ جنتؑ کی فریاد

فاطمہ زہرا علیہا السلام فریاد کرنے لگیں اے بابا اے خدا کے رسول عمر نے تلوار نکال کر ان کے پہلو پر ماری انہوں نے چیخ کر کہا ہائے میرے بابا عمر نے کوڑا اٹھا کر ان

کے ہاتھ پر مارا انہوں نے فریاد کی اے خدا کے رسولؐ آپ کے بعد ابوبکر و عمر نے کس قدر برا سلوک کیا ہے۔ علی مرتضیٰ علیہ السلام نے دوڑ کر عمر کا گریبان پکڑ لیا اور اٹھا کر زمین پر دے مارا جس سے ان کی ناک اور گردن زخمی ہو گئی قتل کرنے ہی والے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت یاد آ گئی جو آپ نے صبر کرنے کے لیے ارشاد فرمائی تھی اور فرمایا: اے ابن صحاک اس خدا کی قسم جس نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت بخشی ہے اگر خدا کا لکھا ہوا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مجھ سے عہد نہ ہوتا تو تم دیکھ لیتے کہ میرے گھر میں داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ عمر نے لوگوں کو مدد کے لیے پکارا اور لوگ آ گئے اور گھر میں داخل ہو گئے آپ نے تلوار کا رخ کیا۔ قنفذ فوراً ابوبکر کے پاس پہنچا وہ ڈر رہا تھا کہ کہیں آپ تلوار نہ نکال لیں اس لیے کہ اسے ان کی شجاعت اور جنگ آوری یاد تھی ابوبکر نے اسے حکم دیا کہ واپس جاؤ اگر وہ باہر نہ آئیں تو ان کا گھر گھیر لو اگر وہ رکاوٹ کریں تو گھر میں آگ لگا دو۔ قنفذ اپنے ساتھیوں کو لے کر گھس پڑا علی مرتضیٰ علیہ السلام نے تلوار کا رخ کیا ان سب نے جو کثیر تعداد میں تھے انہیں گھیر لیا بعض آدمیوں نے تلواریں سونت لیں اور انہیں ہر طرف سے گھیر کر ان کے گلے میں رسی ڈال دی یہ دیکھ کر دروازہ کے قریب حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا درمیان میں آ گئیں۔ قنفذ ملعون نے ان کے بازو پر اتنے زور سے کوڑا مارا کہ وفات کے وقت بھی گومڑا موجود تھا پھر کشاں کشاں علی مرتضیٰ علیہ السلام کو ابوبکر کے پاس لے گئے اور عمر تلوار سر پر لیے رہے اور خالد بن ولید، ابو عبیدہ بن جراح، سالم غلام ابوحذیفہ، معاذ بن جبل، مغیرہ بن شعبہ، اسید بن خضیر، بشیر بن سعد اور تمام لوگ ابوبکر کے گرد ہتھیار لیے جمع تھے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سلمان سے کہا کہ فاطمہ کے گھر میں بغیر اجازت داخل ہو جاؤ سلمان نے جواب دیا کہ ہاں مگر خدا کی قسم ان پر چادر نہیں ہے اور وہ فریاد کر رہی تھیں اے بابا اے خدا کے رسول آپ کے بعد ابوبکر و عمر نے کتنا برا سلوک کیا حالانکہ ابھی قبر میں آپ کی آنکھیں بند نہیں ہوئی تھیں یہ کہہ کر بلند آواز سے فریاد کر رہی تھیں میں نے دیکھا کہ ابوبکر کے گرد جتنے لوگ تھے سب

رو رہے تھے۔ سوا عمر اور خالد اور مغیرہ بن شعبہ کے اور عمر یہ کہہ رہے تھے کہ ہم عورتوں کی رائے کی کوئی پرواہ نہیں کرتے وہ کہتے ہیں کہ پس وہ لوگ علی مرتضٰی علیہ السلام کو ابوبکر کے پاس لے گئے اور آپ یہ فرما رہے تھے کہ خدا کی قسم اگر میری تلوار میرے ہاتھ میں آجاتی تو تم یہاں تک کبھی نہ پہنچ سکتے۔ خدا کی قسم تم سے جہاد کرنے کو بھی میں برا نہیں سمجھتا۔ اگر مجھے چالیس ساتھی بھی مل جاتے تو تمہاری جماعت کو تتر بتر کر دیتا۔ خدا اس قوم پر لعنت کرے جس نے بیعت کرنے کے بعد مجھے چھوڑ دیا جب ابوبکر نے انہیں آتا دیکھا تو چیخ کر کہا ان کا راستہ چھوڑ دو۔ علی مرتضٰی علیہ السلام نے فرمایا تم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیسا حملہ کیا ہے۔ کس حق اور کس درجہ کی وجہ سے تم نے لوگوں کو اپنی بیعت کے لیے بلایا ہے کیا کل تم نے خدا اور رسول کے حکم سے میری بیعت نہیں کی تھی۔

قنفذ کے مظالم

رہا قنفذ تو اس نے اس وقت جب اس کے اور علی مرتضٰی علیہ السلام کے درمیان فاطمہ زہرا علیہا السلام حائل ہوگئی تھیں تو اس نے انہیں کوڑا مارا تھا اور عمر نے اسے حکم دیا تھا کہ اگر فاطمہ زہرا علیہا السلام درمیان میں حائل ہوں تو انہیں کوڑے مار پس قنفذ نے انہیں ایسا دھکا دیا کہ گر کر ان کی پسلی ٹوٹ گئی اور محسن کا حمل ساقط ہو گیا اور صاحب فراش ہوگئی۔ یہاں تک کہ انتقال فرمایا شہید ہو کر۔ ان پر خدا کا درود و سلام ہو۔

علی مرتضٰی علیہ السلام کو قتل کی دھمکی

وہ کہتے ہیں کہ جب علی مرتضٰی علیہ السلام ابوبکر کے پاس پہنچ گئے تو عمر نے آواز دی کہ ابوبکر کی بیعت کرو اور یہ باطل باتیں چھوڑ دو آپ نے فرمایا کہ اگر میں بیعت نہ کروں تو تم کیا کرو گے انہوں نے کہا کہ آپ کو ذلیل و رسوا کر کے قتل کر دیں گے آپ نے فرمایا کہ تم خدا کے بندہ اور رسول کے بھائی کو قتل کرو گے۔ ابوبکر نے کہا کہ آپ اللہ

کے بندے ہیں مگر رسول کے بھائی ہونے کا ہم اقرار نہیں کرتے آپ نے فرمایا کیا تم اس سے بھی انکار کرتے ہو کہ رسول خداﷺ نے روزِ مواخات مجھے اپنا بھائی قرار دیا تھا کہا ہاں آپ نے ان سے یہ بات تین مرتبہ کہلوائی اور قبر رسولؐ کی طرف رخ کر کے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿يَا ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِي وَ كَادُوا يَقْتُلُونَنِي﴾ (اے بھائی قوم نے مجھے کمزور سمجھا اور قتل کرنا چاہتے ہیں)۔ پھر آپ نے اس مجمع کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے مسلمانو! اے مہاجرین و انصار! میں خدا کی قسم دے کر تم سے پوچھتا ہوں کہ غدیر خم کے دن رسول خداﷺ نے یہ اور یہ فرمایا تھا پس رسول خداﷺ نے آپ کے بارے میں جو کچھ فرمایا تھا آپ نے سب بیان کر دیا کچھ نہیں چھوڑا اور سب کو یاد دلا دیا سب نے کہا: بے شک یہ فرمایا تھا۔

ابو بکر کی چالاکی

ابو بکر کو اندیشہ ہوا کہ یہ لوگ علی مرتضیٰؑ کے مددگار نہ بن جائیں اور انہیں ان کا امیر بننے سے روک نہ دیں تو کہنے لگے آپ نے جو کچھ کہا ہے درست ہے ہم نے اپنے کانوں سے سنا ہے اور ہمارے دلوں نے جگہ دی ہے لیکن میں نے رسول خداﷺ سے یہ بھی سنا ہے کہ اس کے بعد آپ فرما رہے تھے کہ ہم اہل بیت کو خدا نے منتخب فرمایا ہے اور عزت بخشی ہے اور ہمارے لیے دنیا کے مقابلہ میں آخرت کو پسند فرمایا ہے اور خدا ہم اہل بیت میں نبوت اور امامت کو جمع نہیں کرنا چاہتا آپ نے فرمایا کہ اصحاب رسول میں کوئی ایسا ہے جو تمہارے ساتھ موجود تھا۔ عمر نے کہا خلیفہ رسول خدا نے سچ کہا ہے میں نے آنحضرت سے ایسا ہی سنا ہے جیسا انہوں نے بیان کیا ابو عبیدہ اور سالم غلام ابو حذیفہ اور معاذ بن جبل نے بھی ان کی تائید کی آپ نے فرمایا کہ درحقیقت تم اس معاہدہ کی تکمیل کر رہے ہو جس پر تم نے کعبہ میں عہد کیا تھا کہ اگر خدا نے محمد کو قتل کر دیا یا وہ فوت ہو جائیں تو اس امر کو ہم اہل بیت سے پھیر دیں گے۔ ابو بکر نے کہا آپ کو کس نے یہ خبر

دی ہے ہم نے تو آپ کو نہیں بتلایا آپ نے فرمایا: کیوں اے زبیر، کیوں اے سلمان، کیوں اے ابوذر، کیوں اے مقداد، میں خدا اور اسلام کی قسم دے کر تم سے پوچھتا ہوں کہ تم نے رسول خداؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فلاں اور فلاں پانچوں کے نام لے کر فرمایا تھا کہ انہوں نے باہم یہ معاہدہ کر کے تحریر لکھ دی ہے اور یہ طے کر لیا ہے کہ ایسا کریں گے ان سب نے جواب دیا کہ بے شک ایسا ہی ہے۔ ہم نے آنحضرت کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ انہوں نے باہم یہ معاہدہ کر کے تحریر لکھ دی ہے کہ اگر میں قتل ہو جاؤں یا مر جاؤں تو وہ اس منصب کو چھین لیں گے آپ نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں ایسا ہو تو مجھے کیا حکم ہے انہوں نے فرمایا تھا کہ اگر مددگار پاؤ تو ان سے جہاد کرو اور اگر مددگار نہ ملیں تو اپنی جان کی حفاظت کرو۔ آپ نے فرمایا کہ یہ چالیس آدمی جنہوں نے میری بیعت کی ہے میرے ساتھ وفا کرتے تو میں راہِ خدا میں ضرور جہاد کرتا یاد رہے کہ تمہاری اولاد میں یہ منصب قیامت تک کسی کو نہیں ملے گا اور تم نے رسول خداؐ پر جو تہمت باندھی ہے اس کی رد اس آیت میں موجود ہے: ﴿اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ اٰتَیْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَةَ وَ اٰتَیْنٰهُمْ مُّلْکًا عَظِیْمًا﴾ (کیا یہ لوگ انسانوں سے حسد کرتے ہیں اس چیز پر جو خدا نے اپنے فضل سے انہیں عطا کی ہے یقیناً ہم نے آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت اور ملک عظیم دیا ہے) کتاب نبوت ہے حکمت حدیث اور ملک عظیم خلافت ہے اور ہم آل ابراہیم ہیں۔

اصحابِ باوفا کی جرأت

مقداد نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا علیؑ! مجھے کیا حکم ہے۔ حکم دیں تو سر اڑا دوں۔ نہ اجازت ہو تو خاموش رہوں۔ فرمایا: مقداد خاموش رہو۔ رسول خداؐ کی وصیت اور عہد کو یاد رکھو۔ پس میں نے کھڑے ہو کر عرض کیا: اس خدا کی قسم جس کے قبضۂ

قدرت میں میری جان ہے اگر مجھے یہ علم ہو جائے کہ میں ظلم کو دفع کر کے خدا کے دین کو عزت دوں گا تو میں اپنی تلوار اپنی گردن پر رکھ کر بڑھ بڑھ کر اس سے حملے کروں کیا تم رسول خدا ﷺ کے بھائی اور ان کے وصی اور ان کی امت پر ان کے خلیفہ اور ان کی اولاد کے باپ پر حملہ کرتے ہو پس تمہیں مصیبت کی بشارت ہو اور آسائش سے ناامید ہو جاؤ۔

ابوذر کی تقریر

پھر ابوذرؓ نے کھڑے ہو کر کہا: اے حیران اور اپنے نبی کے بعد ذلیل اور بے وفا امت! خداوند عالم نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ذُرِّيَّةً م بَعْضُهَا مِنْ م بَعْضٍ ط وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾ (یقیناً خدا نے منتخب کر لیا آدم و نوح و آل ابراہیم و آل عمران کو تمام عالموں پر یہ ایک دوسرے کی ذریت ہیں اور خدا سننے اور جاننے والا ہے)۔

آل محمدؑ نوح کی بھی ذریت ہیں اور ابراہیم کی بھی اور اولاد اسماعیل میں سے منتخب ہیں اور رسول خدا محمد مصطفیٰ ﷺ کی عترت و اہل بیت نبوت و رسالت کی فرودگاہ اور ملائکہ کے آنے جانے کا مرکز ہیں وہ بلند آسمانوں، مضبوط پہاڑوں، پردہ پوش کعبہ، صاف ستھرے چشمہ، راہ بتانے والے ستاروں اور مبارک درخت کے مانند ہیں جن کا نور چمک رہا ہے اور مبارک ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ آخری پیغمبر اور سردار اولاد آدم ہیں اور علی مرتضیٰ علیہ السلام اوصیاء کے سردار، متقین کے امام، روشن چہروں اور قدموں والوں کے قائد ہیں وہی صدیق اکبر، فاروق اعظم، رسول اسلام ﷺ کے وصی اور وارث اور تمام مؤمنین کے حاکم ہیں جیسا کہ خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ﴾ (نبی مؤمنوں کے نفسوں کے حاکم ہیں اور ان کی بیویاں ان کی مائیں ہیں اور رشتہ دار بعض سے بعض مقدم ہیں) پس اسے مقدم کرو جسے خدا نے مقدم کیا ہے اور اسے

پیچھے رکھو جسے خدا نے پیچھے رکھا ہے ولایت اور وراثت اسی کے لیے رکھو جس کے لیے خدا نے مقرر کی ہے۔

عمر کی گفتگو

عمر نے اٹھ کر ابوبکر سے کہا وہ منبر پر بیٹھے تھے کیا سبب ہے تم منبر پر بیٹھے ہو اور یہ لڑنے کے لیے بیٹھا ہے اور اٹھ کر تمہاری بیعت نہیں کرتا یا حکم دو کہ ہم اس کی گردن اڑا دیں۔ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کھڑے ہوئے تھے یہ سن کر رونے لگے علی مرتضٰی نے انہیں سینہ سے لگا کر فرمایا روؤ نہیں۔ انہیں یہ طاقت نہیں کہ تمہارے باپ کو قتل کر سکیں۔ رسول اسلام کی دایہ ام ایمن دوڑی ہوئی آئیں اور کہنے لگیں اے ابوبکر تم نے کس قدر جلد اپنا حسد اور نفاق ظاہر کر دیا عمر نے حکم دیا کہ اسے مسجد سے نکال دو چنانچہ انہیں باہر نکال دیا گیا اور کہا کہ ہمارے کام میں عورتوں کا کیا دخل ہے۔

ابو بریدہ اسلمی کی تقریر اور ابوبکر کی خانہ ساز حدیث

اس کے بعد ابو بریدہ اسلمی نے کھڑے ہو کر کہا کیوں اے عمر تم اس سے عوض لیتے ہو جو رسول کا بھائی اور ان کی اولاد کا باپ ہے۔ قریش میں تمہاری حیثیت کو خوب پہچانتا ہوں جیسا کہ جانتا ہوں کیا تم دونوں وہی نہیں ہو جنہیں رسول خدا ﷺ نے حکم دیا تھا کہ تم دونوں جا کر علی مرتضٰی کو امیر المؤمنین کہہ کر سلام کرو اور تم نے پوچھا تھا کہ یہ خدا و رسول کے حکم سے ہے تو انہوں نے فرمایا تھا کہ ہاں خدا و رسول کے حکم سے ہے یہ سن کر ابوبکر نے کہا کہ ہاں بے شک انہوں نے یہ فرمایا تھا مگر اس کے بعد یہ بھی فرمایا تھا کہ میرے اہل بیت میں نبوت و خلافت جمع نہیں ہو سکتے ابو ہریرہ نے جواب دیا خدا کی قسم انہوں نے یہ نہیں فرمایا تھا خدا کی قسم میں اس شہر میں نہیں رہوں گا جہاں کے تم امیر بنو عمر نے حکم دیا کہ اسے مار کر نکال دو انہیں مار کر نکال دیا گیا۔

پھر زبیر سے کہا گیا کہ بیعت کرو انہوں نے انکار کیا تو انہیں عمر اور خالد اور مغیرہ بن شعبہ نے مع دوسرے لوگوں کے پچھاڑ دیا اور ان کی تلوار چھین کر زمین پر اس زور سے ماری کہ ٹوٹ گئی اور ان سے کہا کہ اب بیعت کرو گے زبیر نے کہا جبکہ عمر اس کے سینہ پر سوار تھے او ضہاک کے بیٹے اگر میری تلوار میرے ہاتھ میں ہوتی تو میری حفاظت کرتی پھر بیعت کرلی۔

سلمان کہتے ہیں کہ پھر سب نے پکڑ کر میرا گلا گھونٹ دیا پھر میرا ہاتھ پکڑ کر جبراً میری بیعت کرائی پھر ابوذر اور مقداد سے اسی طرح جبری بیعت کرائی ہم چار سے جبری بیعت لی گئی ہم سب سے زیادہ سخت جواب زبیر نے دیئے اس لیے کہ انہوں نے بیعت کے وقت کہا تھا اے ابن ضہاک اگر یہ مددگار جو تیرے مددگار ہیں نہ ہوتے اور میری تلوار میرے پاس ہوتی تو تو مجھ پر حملہ نہ کر سکتا کیونکہ تیری فطرت اور طبیعت کو خوب پہچانتا ہوں لیکن تجھے غدار مل گئے ہیں جن کی قوت کے بھروسے پر تو حملے کر رہا ہے عمر نے جھنجھلا کر کہا تم ضہاک کا بڑا ذکر کرتے ہو زبیر نے کہا تمہیں نہیں معلوم کہ ضہاک کون ہے اور مجھے اس کے ذکر سے کون روک سکتا ہے ضہاک ایک زناکار عورت تھی۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ میرے نانا عبدالمطلب کی حبشی کنیز تھی اس سے تیرے دادا نفیل نے زنا کیا اس سے تیرا باپ خطاب پیدا ہوا زنا کے بعد عبدالمطلب نے اسے تیرے دادا کے حوالے کر دیا تھا اسی سے تیرا باپ خطاب پیدا ہوا اور وہ میرے نانا عبد المطلب کا زنا زادہ غلام ہے آخر ابوبکر نے انہیں چھڑا کر الگ کیا اور بیچ بچاؤ کر دیا۔

(سلیم بن قیس کہتے ہیں) میں نے سلمان سے پوچھا کہ آپ

نے بیعت کر لی اور کچھ نہیں کہا سلمان نے جواب دیا کہ میں نے اس کے بعد ان سے کہا کہ تم ہمیشہ کے لیے ہلاک ہوگئے۔ کیا تم جانتے ہو کہ تم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا جس طرح پچھلی امتوں نے اپنے نبیوں کے بعد تفرقے ڈالے اور اختلاف پیدا کیے ان کی سنت پر چل کر تم بھی اس غلطی میں مبتلا ہوگئے۔ تم نے اپنے نبی کی سنت کی مخالفت کی یہاں تک کہ تم نے خلافت کو اس کی کان اور اس کے اہل سے نکال لیا۔ عمر نے کہا کہ جب تم نے بیعت کر لی تو اب جو چاہے کہو اور جو دل میں آئے کرو۔

سلمان کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں نے رسول خداﷺ سے سنا ہے وہ فرما رہے تھے کہ تجھ پر اور تیرے صاحب پر جس کی تو نے بیعت لی ہے قیامت تک کی ساری امت کے گناہوں کا بوجھ ہے اور ان پر ساری امت کے عذاب کے برابر عذاب ہوگا۔ عمر نے کہا جو چاہے کہو کیا تم نے بیعت نہیں کی ہے خدا نے تیری آنکھ اس طرح ٹھنڈی نہیں کی کہ اس کا والی تیرا صاحب ہوتا میں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے خدا کی نازل کی ہوئی بعض کتابوں میں پڑھا ہے کہ تو اپنے نام ونسب اور صفت سمیت جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے عمر نے جواب دیا کہ جو چاہے کہو کیا خدا نے اسے ان اہل بیت سے دور نہیں کر دیا جن کو تم نے خدا کے سوا اپنا رب بنا رکھا ہے میں نے کہا میں نے آنحضرتﷺ سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا تھا: ﴿يَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ﴾ (اس دن اس کا ایسا عذاب کسی پر نہ ہوگا اور اس کی طرح کسی کو پکڑ کر باندھا نہ جائے گا) تو انہوں نے فرمایا تھا کہ اس سے مراد تو ہی ہے یہ سن کر عمر نے کہا چپ رہ خدا تیری زبان بند کرے اے غلام ابن لخناء پس علی مرتضٰی علیہ السلام نے فرمایا اے سلمان میں تمہیں قسم دیتا ہوں چپ ہو جاؤ۔ سلمان نے کہا خدا کی قسم اگر علی مرتضٰی علیہ السلام مجھے خاموش رہنے کا حکم نہ دیتے تو میں اسے ہر اس امر کی خبر دیتا جو قرآن مجید میں اس کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور جو آنحضرتﷺ نے اس کے اور اس کے ساتھی کے بارے میں فرمائی ہے۔

جب عمر نے دیکھا کہ میں چپ ہوگیا ہوں تو عمر نے کہا کہ تم ابوبکر کے مطیع و فرمانبردار ہو جب ابوذر اور مقداد نے بیعت کرلی اور انہوں نے کچھ نہیں کہا تو اے سلمان تم اسی طرح کیوں چپ نہیں رہتے۔ خدا کی قسم تم ان دونوں سے زیادہ اس گھر کے حبدار نہیں ہو اور نہ ان سے بڑھ کر ان کے حق کا احترام کرتے ہو حالانکہ جیسا تم نے دیکھا ہے کافی ہے کہ انہوں نے بیعت کرلی ہے۔

حضرت ابوذر نے کہا اے عمر تم ہم پر اہل بیت کی محبت اور تعظیم کا الزام لگاتے ہو خدا کی لعنت ہو یہ تو اس نے بھی کیا ہے جو ان کا دشمن ہے جس نے ان پر بہتان باندھے اور ان کے حق چھینے ہیں اور لوگوں کو ان کی گردن پر سوار کیا ہے اور اس امت کو پچھلے پیر پھیر دیا ہے۔

عمر نے کہا: آمین ان پر خدا کی لعنت ہو جنہوں نے ان کا حق چھینا ہے خدا کی قسم خلافت میں ان کا کوئی حق نہیں ہے اس میں وہ اور سب لوگ برابر ہیں ابوذر نے کہا کہ پھر تم نے اس حق کے بارے میں انصار سے کیوں جھگڑا کیا تھا۔

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا خطاب عمر سے

علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا: کیوں اے ابن ضحاک کیا اس میں ہمارا حق نہیں ہے بلکہ تیرا اور مکھیاں کھانے والی کے بیٹے کا حق ہے عمر نے کہا: اے ابوالحسن اب چپ رہو اس لیے کہ عوام میرے ساتھی پر راضی ہیں اور تم پر راضی نہ ہوئے پس میرا کیا گناہ ہے۔ آپ نے فرمایا مگر خدا و رسول تو میرے سوا کسی پر راضی نہیں ہیں پس تمہیں اور تمہارے ساتھی کو اور جس نے تم دونوں کی پیروی کی اور تمہارا بوجھ بٹایا خدا کی ناراضگی اور عذاب اور رسوائی کی خوشخبری ہو تجھ پر وائے ہو اے ابن خطاب کاش تو جان لیتا کہ تو نے اپنے نفس اور اپنے صاحب پر کیا ظلم کیا ہے۔

ابوبکر کہنے لگے: اے عمر جب ہماری بیعت ہوگئی اور ہم ان کے شر و گزند اور قتل

وغارت سے محفوظ ہو گئے تو انہیں چھوڑ دو جو چاہیں کہتے رہیں۔

آپ نے فرمایا کہ میں صرف ایک بات کہنا چاہتا ہوں اور سلمان، ابوذر، زبیر اور مقداد سے خطاب کر کے فرمایا میں تمہیں خدا یاد دلا کر کہتا ہوں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے

فرمان نبی بزبان ولی

کہ دوزخ میں ایک صندوق ہے جس میں بارہ آدمی ہوں گے چھ آدمی اولین میں سے اور چھ آخرین میں سے قصر جہنم کے ایک کنوئیں میں ہونگے یہ مقفل صندوق کوئیں میں ہوگا اس کنوئیں کے منہ پر پتھر ہوگا جب خدا چاہے گا کہ دوزخ کو اور مشتعل اور گرم کرے تو پتھر کو ہٹا دے گا اس کنوئیں کی گرمی سے دوزخ بھڑک اٹھے گا میں نے رسول خداؐ سے دریافت کیا کہ آپ ان اولین سے واقف ہیں فرمایا کہ ہاں اولین میں سے ایک تو آدم کا بیٹا قابیل ہے جس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر ڈالا دوسرا فرعون تیسرا نمرود ہے جس نے رب کے بارے میں ابراہیم سے مباحثہ کیا تھا اور دو مرد بنی اسرائیل میں سے ہیں جنہوں نے ان کی کتاب بدل دی ایک یہودیوں کا ہود ہے دوسرا نصرانیوں کا نصر ہے اور چھٹا ناقۂ صالح کا پے کرنے والا اور ایک یحییٰ بن زکریا کا قاتل ہے اور آخرین میں دجال ہے اور یہ پانچ ہیں جو صحیفہ اور تحریر والے اور تحریری معاہدہ کرنے والے ہیں امر خلافت پر اور ان کے وہ جبت و طاغوت ہیں جنہوں نے تیرے خلاف عہد کیا ہے اور تیری دشمنی کی گرہ باندھی ہے۔ اے میرے بھائی وہ میرے بعد تجھ پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ یہ اور یہ آپ نے ایک ایک کے نام بتلائے اور شمار کر دیئے سلمان کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا آپ نے درست فرمایا ہے ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے بھی رسول خداؐ سے یہ سنا ہے۔

حضرت عثمان کا استفسار

عثمان نے کہا اے ابوالحسن آپ کے اور آپ کے ساتھیوں کے پاس میرے بارے میں کوئی حدیث تو نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ ہاں میں نے رسول خداﷺ کو سنا ہے کہ وہ تم پر لعنت کرتے تھے لعنت کے بعد استغفار نہیں کیا یہ سن کر عثمان کو غصہ آ گیا اور کہنے لگے خدا کی قسم میں نے آنحضرت سے سنا ہے کہ زبیر اسلام سے. مرتد ہو کر قتل کیا جائے گا آپ نے فرمایا تھا کہ عثمان نے سچ کہا ہے وہ اس طرح کہ وہ قتل عثمان کے بعد میری بیعت کرے گا پھر میری بیعت توڑ دے گا پس مرتد ہو کر قتل ہوگا۔

بنی اسرائیل کا گوسالہ

سلمان کہتے ہیں کہ علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول خداﷺ کے بعد سب لوگ مرتد ہو گئے سوائے چار کے آنحضرت کے بعد لوگ اس طرح ہو گئے جیسے ہارون اور ان کے تابعدار اور گوسالہ اور اس کے پرستار پس علی ہارون کے مانند اور عتیق گوسالہ کے مانند اور عمر سامری کی مانند۔ اور میں نے رسول خداﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے اصحاب کے کچھ مشہور اور شاندار لوگ صراط پر سے گزرنے کے لیے آئیں گے جب میں انہیں اور وہ مجھے دیکھیں گے اور پہچانیں گے تو وہ میرے سامنے لڑ پڑیں گے میں کہوں گا اے پالنے والے یہ میرے اصحاب ہیں مجھے جواب ملے گا تمہیں معلوم نہیں کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا ظلم ڈھائے ہیں جب تم ان سے جدا ہوئے تو یہ پچھلے پیر واپس ہو گئے پس میں کہوں گا یہ دور ہی رہیں اور میں نے آنحضرتﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت بنی اسرائیل کی راہ پر اس طرح چلے گی جیسے نعل کے برابر نعل ہوتی ہے اور قذہ قذہ سے اور بالشت کے برابر بالشت اور ہاتھ کے برابر ہاتھ حتیٰ اگر بنی اسرائیل کسی سوراخ میں داخل ہوئے ہیں تو یہ بھی ان کے ساتھ داخل ہوں گے قرآن اور

توراۃ کو ایک ہی فرشتہ نے ایک ہی کاغذ پر ایک ہی قلم سے لکھا ہے اور مثالیں اور طریقے بھی ایک ہی سے ہیں۔

شیطان کا تعجب

ابان ابن ابی عیاش نے سلیم سے سن کر بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سلمان فارسی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو شیطان کو آگ کی ایک رسّی سے جکڑ کر لائیں گے اور ۔۔۔۔ کو آگ کی دو رسیوں سے جکڑ کر لائیں گے پس ابلیس فریاد کرکے کہے گا تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے تو کون ہے میں تو وہ ہوں جس نے تمام اگلوں پچھلوں کو گمراہ کیا میں تو ایک رسّی سے باندھا گیا ہوں اور تجھے دو رسیوں سے باندھا گیا ہے۔ وہ جواب دے گا کہ میں وہ ہوں کہ تو نے جو حکم دیا میں نے اس پر عمل کیا اور خدا نے جو حکم دیا اس کی نافرمانی کی۔

رسولؐ اسلام کا فخر علی ابن ابی طالبؑ پر

سلیم کہتے ہیں کہ مجھ سے ابوذر، سلمان اور مقداد نے بیان کیا پھر میں نے علی مرتضٰی علیہ السلام سے بھی سنا کہ ایک شخص نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے سامنے آ کر فخر کیا حضور نے علی مرتضٰی علیہ السلام سے فرمایا: اے علی تم عرب پر فخر کرو کیونکہ تم ہر چچازاد سے زیادہ بزرگ ترین باپ کے بیٹے بہترین بھائی والے بہترین ذات والے بہترین نسب والے بہترین زوجہ والے بہترین اولاد والے بہترین چچا والے ہو سب سے بڑھ کر جان و مال کا امتحان دینے والے سب سے بڑھ کر کامل حلم والے سب سے زیادہ علم والے سب سے زیادہ کتاب خدا کو پڑھنے والے اور خدا کے قوانین کو جاننے والے سب سے بڑھ کر قوی دل اور سب سے زیادہ سخی ساری دنیا میں سب سے زیادہ پرہیزگار اور سب سے بڑھ چڑھ کے کوشش کرنے والے سب سے زیادہ خلیق اور سچے اور سب سے زیادہ خدا کو

اور مجھے پیارے تم میرے بعد تیس (۳۰) برس تک خدا کی عبادت کرتے رہو گے اور قریش کے ظلم دیکھتے رہو گے پھر جب تمہیں مددگار مل جائیں گے تو خدا کی راہ میں جہاد کرو گے تاویل قرآن پر ناکثین و قاسطین و مارقین سے اس طرح جیسے تم نے تنزیل قرآن پر جہاد کیا تھا۔ تم شہید کیے جاؤ گے اور تمہارے سر کے خون سے تمہاری ڈاڑھی کا خضاب ہوگا۔ تمہارا قاتل ویسا ہی خدا کا دشمن اور اس سے دور ہوگا جیسے ناقۂ صالح کو پے کرنے والا اور یحییٰ بن زکریا کا قاتل اور فرعون ذوالاوتاد۔

حسن بصری کی عقیدت

ابان کہتے ہیں کہ میں نے یہ روایت حسن بصری سے بیان کی جو ابوذر سے سنی تھی انہوں نے فرمایا کہ سلیم نے بھی سچ کہا اور ابوذر نے بھی درست فرمایا: بے شک علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو سبقت حاصل ہے دین علم حکمت فقہ مشورہ شجاعت سخاوت لوازم زندگی قوت فیصلہ قرابت رسول مصیبت و امتحان ہر امر میں ان کا درجہ بلند ہے پس ان پر خدا اپنی رحمت اور درود نازل فرمائے اس کے بعد اتنا روئے کہ ڈاڑھی تر ہوگئی یہ سن کر میں نے کہا: اے ابوسعید کیا نبی کے علاوہ بھی آپ کسی کا ذکر کر کے صلی اللہ علیہ کہہ سکتے ہیں جواب دیا کہ جب مؤمنوں کا ذکر کرو تو ان پر رحمت بھیجو اور محمدؐ و آل محمدؐ پر درود اور علی تو آل محمد کے بزرگ ہیں میں نے عرض کیا تو کیا وہ حمزہ و جعفر و فاطمہ و حسن و حسین سے بھی بہتر ہیں انہوں نے فرمایا ہاں خدا کی قسم وہ ان سب سے بہتر ہیں اور کون شک کر سکتا ہے میں نے عرض کیا کیوں انہوں نے فرمایا اس لیے کہ ان پر نہ کبھی شرک کا نام رکھا جا سکتا ہے نہ کفر کا نہ صنم پرستی کا نہ شراب خوری کا اور علی سب سے بڑھ کر ہیں سبقت اسلام میں کتاب خدا اور سنت رسول کے علم میں خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا اے فاطمہ میں نے تیرا نکاح اس سے کیا ہے جو میری ساری امت سے بہتر ہے تو اگر امت میں اور کوئی ان سے بہتر ہوتا تو استثناء فرما دیتے اور آنحضرت نے اصحاب کے درمیان جب

مؤاخات قائم کی تھی تو حضرت علی علیہ السلام کو اپنا بھائی قرار دیا تھا پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی سب سے بہتر تھے اور ان کا بھائی بھی سب سے بہتر تھا اور غدیر خم کے دن ان کو جانشین مقرر فرمایا اور ان کی ولایت (سرداری) لوگوں پر واجب کر دی جس طرح ان کی ولایت سب پر واجب کی تھی اس طرح یہ اعلان بھی فرما دیا کہ ﴿یَا عَلِیُّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی﴾ (اے علی تم مجھ سے اس طرح ہو جیسے ہارون موسیٰ سے)۔ یہ بات نہ اہل بیت علیہم السلام میں سے کسی کے لیے فرمائی نہ اصحاب میں سے اور انہیں بہت سے کمالات میں ایسی خصوصیت حاصل ہے جو ان کی طرح کسی کو حاصل نہیں ہے پھر میں نے ان سے دریافت کیا کہ ان کے بعد اس امت میں سب سے بہتر کون ہے؟ فرمایا: ان کی زوجہ فاطمہ زہرا علیہا السلام اور ان کے فرزند امام حسن اور امام حسین علیہما السلام۔ میں نے دریافت کیا کہ ان کے بعد کسے بزرگی حاصل ہے؟ فرمایا کہ پھر جعفر اور حمزہ سب سے بہتر ہیں۔

اصحابِ کساء

اور اصحابِ کساء وہ ہیں جن کی شان میں آیۂ تطہیر نازل ہوئی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ساتھ علی مرتضیٰ، فاطمہ زہرا، امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کو لے کر فرمایا تھا کہ یہ ہیں میرے مؤثق و معتمد اور میری عترت یعنی اہل بیت جن سے خدا نے ہر قسم کے رجس کو دور رکھا اور انہیں ایسا پاک رکھا جیسا پاک رکھنے کا حق ہے۔ حد یہ کہ ام سلمہؓ نے درخواست کی کہ وہ انہیں اپنے ساتھ چادر میں داخل ہونے کی اجازت دے دیں مگر آپؐ نے جواب دیا کہ اے ام سلمہ تم خیر پر ہو لیکن یہ آیت صرف میری اور ان ہستیوں کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

میں نے کہا: اللہ اللہ اے ابو سعید تم تو علی مرتضیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کیا بیان کرتے رہتے ہو اور جو میں نے خود تم سے سنا ہے وہ کیا ہے؟ حسن بصری نے جواب

دیا: اے بھائی! اس طریقہ سے اپنی جان بچاتا ہوں جابروں اور ظالموں سے ان پر خدا کی لعنت ہو۔ اے میرے بھائی اگر یہ نہ ہوتا تو مجھے تختہ دار پر کھینچ دیا جاتا لیکن میں جو کچھ سنتا ہوں کہہ دیتا ہوں انہیں یہ خبر پہنچ جاتی ہے اور وہ مجھ سے باز رہتے ہیں اور میں بغضِ علی سے غیر علی مراد لیتا ہوں پس وہ یہ سمجھتے ہیں کہ میں ان کا دوست ہوں۔ خدائے عزوجل جَلَّ جَلالُہٗ نے فرمایا ہے: ﴿اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَۃَ﴾ (احسن طریقہ سے برائی کو دور کر) (تقیہ کر)۔

فرقۂ ناجیہ

ابان کہتے ہیں کہ سلیم نے بیان کیا کہ میں نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ امت کے تہتّر (۷۳) فرقے ہو جائیں گے بہتر (۷۲) فرقے دوزخ میں ہوں گے اور ایک فرقہ جنت میں ہوگا۔ ان تہتّر (۷۳) میں تیرہ (۱۳) فرقے ہم اہل بیتؑ کی محبت کا نام لیں گے۔ ان میں سے ایک فرقہ جنتی ہوگا باقی بارہ (۱۲) فرقے دوزخ [1] میں ہوں گے۔ رہا وہ بارھواں فرقہ جو نجات پانے والا ہدایت والا ایمان و اسلام والا، نیک توفیق والا ہے وہ وہ ہے جو میرے حکم سے وابستہ ہے۔ میرا تابعدار ہے۔ میرے دشمن سے بیزار ہے مجھ سے محبت رکھنے والا اور میرے دشمن کا دشمن ہے جیسا کہ تم نے میرے حقوق اور امامت اور میری تابعداری کے فرض ہونے کو پہچانا ہے کتاب خدا اور سنت رسولؐ سے پھر تم اس سے نہ پھرے اور نہ شک میں پڑے اس لیے کہ خدا نے ہمارے حق کی پہچان اور ہماری فضیلت کی معرفت سے دل کو منور کر دیا تھا اور

---

[1] اس حدیث سے ثابت ہے کہ سب شیعہ کہلانے والے بھی جنت میں نہیں جائیں گے بلکہ جو آپ کے سچے عاشق آپ کے ہر دشمن کے دشمن ہوں گے اور ذرہ برابر آپ کی عظمت و شان میں کمی اور سبکی برداشت نہ کر سکیں گے صرف وہ جنت میں جائیں گے جو ان پر سہو و نسیان یا گناہِ صغیرہ کی تہمت لگاتے ہیں ان سے مدد طلب کرنے کو شرک سمجھیں اور ان کے قاتل کی توبہ قابلِ قبول سمجھیں وہ ہرگز جنت میں نہیں جا سکتے۔

اس پر الہام کر دیا تھا کہ ان کی پیشانیوں کو پکڑ کر ہمارے شیعوں میں داخل کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ ان کے دل مطمئن ہو گئے اور انہیں ایسا یقین بخش دیا کہ شک کا گزر ناممکن ہو گیا کہ میں اور میرے اوصیاء ہی قیامت تک ہادی و رہبر ہیں جنہیں خدا نے قرآن کی بہت سی آیتوں میں اپنی ذات اور اپنے نبی کے ساتھ شامل رکھا ہے اور ہمیں پاک اور محفوظ رکھا ہے اور ہمیں اپنی مخلوق کا گواہ اور اپنی زمین پر حجت اور اپنے علم کا خزینہ دار اور حکمتوں کی کانیں اور اپنی وحی کا مترجم مقرر فرمایا ہے نہ ہم قرآن سے جدا ہو سکتے ہیں اور نہ قرآن ہم سے جدا ہے یہاں تک کہ ہم آنحضرت کی خدمت میں حوض کوثر پر ایک ساتھ حاضر ہوں جیسا کہ سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ان تہتر فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے جو دوزخ سے یعنی تمام فتنوں اور گمراہیوں اور شبہوں سے محفوظ رہے گا اور وہ یقیناً اہل جنت سے ہیں اور ستر ہزار ہیں جو بغیر حساب کے داخل جنت ہوں گے اور باقی تمام فرقے جو حق کے خلاف چل رہے ہوں گے وہ دین شیطان کی مدد کرتے ہیں شیطان[1] اور اس کے دوستوں سے درس لیتے ہیں۔ بہتر (۷۲) فرقے ہیں جو خدا و رسول اور مومنین کے دشمن ہیں جو بغیر حساب کے داخل جہنم ہوں گے یہ خدا و رسول سے بیزار ہیں خدا و رسول کو بھول گئے خدا کا شرک کر کے کافر ہو گئے اور غیر خدا کی عبادت کرتے رہے اس لیے کہ وہ نہیں جانتے اس پر طرہ یہ ہے کہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔ ﴿يَقُوْلُوْنَ يَوْمَ[2] الْقِيَامَةِ اللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ يَحْلِفُوْنَ اللّٰهَ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ اَلَآ اَنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ﴾ (وہ

---

[1] کوئی شبہ نہیں کہ بدعقیدہ اور گمراہ آدمی جو دوسروں کو اہل بیتؑ سے بہتر یا برابر سمجھتے ہیں ان کا یہ عقیدہ شیطانی ہے اور وہ شیطان کے دوست ہیں اور اس سے درس لینے والے بھی جنت میں نہیں جا سکتے اس لیے کہ وہ باوجود بے علمی کے اپنے آپ کو عالم اور باوجود غلط کار ہونے کے ایسے غلط کاموں کو اچھا کام سمجھتے ہیں فساد کرتے پھرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم صالح قوم ہیں۔

[2] اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو ہر وقت شرک سے بچو شرک سے بچو کی رٹ لگاتے رہتے ہیں اور تنقیص اہل بیت میں اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ خدا فرماتا ہے کہ یہی جھوٹے ہیں۔

قیامت کے دن کہیں گے کہ خدا ہمارا رب ہے ہم مشرک نہ تھے وہ خدا کے نام کی قسمیں اس طرح کھاتے ہیں جیسے تمہارے نام کی اور یہ سمجھتے ہیں کہ وہ کسی شئے پر ہیں یاد رکھو کہ وہی جھوٹے ہیں)۔

جنت ودوزخ کا آخری فیصلہ

وہ کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ان لوگوں کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو حقیقت کو سمجھتے ہیں مگر نہ آپؑ کی تابعداری کرتے ہیں اور نہ مخالفت، نہ آپ کی ولایت کا اعلان کرتے ہیں نہ آپ کے دشمنوں سے بیزاری کا، اور کہتے ہیں ہم نہیں جانتے حالانکہ وہ سچے ہیں۔ فرمایا کہ یہ تہتّر فرقوں میں سے نہیں ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے تہتّر فرقوں سے وہ لوگ مراد لیے ہیں جنھوں نے جان بوجھ کر راہ بنائی، اعلان کیا اور اپنی راہ کی طرف لوگوں کو دعوت دی۔ ان میں سے ایک فرقہ ہے جس نے دین خدا اختیار کیا اور بہتّر نے دین شیطان اختیار کیا، دل سے اسے قبول کرتا ہے اور اس کے مخالفوں سے بیزار ہے پس جو خدا کی توحید کا اقرار کرتا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ پر ایمان رکھتا ہے مگر ہماری ولایت کو نہیں پہچانتا اور نہ ہمارے دشمن کی گمراہی کو جانتا ہے نہ کوئی منصوبہ رکھتا ہے نہ کوئی شئے حلال کرتا ہے نہ حرام کرتا ہے اور ان چیزوں کو لے لیتا ہے جن میں تمام اختلاف کرنے والی جماعتوں میں اختلاف نہیں ہے کہ خدا نے ان کا حکم دیا ہے پس نہ اس نے کوئی منصوبہ بنایا نہ کسی شئے کو حلال کیا نہ حرام کیا نہ اسے علم ہے اور جس امر میں مشکل پیش آتی ہے اسے خدا کی طرف رد کر دیتا ہے پس یہ نجات پانے والا ہے یہ گروہ مؤمنین و مشرکین کے بین بین ہے اس طرح کے لوگ بہت زائد ہیں یہی صاحبانِ حساب و میزان وصراط ہیں۔ یہ وہ اہل جہنم ہیں جن کی انبیاء و ملائکہ و مؤمنین شفاعت کریں گے اور آگ سے نکلیں گے، ان کا نام جہنمی رکھا جائے گا۔ رہے مؤمنین تو وہ بلا حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ حساب ان لوگوں کے لیے ہے جو مؤمنین و

مشرکین کے بین بین ہیں یا مؤلفۃ القلوب یا ان لوگوں کے لیے ہے، جن کے نیک و بد کام ملے جلے ہیں اور ان ضعیف الایمان لوگوں کے لیے ہے جن کا کوئی فیصلہ نہیں ہے اور نہ انہیں راستہ ملتا ہے نہ انہیں کفر و شرک کا حیلہ ملتا ہے اور نہ ان کی سمجھ میں یہ آتا ہے کہ وہ کوئی طریقہ مقرر کریں اور نہ وہ صراطِ مستقیم کی ہدایت کرتے ہیں کہ مؤمنین ہو جائیں اور معرفت حاصل کرلیں۔ یہی لوگ اصحابِ اعراف ہیں۔ ان سب میں خدا کی مشیت جاری ہوگی اگر ان میں سے کسی کو دوزخ میں داخل کر دے تو اس کے گناہوں کی وجہ سے کرے گا اور اگر معاف فرما دے تو اپنی رحمت سے معاف فرمائے گا۔ میں نے عرض کیا: کیا پہچاننے والا مؤمن جو حق کی طرف دعوت دے وہ بھی دوزخ میں جائے گا؟ فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا: کیا جنت میں وہ شخص جا سکتا ہے جو اپنے امامؑ کو نہیں جانتا؟ فرمایا: نہیں، مگر یہ کہ خدا چاہے۔ میں نے عرض کیا: کیا جنت میں کافر یا مشرک جا سکتا ہے؟ فرمایا: دوزخ میں نہیں داخل ہوگا مگر کافر، سوا اس کے کہ خدا چاہے۔ میں نے عرض کیا: کیا وہ شخص جو خدا سے اس حال میں ملاقات کرلے کہ وہ مؤمن ہو اپنے امام سے واقف اور ان کا تابعدار ہو کیا وہ ضرور جنت میں جائے گا؟ فرمایا: ہاں بشرطیکہ وہ موت کے وقت مؤمن ہو اور وہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے بارے میں خداوند عالم نے فرمایا ہے: ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ (جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیئے، ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ﴾ (جو لوگ ایمان لائے اور پرہیز کرتے رہے)، ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ (جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کی ظلم سے آمیزش نہیں کی)، میں نے عرض کیا: جو شخص گناہِ کبیرہ کر کے اپنے خدا سے ملاقات کرے اس کے لیے کیا حکم ہے؟ فرمایا: وہ خدا کی مشیت پر موقوف ہے اگر عذاب کرے تو اس کے گناہ کے باعث کرے گا اور اگر معاف کر دے تو اس کی رحمت ہے۔ میں نے عرض کیا: کیا مؤمن ہوتے ہوئے وہ اسے دوزخ میں ڈال دے گا؟ فرمایا: ہاں اپنے گناہ کے باعث اس لیے کہ وہ ان مؤمنوں میں

سے نہیں ہے جن کا خدا نے اپنے آپ کو ولی قرار دیا ہے خدا نے اپنے آپ کو جن مؤمنوں کا ولی قرار دیا ہے اور جنہیں خوف وحزن نہ ہوگا وہ وہ مؤمن ہیں جو خوفِ خدا رکھتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں اور اپنے ایمان کی ظلم سے آمیزش نہیں کرتے۔

اسلام وایمان میں فرق

میں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! ایمان کیا ہے اور اسلام کیا ہے؟ فرمایا: ایمان معرفت کا اعتراف ہے اور اسلام وہ ہے جس کا تم نے اقرار کیا ہے اور یا اوصیاء کے آگے سر خم کرنا اور ان کی تابعداری ہے (ایک دوسری روایت میں ہے کہ اسلام یہ ہے کہ اقرار کرلو) میں نے عرض کیا: کیا ایمان وہ اقرار ہے جو معرفت کے بعد ہو فرمایا جسے خدا اپنی ذات اور نبی و امام کی معرفت کروائے پھر وہ ان کی اطاعت کا اقرار کرے وہ مؤمن ہے میں نے عرض کیا کیا معرفت خدا کی جانب سے اور اقرار بندہ کی طرف سے ہے فرمایا معرفت خدا کی طرف سے دعوت اور حجت ہے اور اقرار خدا کی طرف سے یہ ہے کہ بندہ خدا کی توفیق سے قبول کرلے دل میں معرفت ڈالنا خدا کا کام ہے ور اقرار کرنا دل کا کام ہے خدا کی توفیق وحفاظت ورحمت سے پس جسے خدا عارف نہ بنائے اس پر حجت نہیں ہے (اس کا قصور نہیں ہے) اور اسے چاہیئے کہ ٹھہر جائے اور جو نہیں جانتا اس سے باز رہے خدا جہالت کی وجہ سے اس پر عذاب نہیں کرے گا کیونکہ خدا اس کے نیک کام پر اس کی تعریف کرتا ہے اور برے کام پر عذاب کرتا ہے کیونکہ وہ تابعداری بھی کرسکتا ہے اور نافرمانی بھی معرفت پر خود قادر نہیں جہالت پر قادر ہے۔ یہ وہ مقامات ہیں کہ ان میں کوئی بات نہیں ہوتی مگر قضاءِ الٰہی اور تقدیر وعلم ونوشتہ قدرت کے بغیر جبر کے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس میں سے کچھ بھی نہیں ہوتا مگر خدا کی مدد اس کے علم اور نوشتہ تقدیر سے بغیر جبر کے اس لیے کہ اگر وہ مجبور کیے گئے ہوتے تو مجبور ہوتے اور قابل تعریف نہ ہوتے اور جو شخص اپنے اختیارات سے ناواقف ہو اور مشکل پڑے تو اسے چاہیئے کہ ہماری طرف

رجوع کرے اور جو شخص خدا کی نعمت پر اس کی حمد و شکر کرے گناہوں پر استغفار کرے اور طاعت گزاروں سے صحبت رکھے اور ان کی تعریف کرے اور نافرمانوں سے بغض رکھے اور انہیں بُرا سمجھے تو بس اس کیلئے یہ کافی ہے جبکہ وہ اپنے علم کو ہم سے وابستہ رکھے۔

ایمان کی تعریف

ابان بن ابی عیاش نے سلیم بن قیس سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں میں نے سنا کہ ایک شخص نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے ایمان کے بارے میں سوال کیا اور کہا اے امیر المؤمنین ایمان کی حقیقت مجھے اس طرح سمجھا دیں کہ آپ کے بعد مجھے کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے آپ نے فرمایا کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ سے یہی سوال کیا تھا جو تم نے کیا ہے اور یہی بات کہی جو تم نے کہی ہے اس سے یہی ذکر فرماتے رہے پھر فرمایا: بیٹھ جاؤ محفوظ رہو گے پھر علی مرتضیٰ علیہ السلام نے اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تمہیں نہیں معلوم کہ جبرئیل امین نے آنحضرت کی خدمت میں آدمی کی صورت میں نازل ہو کر سوال کیا کہ اسلام کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: یہ گواہی کہ خدا وحدہٗ لاشریک ہے اور محمد اس کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، حج بیت اللہ، ماہِ رمضان کے روزے اور غسل جنابت۔ اس نے کہا کہ ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہ ایمان لاؤ خدا پر اس کے فرشتوں اور کتابوں پر اور رسولوں پر اور حیات بعد الموت پر اور تقدیر پر خواہ خیر ہو یا شر، شیریں ہو یا تلخ جب وہ کھڑا ہو گیا تو آنحضرت نے فرمایا یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں تمہارے پاس اس لیے آئے ہیں کہ تمہیں تمہارا دین سکھائیں آنحضرت جب کوئی بات فرماتے تھے تو وہ کہتے تھے سچ فرمایا۔ انہوں نے پوچھا: قیامت کب آئے گی؟ فرمایا: جس سے پوچھا جا رہا ہے اسے وہ سائل سے زیادہ نہیں جانتا انہوں نے کہا آپ نے سچ فرمایا جبرئیل کے کلام سے فارغ ہو کر امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا: یاد رکھو ایمان کی بنا چار چیزوں پر ہے: (۱) یقین، (۲) صبر۔ (۳) عدل۔ (۴) جہاد۔

یقین کی چار شاخیں ہیں: (۱) شوق۔ (۲) خوف۔ (۳) زہد۔ (۴) ترقب۔
پس جسے جنت کا شوق ہے وہ خواہشات سے دور رہتا ہے اور جو دوزخ سے ڈرتا ہے وہ حرام سے پرہیز کرتا ہے جو دنیا سے زہد اختیار کرتا ہے اس کو مصیبتیں ہلکی نظر آتی ہیں۔ اور جو موت کا انتظار کرتا ہے وہ نیکیوں میں جلدی کرتا ہے۔

صبر کی بھی چار شاخیں ہیں: حجت پر نظر (ایک روایت میں ہے فتنہ پر فکرمندی) حکمت کی طرف رجوع، عبرت سے درس حاصل کرنا۔ برزخ کی معرفت اولین کی سنت ہے، پس جو شخص فتنہ پر نظر رکھے وہ حجت کو سمجھ لیتا ہے (ایک روایت میں ہے کہ جو شخص عقل پر زور ڈالتا ہے اس پر حکمت روشن ہو جاتی ہے اور جس پر حکمت روشن ہو جائے وہ عبرت کو پہچان لیتا ہے اور جو عبرت کو پہچان لیتا ہے وہ حکمت کی طرف رجوع کرتا ہے اور جو حکمت کی طرف رجوع کرتا ہے وہ عبرت کو سمجھ لیتا ہے اور جو عبرت کو سمجھ لیتا ہے گویا وہ اولین میں سے ہے۔

اور عدل کی بھی چار شاخیں ہیں: غوامض فہم (عقل کی گہرائیاں)۔ غمر العلم (علم کی تہیں)۔ زہرۃ الحکم (حکمتوں کی چمک)۔ روضۃ الحلم (حلم کا باغ) پس جو فہم رکھتا ہے وہ علم کے اجمال کی تفصیل کرتا ہے اور جو جانتا ہے وہ حکمت کے راستے بھی جانتا ہے اور جو حلیم ہو وہ کسی امر میں حد سے تجاوز نہیں کرتا اور لوگوں میں نیک نام رہتا ہے۔

اور جہاد کی بھی چار شاخیں ہیں: امر بالمعروف، نہی عن المنکر، صدق فی المواطن (ہر موقع پر سچائی)، غضب للہ و شنئان الفاسقین (صرف خدا کے لیے غصہ اور فاسقین سے دشمنی) پس جس نے امر بالمعروف کیا اس نے مومن کی کمر مضبوط کر دی اور جس نے نہی عن المنکر کیا اس نے فاسق کی ناک رگڑ دی اور جو سچ بولا اس نے اپنا فرض ادا کیا اور جس نے فاسقوں کو برا سمجھا اور خدا کے لیے غضبناک رہا خدا اس کے لیے ان پر غضب نازل کرے گا۔ یہ ہے ایمان اور اس کے ستون اور شاخیں۔

اس نے عرض کیا: اے امیر المومنین کم سے کم انسان کس طرح مومن ہو سکتا

ہے اور کم سے کم کس بات پر کافر ہو جاتا ہے اور کم سے کم کس بات پر گمراہ ہو جاتا ہے فرمایا تم نے سوال کیا ہے تو جواب سنو کم سے کم مؤمن ہونے کی یہ شرط ہے کہ خدا کو پہچان کر اسے رب اور وحدہٗ لاشریک مانے اپنے نبی کو پہچان کر ان کی نبوت اور تبلیغ کا اقرار کرے اور زمین پر ان کی حجت کو پہچانے اور انہیں خدا کی مخلوق پر گواہ مانے اور ان کی تابعداری کا اقرار کرے اس نے عرض کیا اے امیر المؤمنین جو شرطیں آپ نے فرمائیں اگرچہ ان شرطوں کے سوا اور سب باتوں سے ناواقف ہو فرمایا ہاں البتہ یہ شرط ہے کہ جب حکم دیا جائے اس پر عمل کرے اور جب روکا جائے تو رک جائے اور کم سے کم انسان جس بات پر کافر ہو جاتا ہے یہ ہے کہ جس کام سے خدا نے روکا ہے اسے دین قرار دے لے اور یہ گمان رکھے کہ خدا نے اسے اس کا حکم دیا ہے پھر اسے دین بنا لے اور اپنی مرضی سے کسی سے محبت رکھے اور کسی سے نفرت اور گمان یہ رکھے کہ وہ حکم خدا سے کر رہا ہے اور کم سے کم جس بات پر انسان گمراہ ہو جاتا ہے وہ یہ ہے کہ خدا نے زمین پر جسے اپنی حجت اور اپنی مخلوق پر گواہ قرار دے کر اس کی محبت اور تابع داری واجب کی ہے اسے نہ پہچانے۔

حجتِ خدا کی پہچان

اس نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین ان کے نام بتلائیں فرمایا: وہ وہ لوگ ہیں جنہیں خدا نے اپنے اور اپنے رسول کے قریب کیا ہے اور فرمایا ہے: ﴿اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ﴾ (خدا کی تابعداری کرو اور رسول کی اور صاحبان امر کی تابعداری کرو) اس نے عرض کیا میرے لیے اس کی تشریح فرمائیں۔ فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے رسول خدا ﷺ نے آخری خطبہ میں جس دن انتقال کیا ذکر فرمایا ہے کہ میں نے تم میں دو امر چھوڑے ہیں جب تک ان دونوں سے تمسک رکھو گے میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک خدا کی کتاب ہے دوسرے میرے اہل بیت اس لیے کہ لطیف و خبیر نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ یہ دونوں جدا نہ ہوں گے جب تک

میرے پاس حوض کوثر پر نہ وارد ہو جائیں مثل ان دونوں کے اور اشارہ کیا دونوں انگشت شہادت کی طرف پھر کہا ان دونوں کے مانند نہیں کہتا یہ کہہ کر اشارہ کیا انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اس لیے کہ ان دونوں میں ایک دوسری سے آگے ہے پس ان دونوں سے تمسک رکھو گمراہ نہ ہو گے اور ان سے آگے نہ بڑھو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور نہ انہیں چھوڑ دو ورنہ فرقہ فرقہ ہو جاؤ گے اور نہ انہیں پڑھاؤ اس لیے کہ وہ تم سے زیادہ جانتے ہیں۔ اس نے عرض کیا ان کے نام بتلا دیں فرمایا: وہ وہی ہے جسے رسول خداﷺ نے خم غدیر میں مقرر فرمایا تھا اور انہیں بتلایا تھا کہ وہ ان کے نفسوں کا حاکم ہے اور یہ بھی حکم دیا تھا کہ جو موجود ہیں وہ انہیں مطلع کر دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔ میں نے عرض کیا وہ تو آپ ہی ہیں اے امیر المؤمنین فرمایا: ان کا اول سردار میں ہوں میرے بعد میرا فرزند حسن مؤمنوں کے نفسوں کا حاکم و سردار ہے ان کے بعد میرا فرزند حسین مؤمنوں کے نفسوں کا حاکم و سردار ہے پھر ان کے بعد رسول خداﷺ کے باقی اوصیاء ہیں یہ سب ان کے حوض پر ایک ایک کر کے حاضر ہوں گے یہ سن کر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور حضرت کے بالوں کو بوسہ دے کر کہنے لگا آپ نے میرے لیے دین کا راستہ روشن اور کشادہ کر دیا اور میرے لیے ہر شک کو دور کر دیا۔

اسلام

ابان بن ابی عیاش نے سلیم بن قیس سے روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نے امیر المؤمنینؑ کے پاس حاضر ہو کر سوال کیا کہ اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے شریعت اسلام اس طرح مقرر فرمائی ہے کہ اس کے راستوں کو آنے والوں کے لیے آسان کر دیا ہے اور جو اس سے جنگ کرے اس کے لیے اس کے ارکان غالب بنائے ہیں جو اس سے محبت رکھے اس کے لیے عزت قرار دیا ہے اور جو اس میں داخل ہو جائے اس کے لیے صلح قرار دیا ہے اور جو اس کی پیروی کرے اس کے لیے پیشوا

قرار دیا ہے اور جو اس سے آراستہ ہونا چاہے اس کے لیے زیور قرار دیا ہے جو اسے
استعمال کرے اس کے لیے سامان قرار دیا ہے اور پناہ لینے والوں کے لیے گرہ قرار دیا
ہے اور تمسک کرنے والوں کے لیے رسّی اور درس لینے والوں کے لیے دلیل اور روشنی
حاصل کرنے والوں کے لیے نور اور اختلاف کرنے والوں کے لیے گواہ اور اس سے
فیصلہ حاصل کرنے والوں کے لیے کامیابی اور دل میں جگہ دینے والوں کے لیے علم اور
روایت کرنے والوں کے لیے حدیث اور فیصلہ کے طالبوں کے لیے منصف اور تجربہ
کرنے والوں کے لیے حلم اور سوچنے والوں کے لیے عقل اور سمجھنے والوں کے لیے فہم اور
سمجھ جانے والوں کے لیے یقین اور ارادہ کرنے والوں کے لیے روشن دلی اور نشانی لینے
والوں کے لیے نشانی اور نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے عبرت اور تصدیق کرنے
والوں کے لیے نجات اور اصلاح کرنے والوں کے لیے مؤدّت اور قرب خداوندی
حاصل کرنے والوں کے لیے قرب خدا اور توکل کرنے والوں کے لیے مستحکم اور سپرد
کرنے والوں کے لیے امید اور احسان کرنے والوں کے لیے بخشش اور جلدی کرنے
والوں کے لیے خیر اور صبر کرنے والوں کے لیے جنت اور پرہیزگاروں کے لیے لباس اور
ہدایت والوں کے لیے مددگار اور ایمان والوں کے لیے سہارا اور اسلام لانے والوں کے
لیے امن اور سچوں کے لیے راحت اور پرہیزگاروں کے لیے وعظ اور کامیاب ہو جانے
والوں کے لیے نجات قرار دیا ہے یہ حق ہے اس کا راستہ ہدایت ہے اس کی صفت نیکی ہے
اس کا اثر بزرگی ہے سب سے کشادہ راہ ہے روشن مینار ہے جلتا ہوا چراغ ہے اس کے
کنارے بلند ہیں۔ آسان میدان ہے دوڑنے والوں کا مرکز ہے آگے بڑھنے والوں کی
جگہ ہے اس سے انتقام دشوار ہے پرانے ساز و سامان والا ہے اس کے سوار کریم ہیں بس
ایمان اس کا راستہ ہے اور نیکیاں اس کا مینار ہیں اور فقہ اس کے چراغ ہیں اور موت اس
کی انتہا ہے۔ دنیا اس کی دوڑ کا میدان ہے اور قیامت آخری اجتماع کی جگہ ہے اور جنت
اس کا انعام اور آگ اس کی سزا ہے تقویٰ اس کا ساز و سامان ہے اور احسان کرنے

والے اس کے سوار ہیں پس ایمان سے نیکیوں کی راہ ملتی ہے اور نیکیوں سے فقہ کی تعمیر ہوتی ہے اور فقہ کے سبب موت سے ڈرا جاتا ہے اور موت دنیا کو ختم کر دیتی ہے اور موت ہی کے ذریعہ قیامت میں گزر ہوتا ہے اور قیامت میں جنت آراستہ ہوتی ہے اور جنت اہل دوزخ کے لیے حسرت ہے اور آگ متقیوں کے لیے وعظ ہے اور تقویٰ ایمان کی جڑ ہے پس اسلام یہ ہے۔

روایت کے اقسام اور تفسیر بالرّائے

ابان نے سلیم سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے میں نے عرض کیا کہ میں نے سلمان، مقداد اور ابوذر سے تفسیر قرآن کے بارے میں بھی کچھ سنا ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بھی پھر میں نے جو کچھ آپ سے سنا اس سے ان کی تصدیق ہوگئی لیکن میں نے لوگوں کے پاس قرآن مجید کی ایسی تفسیریں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسی حدیثیں دیکھی ہیں جو اس کے برخلاف ہیں جو میں نے آپ حضرات سے سنا ہے بلکہ آپ کا تو یہ گمان ہے کہ وہ باطل اور افتراء ہے وہ رسول اسلام پر جھوٹی تہمت باندھتے ہیں اور اسی پر وثوق رکھتے ہیں اور قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرتے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے سلیم جب تم نے سوال کیا ہے تو جواب کو سمجھو لوگوں کے ہاتھوں میں حق بھی ہے اور باطل بھی سچ بھی ہے اور جھوٹ بھی ناسخ بھی ہے منسوخ بھی خاص بھی ہے عام بھی محکم بھی ہے متشابہ بھی حفظ ہے اور وہم بھی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں بھی ان پر تہمت باندھی گئی تھی یہاں تک کہ آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اور فرمایا اے لوگو! مجھ پر بہت سی جھوٹی تہمتیں لگائی گئی ہیں پس جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر تہمت لگائے گا وہ سمجھ لے کہ اس کا گھر دوزخ ہے پھر اسکے بعد آپ پر جھوٹی تہمتیں اس وقت لگائی گئیں جب اس نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت فرمائی اور آج روایت بیان کرنے والے چار قسم کے لوگ ہیں جن کا پانچواں نہیں ہے۔

(۱) منافق جو ایمان ظاہر کرتا ہے حالانکہ وہ بناوٹی مسلمان ہے وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمداً تہمت باندھنے کو نہ حرام سمجھتا ہے نہ گناہ پس اگر مسلمان جان لیں کہ وہ منافق اور جھوٹا ہے تو نہ اس کی بات قبول کریں اور نہ تصدیق کریں لیکن وہ تو یہ کہتے رہے کہ یہ رسول خداﷺ کا صحابی ہے اس نے ان کی زیارت کی ہے اور ان سے سنا ہے اور یہ نہ جھوٹ بولتا ہے اور نہ جھوٹ کو حلال جانتا ہے حالانکہ خداوند عالم نے منافقین کی خبر دی ہے جو دی ہے اور ان کی صفتیں بیان کی ہیں جو کی ہیں جیسا کہ اس نے فرمایا ہے: ﴿اِذَا رَاَیْتَهُمْ تُعْجِبُکَ اَجْسَامُهُمْ وَ اِنْ یَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ﴾ (جب تم انہیں دیکھو گے تو ان کے جسم تعجب خیز نظر آئیں گے اور جب وہ بات کہیں گے تو ان کی بات تم سننے لگو گے) اس کے بعد وہ فرماتا ہے کہ ان لوگوں نے جھوٹ مکر اور بہتان کے ذریعہ گمراہی کے اماموں اور دوزخ کی طرف بلانے والوں سے تقرب حاصل کیا اور ان کے اعمال کے پیرو بن گئے اور انہیں اٹھا کر مسلمانوں کی گردنوں پر مسلط کر دیا اور انہیں دنیا کھلا دی اور ہمیشہ لوگ دنیا داروں اور بادشاہوں کے ساتھ ہوتے ہیں سوا اس کے جسے خدا بچائے یہ ان چار میں پہلا ہے۔

(۲) وہ راوی جس نے رسول خداﷺ سے سنا لیکن اسے پورا یاد نہیں رہا اور اسے اس میں وہم ہو گیا اور یہ بھی یقین نہ آیا کہ یہ جھوٹ ہے اور اس کے ہاتھ میں ہے وہ اس کی روایت بھی کرتا ہے اور عمل بھی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے رسول خداﷺ سے سنا ہے پس اگر مسلمان جان لیتے کہ یہ وہم ہے تو وہ قبول نہ کرتے۔

(۳) تیسرا آدمی وہ ہے جس نے رسول خداﷺ سے آپ کا ایک حکم سنا پھر آپ نے اس سے منع کر دیا مگر اسے منع کا علم نہ ہوا یا اس نے یہ سنا کہ آپ نے ایک امر سے روکا ہے پھر آپ نے اس کا حکم دے دیا مگر اسے علم نہ ہو سکا۔ اسے منسوخ یاد رہا مگر ناسخ کا علم نہ ہو سکا پس اگر اسے معلوم ہو جاتا کہ وہ منسوخ ہو گیا ہے تو وہ اسے چھوڑ دیتے اور اگر مسلمانوں کو یہ علم ہو جاتا کہ یہ منسوخ ہو گیا ہے تو وہ اسے چھوڑ دیتے۔

(۴) چوتھا آدمی وہ ہے جو خوف خدا اور عظمت رسول کے باعث نہ خدا پر بہتان رکھتا ہے نہ رسول پر اور نہ اسے وہم ہوتا ہے بلکہ جیسا سنا تھا سب یاد رکھا اور اس طرح سنایا جیسے سنا تھا نہ اس میں کمی کی نہ زیادتی اسے ناسخ بھی یاد ہیں اور منسوخ بھی اس نے ہر منسوخ کو چھوڑ دیا اور ناسخ پر عمل کیا اور رسول خداﷺ کے احکام میں قرآن کی طرح ناسخ بھی ہیں اور منسوخ بھی۔ محکم بھی ہیں اور متشابہ بھی اور آنحضرت کے کلام دو قسم کے ہوا کرتے تھے کلام عام اور کلام خاص مثل قرآن کے ایسے وہ لوگ بھی سنتے تھے جو یہ بھی نہیں سمجھتے تھے کہ اس سے خدا و رسول کی کیا مراد ہے، اور آنحضرت کے سب اصحاب ایسے نہ تھے کہ ان سے دریافت کر کے سمجھ لیتے ان میں ایسے بھی تھے جو ان سے سوال تو کرتے تھے مگر سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے تھے بلکہ وہ یہ چاہتے تھے کہ کوئی آنے والا مہمان یا اعرابی آجائے اور آنحضرت سے سوال کرے تو وہ بھی سن لیں۔

علم قرآن وحدیث اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام

رہا میں تو آنحضرت کی خدمت میں روزانہ ایک مرتبہ دن کو اور ایک مرتبہ رات کو ضرور آتا تھا اور وہ مجھے خلوت میں موقع دیتے تھے، اور وہ جدھر جاتے میں ان کے ساتھ جاتا تھا اصحاب رسول اچھی طرح جانتے ہیں کہ آنحضرت کا جو برتاؤ مجھ سے تھا وہ کسی اور سے نہیں تھا اور بسا اوقات یہ خلوت میرے گھر میں ہوتی تھی اور بعض اوقات ان کے گھروں میں سے کسی گھر میں ایسا اتفاق ہوتا تھا تو وہاں بھی مجھے علیحدہ موقع دیتے تھے اور اپنی بیویوں کو اٹھا دیتے تھے اور میرے اور ان کے سوا کوئی نہیں ہوتا تھا اور جب وہ میرے گھر آ کر گفتگو کرتے تھے تو فاطمہ زہرا اور حسن وحسین علیہم السلام موجود ہوتے تھے جب میں ان سے سوال کرتا تھا تو جواب دیتے تھے اور جب میں چپ ہو جاتا تھا یا میرے سوالات ختم ہو جاتے تھے تو وہ خود بیان فرماتے تھے ان پر قرآن مجید کی کوئی ایسی آیت نازل نہیں ہوئی جو انہوں نے مجھے نہ پڑھائی ہو اور مجھ سے نہ لکھوائی ہو اور جب

میں لکھتا تھا تو دعا کرتے تھے کہ خداوندا یہ علی کو سمجھا دے اور یاد کرا دے انہوں نے جب سے کتاب اللہ مجھے پڑھائی لکھوائی اور اس کی تاویل بتلائی ہے اور میں نے یاد کی ہے اس وقت سے اس کی ایک آیت بھی کبھی نہیں بھولا اور خداوند عالم نے انہیں جو کچھ بھی تعلیم دی ہے حلال ہو یا حرام۔ امر ہو یا نہی طاعت ہو یا معصیت علم ما کان ہو یا علم ما یکون روز قیامت تک وہ سب انہوں نے مجھے تعلیم کی ہے اور میں نے اسے یاد رکھا ہے اور اس سے ایک حرف بھی نہیں بھلایا پھر انہوں نے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر رکھ کر دعا فرمائی کہ وہ میرے دل کو علم وفہم وفقہ وحکمت ونور سے بھر دے اور یہ کہ وہ مجھے جو کچھ تعلیم دیں اس سے کبھی ناواقف نہ رہوں اور جب یاد کرا دیں تو کبھی نہ بھولوں۔

بارہ (۱۲) امام

ایک دن میں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے جب سے دعوت اسلام شروع کی ہے اس وقت سے آج تک آپ نے مجھے جو بھی تعلیم دی ہے میں نے اسے کبھی نہیں بھلایا پھر مجھ سے کیوں لکھواتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ لکھتے رہو کیا آپ کو یہ اندیشہ ہے کہ میں بھول جاؤں گا فرمایا: نہیں میرے بھائی مجھے تم سے نہ جاننے یا بھولنے کا اندیشہ نہیں بات یہ ہے کہ خداوند عالم نے مجھے خبر دی ہے کہ اس نے تمہارے اور تمہارے شرکاء کے لیے جو تمہارے بعد ہوں گے میری دعا قبول فرمائی ہے۔ میں نے عرض کیا اے خدا کے نبی میرے شرکاء کون ہیں فرمایا وہ وہ لوگ ہیں جنہیں خدا نے اپنے اور میرے ساتھ شامل کر کے حکم دیا ہے ﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾ (اے ایمان والو تابعداری کرو خدا کی اور تابعداری کرو رسول کی اور ان کی جو تم میں میرے امر والے ہیں) اگر تمہیں نزاع کا خوف ہو تو خدا و رسول اور صاحبانِ امر کی طرف رجوع کرو میں نے عرض کیا اے خدا کے نبی وہ کون ہیں فرمایا وہ میرے اوصیاء ہیں یہاں تک کہ میرے حوض پر وارد ہوں وہ

سب ہادی و مہتدی ہیں انہیں کسی مکار کا مکر اور انحراف کرنے والے کی روگردانی نقصان نہیں پہنچا سکتی وہ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن ان کے ساتھ ہے وہ کبھی قرآن سے جدا نہیں ہو سکتے اور نہ قرآن ان سے جدا ہو سکتا ہے۔ انہی کے ذریعہ خدا میری امت کی مدد کرے گا اور انہی کے ذریعہ ان پر بارش ہوگی اور انہی کی مقبول دعاؤں کی بدولت وہ شر سے محفوظ رہیں گے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کے نام بتلائیں آپ نے امام حسن علیہ السلام کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا یہ میرا فرزند پھر امام حسین علیہ السلام کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا میرا یہ فرزند پھر ان کا فرزند علی جو میرے علوم کا معدن اور وحی خدا کا خزانہ ہوگا اور اے میرے بھائی یہ علی تمہاری زندگی میں پیدا ہوگا اسے میرا سلام پہنچا دینا پھر امام حسین علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تمہارے فرزند کا فرزند محمد باقر تمہاری زندگی میں پیدا ہوگا اسے میرا سلام پہنچا دینا پھر تمہاری اولاد میں بارہ (۱۲) امام پورے ہوں گے میں نے عرض کیا ان کے نام فرمائیں آپؐ نے ایک ایک کا نام بتلایا خدا کی قسم اے بنی ہلال[1] اس امت کا مہدی زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جور سے پُر ہوگی خدا کی قسم میں ان سب کو پہچانتا ہوں جو ان کی بیعت کریں گے رکن و مقام کے درمیان اور میں ان کے نام بھی جانتا ہوں اور قبیلے بھی۔

سلیم کہتے ہیں کہ پھر میں نے حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی شہادت کے بعد امام حسن اور امام حسین علیہما السلام سے ملاقات کی اور انہیں یہ حدیث سنائی انہوں نے فرمایا تم نے سچ کہا ہے واقعاً ہمارے سامنے ہمارے والد نے یہ فرمایا ہے اور ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی سن کر اسے یاد رکھا ہے اسی طرح جس طرح پدر بزرگوار نے تم سے بیان کیا ہے نہ اس سے کچھ کم ہے نہ زیادہ۔

سلیم کہتے ہیں کہ پھر میں نے امام زین العابدین علیہ السلام سے اس وقت ملاقات کی جب ان کے فرزند امام محمد باقر علیہ السلام موجود تھے۔ میں نے ان سے حضرت امیر

---

[1] سلیم بن قیس کو خطاب فرمایا ہے کیونکہ وہ بنی ہلال قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔

المومنین علیہ السلام اور امام حسن و امام حسین علیہما السلام کا ارشاد نقل کیا فرمایا کہ مجھ سے بھی امیر المومنین علیہ السلام نے حالت مرض میں فرمایا تھا جب میں کمسن تھا پھر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ سے میرے جد امام حسین علیہ السلام نے اپنے جد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کر کے فرمایا تھا جبکہ وہ بیمار تھے۔

ابان کہتے ہیں کہ میں نے بھی سلیم کی یہ روایت امام زین العابدین علیہ السلام سے بیان کی فرمایا کہ سلیم نے سچ کہا ہے اور جابر بن عبداللہ انصاری بھی میرے فرزند امام محمد باقر کے بچپن میں ان کے پاس آئے تھے اور انہیں بوسہ دے کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلام انہیں پہنچایا تھا۔

ابان کہتے ہیں کہ میں حج پر گیا تو امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ حدیث انہیں سنائی اور کوئی حرف نہیں چھوڑا تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا کہ سلیم نے سچ کہا ہے وہ میرے جد مظلوم امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد میرے پاس آئے تھے میں اپنے والد کے پاس بیٹھا تھا انہوں نے بعینہ یہی حدیث بیان کی اور میرے والد نے فرمایا تھا کہ سچ ہے بے شک یہ حدیث میرے باپ نے تم سے بیان کی ہے امیر المومنین کی جانب سے اور اس کے گواہ ہیں پھر ان دونوں نے وہی کچھ بیان کیا جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا۔

اہل بیتِ رسولؐ پر مظالم

ابان کہتے ہیں کہ مجھ سے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان کیا کہ قریش کے مظالم اور قتل و غارت سے ہم اہل بیت اور ہمارے شیعوں اور دوستوں[1] نے بڑی مصیبتیں

---

[1] یہ حدیث ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ جلد اول صفحہ ۱۵ پر بعض فقروں کی کمی کے ساتھ درج کی ہے اور روایت امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے کی ہے کہ آپ نے اپنے بعض اصحاب سے اپنے مصائب بیان فرمائے ہیں۔

اٹھائیں حضرت رسول خداﷺ اپنی وفات سے پہلے ہمارا حق قائم تابعداری واجب اور ہماری ولایت ومحبت فرض کر گئے تھے اور یہ بتلا گئے تھے کہ ہم سب کے حاکم ہیں اور یہ بھی حکم دے گئے تھے کہ جو موجود ہیں وہ انہیں مطلع کر دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں لیکن جب ان لوگوں نے علی مرتضیٰ علیہ السلام پر زیادتی کی تو انہوں نے آنحضرت کے ارشادات جو عوام بھی سن چکے تھے بطور حجت ان کے سامنے پیش کیے ان لوگوں نے کہا آپ نے سچ کہا ہے یقیناً آنحضرت نے یہ فرمایا تھا مگر اس کے بعد اسے منع کر دیا تھا کہ ہم اہل بیت کا خدا نے احترام کیا ہے اور ہمیں منتخب کر لیا ہے اور ہمارے لیے دنیا پر راضی نہیں ہے اور خدا ہمارے لیے نبوت وامامت کو جمع نہیں کرتا اور اس پر چار آدمیوں نے گواہی دی عمر، ابوعبیدہ، معاذ بن جبل، سالم غلام ابوحذیفہ، پس ان لوگوں نے عوام کو شک میں ڈال دیا اور انہیں پچھلے پیر پھیر دیا اور خلافت کو اس کی کان سے جہاں اسے خدا نے رکھا تھا نکال لیا۔ اور انہوں نے انصار کے مقابلہ میں وہ دلیل پیش کی جو ہمارا حق اور ہماری دلیل ہے انہوں نے خلافت ابوبکر کے لیے مقرر کر دی پھر ابوبکر نے عمر کا حق ادا کرنے کے لیے اس کی طرف موڑ دیا پھر عمر نے اسے چھ (۶) آدمیوں کے شوریٰ پر چھوڑ دیا اور عبدالرحمان بن عوف نے اسے عثمان کے حوالہ کر دیا اس امید پر کہ وہ اسے واپس کرے گا عثمان نے اس سے غدّاری کی اور عبدالرحمان بن عوف نے عثمان کو کافر اور جاہل کہہ کر اس کی زندگی میں اس پر الزام لگائے اور اس کی اولاد نے یہ گمان کیا کہ عثمان نے اسے زہر دے دیا ہے جس سے وہ مر گیا۔

پھر طلحہ وزبیر نے بلا جبر واکراہ خوشی سے علی مرتضیٰ علیہ السلام کی بیعت کی پھر بیعت توڑ دی اور ان سے غداری کر کے عائشہ کو بصرہ لے گئے پھر معاویہ نے شام کے فسادیوں کو خونِ عثمان کا عوض لینے کے لیے بلایا اور ہم سے جنگ شروع کر دی پھر حرورا والوں نے اس بات پر ان کی مخالفت کی کہ خدا کی کتاب اور نبی کی سنت پر عمل کیا جائے اگر دونوں حکم اس شرط پر قائم رہتے تو یقیناً خدا کی کتاب اور نبی کے ارشاد اور سنت کی رو سے

علی مرتضیٰؑ ہی مؤمنوں کے امیر قرار پاتے پھر نہروان والوں نے ان سے مخالفت کر کے ان سے جنگ کی پھر ان کے باپ کے بعد امام حسن علیہ السلام کی بیعت کی اور ان سے عہد کیا پھر ان سے غداری کی اور انہیں دشمن کے سپرد کر دیا اور ان پر حملہ کیا یہاں تک کہ ان کی ران پر خنجر مارا اور ان کے لشکر کو لوٹ لیا اور بچوں والی ماؤں کی چھاگلیں اتار لیں آخر انہوں نے معاویہ سے صلح کر لی اور اپنے اور اہل بیت اور شیعوں کے خون کو جو کم تھے محفوظ کر لیا کیونکہ ان کے مددگار نہ تھے پھر کوفہ میں اٹھارہ ہزار آدمیوں نے امام حسین علیہ السلام کی بیعت کی پھر ان سے غداری کی پھر ان پر خروج کر کے ان سے جنگ کی یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے ان پر درود و سلام ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم[1] کی وفات کے بعد ہم اہل بیتؑ ہمیشہ ذلیل و رسوا کیے جاتے ہیں انتقام لیا جاتا ہے مجرم بنائے جاتے ہیں قتل کیے جاتے ہیں نکالے جاتے ہیں ہمیں اور ہمارے دوستوں کو قتل سے ڈرایا اور دھمکایا جاتا ہے اور جھوٹوں کو جھوٹ بولنے کا موقع مل جاتا ہے کہ وہ اپنے حاکموں، قاضیوں اور گورنروں کے سامنے جھوٹی اور غلط باتیں اور وہ باتیں جو ہم نے نہیں کہیں ہماری طرف منسوب کر کے انہیں ہمارے برخلاف مشتعل کر کے ان سے قربت حاصل کرتے ہیں حالانکہ وہ سب مکر اور جھوٹ ہوتا ہے اس ظلم کی شدت امام حسن علیہ السلام کی وفات کے بعد معاویہ کے دور میں شروع ہوئی اور ہر شہر میں شیعہ قتل کیے گئے ان کے ہاتھ پیر کاٹے گئے انہیں سولی دی گئی صرف اس جرم پر کہ ان پر ہماری محبت کے ذکر اور ہم سے تعلق کا الزام لگایا گیا تھا پھر یہ بلا بڑھتی رہی ابن زیاد کے زمانہ تک اور امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد بھی پھر حجاج آیا اور اس نے انہیں ہر طرح قتل کیا ہر گمان پر قتل کیا ہر تہمت پر قتل کیا یہاں تک کہ اگر کسی کے لیے یہ کہہ دیا جاتا کہ وہ کافر یا مجوسی ہے تو وہ اس سے زیادہ پسند تھا کہ اسے کوئی یہ بتا

---

[1] شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید میں ہے کہ ہم سے جس کی محبت کا ذکر سن لیتے تھے اسے قید کر دیتے تھے یا لوٹ لیتے تھے یا اس کا گھر گرا دیتے تھے۔

دیتا کہ وہ امام حسین علیہ السلام کا شیعہ ہے۔

موضوع احادیث کا سلسلہ

میں نے بسا اوقات ایسے آدمی دیکھے ہیں جنہیں اچھا کہا جاتا ہے اور شاید وہ پرہیزگار اور سچے ہوں ایسی عجیب وغریب حدیثیں بعض گزرے ہوئے ان حاکموں کی فضیلت میں بیان کرتے ہیں جنہیں خدا نے کوئی کمال نہیں بخشا تھا جنہیں سن کر لوگ سمجھتے ہیں کہ سچی ہیں اس لیے کہ کثرت سے ان لوگوں نے ان سے سنا ہے جو جھوٹ اور خوفِ خدا کے فقدان کو نہیں جانتے اسی طرح حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام اور امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کی طرف ایسی قبیح باتیں منسوب کر کے روایت کرتے ہیں جن کے متعلق خدا شاہد ہے کہ انہوں نے غلط اور جھوٹ اور مکر سے بیان کیا ہے میں نے عرض کیا خدا آپ کا بھلا کرے انجام بخیر ہو کچھ مجھے بھی بتلایئے تو جواب میں انہوں نے فرمایا جیسے لوگ کہتے ہیں کہ (۱) ابوبکر وعمر جنت کے بوڑھوں کے سردار ہیں۔ (۲) یہ کہ فرشتے عمر سے باتیں کرتے ہیں اور انہیں سبق دیتے ہیں (۳) یہ کہ سکون ووقار ان کی زبان پر بولتا ہے۔ (۴) یہ کہ فرشتے عثمان سے حیاء کرتے ہیں۔

اور ان کے لیے وہ باتیں ثابت کرتے ہیں جو نبی یا صدیق یا شہید سے مخصوص ہیں یہاں تک کہ آپ نے اس قسم کی ایک سو سے زیادہ روایتیں گنوائیں جنہیں وہ حق سمجھتے ہیں پھر فرمایا خدا کی قسم یہ سب جھوٹ اور مکر ہیں میں نے عرض کیا خدا آپ کا انجام بخیر کرے کیا ان میں سے کوئی بھی درست نہیں ہے فرمایا کہ ان میں وہ بھی ہیں جو گھڑی ہوئی ہیں وہ بھی ہیں جو تبدیل کی گئی ہیں بدلی ہوئی روایتیں وہ ہیں جن سے خدا کے نبی یا صدیق یا شہید مراد ہیں یعنی حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام یا ان سے قبل اور ان کے امثال اور کیونکر تمہارے لیے مبارک نہ ہو حالانکہ نبی وصدیق وشہید کو تم پر بلندی حاصل ہے یعنی علی۔ اور ان کی عام روایات جھوٹ مکر اور باطل ہیں خداوندا تو میرے قول کو

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول قرار دے اس چیز میں جس میں ان کی امت نے ان کے بعد اختلاف کیا اور ظہور مہدی علیہ السلام تک اختلاف کرتی رہے گی۔

اصحابِ رسول کا فخر ومباہات

ابان نے سلیم سے روایت کی ہے کہ خلافتِ عثمان کے دور میں مسجد نبی میں میں نے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کو ایک گروہ کے ساتھ دیکھا جو باہم فقہ اور علم کا ذکر کر رہے تھے رفتہ رفتہ قریش کی فضیلت ان کے سابق الاسلام ہونے اور ہجرت کا ذکر چھڑ گیا اور آنحضرت کے یہ ارشادات بیان میں آئے کہ امام قریش سے ہوں گے اور یہ ارشاد کہ جو قریش سے بغض رکھے خدا اس کا دشمن ہے اور یہ ارشاد کہ ایک قریشی میں دو آدمیوں کی قوت ہے اور یہ ارشاد کہ جو قریش سے بغض رکھے خدا اس کا دشمن ہے اور یہ ارشاد کہ جو قریش کی اہانت کرے خدا اس کی اہانت کرتا ہے۔ پھر انہوں نے انصار کی فضیلت اور ان کی نصرت کا ذکر شروع کر دیا اور خدا کی اس مدح کا ذکر کیا جو اس نے اپنی کتاب میں کی ہے اور آنحضرت کے ان ارشادات کا ذکر کیا جو آپ نے ان کی فضیلت میں فرمائے ہیں اور آپ کے ان ارشادات کا بھی ذکر کیا جو آپ نے سعد بن معاذ کے جنازہ پر اور غسیل ملائکہ[1] حنظلہ بن ابی عامر اور شہد کی مکھیوں[2] اور بھڑوں کے بچائے ہوئے عاصم بن ثابت انصاری کے بارے میں فرمائے ہیں ان کی کوئی ایسی فضیلت نہیں جو چھوڑ دی ہو اس کے بعد ہر قبیلہ نے یہ کہہ کہہ کر فخر کرنا شروع کر دیا کہ ہم میں سے فلاں فلاں ہے قریش نے کہا ہم میں سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ہم میں سے حمزہ اور جعفر تھے ہم میں سے عبیدہ بن حارث اور زید بن حارثہ اور ابوبکر و عمر اور سعد اور ابوعبیدہ اور سالم اور ابن عوف

---

[1] غسیل ملائکہ حنظلہ بن ابو عامر جو جنگ احد میں شہید ہوئے۔

[2] عاصم بن ثابت غزوۂ احد میں شہید ہوئے دشمنوں نے ان کا مُثلہ کرنا چاہا مگر شہد کی مکھیوں نے انہیں گھیر لیا اور وہ لاش چھوڑ کر بھاگ گئے چنانچہ لاش مسلمان اٹھا لائے۔

تھے پرانے خاندانوں میں سے کوئی ایسا نہ تھا ان میں سے کچھ لوگ مغربی دیوار سے تکیہ لگائے بیٹھے تھے اور باقی حلقہ میں بیٹھے تھے ان میں جو قریش نہیں بولے وہ یہ تھے علی ابن ابی طالب علیہ السلام، سعد ابن عوف، زبیر، طلحہ، عمار، مقداد، ابوذر، ہاشم بن عقبہ، عبداللہ بن عمر، امام حسن و امام حسین علیہما السلام، ابن عباس، محمد بن ابی بکر، عبداللہ بن جعفر، عبید اللہ بن عباس اور انصار سے ابی ابن کعب، زید بن ثابت، ابوایوب ابوالہیثم بن تیہان، محمد بن سلمہ، قیس بن سعد، جابر بن عبداللہ انصاری، ابومریم، انس بن مالک، زید بن ارقم، عبداللہ بن ابی اوفیٰ، ابولیلیٰ اور ان کا فرزند عبدالرحمان اتنے میں ابوالحسن بصری بھی آ گئے ان کے ہمراہ ان کا فرزند حسن بصری تھا یہاں تک کہ نماز کا وقت قریب آ گیا عثمان اپنے گھر میں تھے انہیں کچھ خبر نہ تھی حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام اور ان کے اہل بیت خاموش تھے آخر لوگوں نے آپ کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا کہ آپ کیوں نہیں بولتے۔

اصحابِ رسولؐ کو عظمتِ اہل بیتؑ کا اعتراف

فرمایا: کوئی ایسا قبیلہ نہیں جس نے اپنی بزرگی نہ بیان کی ہو اور سچ کہا ہے پھر فرمایا اے گروہ قریش اور اے گروہ انصار تمہیں یہ فضل و شرف خدا نے کس کے ذریعہ عطا فرمایا ہے تمہاری اپنی ذات یا خاندان یا گھر والوں کی وجہ سے عطا کیا ہے یا کسی اور کے ذریعہ سب نے جواب دیا کہ خدا نے یہ شرف اور یہ احسان ہماری وجہ سے ہم پر نہیں کیا بلکہ یہ سب کچھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدولت ہمیں ملا ہے آپ نے فرمایا اے گروہ انصار تم نے سچ کہا ہے کیا تم اقرار کرتے ہو کہ جو شرف تمہیں ملا ہے وہ خاص ہم اہل بیت کے ذریعہ ملا ہے خود تمہاری وجہ سے نہیں ملا اور میرے چچازاد خدا کے رسول کا ارشاد ہے کہ میری اور میرے بھائی علی کی وہی طینت ہے جو میرے دادا آدم کی ہی اس وقت سب اہل بدر و احد اور قدیم مسلمانوں نے اقرار کیا کہ ہاں ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنا ہے۔

آنحضرتؐ کے آباء واجداد کی طہارت

ایک اور روایت میں ہے کہ ہم خلقت آدم سے چودہ ہزار سال قبل ایک نور تھے خدا کی بارگاہ میں۔ جب خدا نے آدم کو خلق فرمایا تو اس نور کو ان کے صلب میں رکھ کر انہیں زمین پر اتارا پھر جب نوح کشتی میں تھے تو ان کے صلب میں تھا پھر جب ابراہیم آگ میں ڈالے گئے تو ان کے صلب میں تھا پھر ہمیشہ خدا انہیں کریم[1] صلبوں سے پاک رحموں کی طرف اور پاک رحموں سے بزرگ صلبوں کی طرف منتقل کرتا رہا ان میں سب پاکیزہ اور بے داغ نسل سے تھے کوئی بھی ولد سفاح[2] نہ تھا۔ پس قدیم مسلمانوں اور اہل بدر واحد سب نے کہا کہ ہاں ہم نے آنحضرت ﷺ سے یہ سنا ہے:

﴿یَا عَلِیُّ اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ﴾

آپ نے فرمایا: میں تمہیں قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کیا تمہیں اقرار ہے کہ رسول خدا ﷺ نے اپنے اصحاب کے ہر دو فردوں کے درمیان ایک کو دوسرے کا بھائی قرار دیا تھا اور مجھے اپنا بھائی قرار دیا تھا اور فرمایا تھا کہ میں تمہارا اور تم میرے بھائی ہو دنیا وآخرت میں سب نے کہا: درست ہے۔

آپ نے فرمایا: کیا تم اقرار کرتے ہو کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے مکانوں اور مسجد کی زمین خرید کر اس پر دس مکان بنائے تھے نو مکان اپنے لیے اور دسواں میرے لیے جو ان کے درمیان میں تھا سب دروازے مسجد کی طرف بند کر دیئے سوائے میرے دروازہ کے اس پر کچھ لوگوں نے شکایت بھی کی آپ نے جواب دیا کہ میں نے یہ اپنی مرضی سے

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب اجداد حضرت آدم علیہ السلام تک پاک صلبوں والے اور پاک رحموں والے تھے اور کافروں کے صلب اور رحم پاک نہیں ہو سکتے معلوم ہوا کہ سب مسلمان تھے۔

[2] سفاح زوجیت کے اس تعلق کو کہتے ہیں جو زمانہ جاہلیت میں عقد شرعی کے بغیر ہوتا تھا جب آنحضرت کے بزرگوں میں کوئی ولد سفاح نہ تھا تو معلوم ہوا کہ سب مسلمان تھے اور ان کا نکاح شرعی تھا۔

نہیں کیا بلکہ مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ تمہارے دروازے مسجد سے بند کر دوں اور علی کا دروازہ کھلا رکھوں اور آپ نے سب لوگوں کو مسجد میں سونے سے بھی منع فرما دیا تھا مگر مجھے یہ اجازت تھی کہ میں جنابت میں بھی مسجد میں داخل ہوسکتا ہوں اور سوسکتا ہوں مسجد میرے اور رسول خدا ﷺ کے گھر کے مانند تھی رسول خدا کے اور میرے بچے بھی اس میں پیدا ہوسکتے تھے ان سب نے کہا بے شک یہ درست ہے۔

آپ نے فرمایا: کیا تم اقرار کرتے ہو کہ عمر نے حرص کر کے یہ خواہش کی تھی کہ ان کے گھر سے مسجد کی طرف آنکھ کے برابر سوراخ کی اجازت مل جائے مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکار فرما دیا اور فرمایا کہ خداوند عالم نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا تھا کہ وہ ایک پاک مسجد بنائیں جس میں ان کے اور ان کے بھائی ہارون اور ان کے دونوں فرزندوں کے سوا اور کوئی نہ رہے اور مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ میں ایک پاک مسجد بناؤں اور اس میں میرے اور میرے بھائی علی اور ان کے فرزندوں حسن و حسین کے سوا کوئی نہ رہے سب نے کہا بے شک درست ہے

﴿اَنْتَ مِنّیِ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی﴾

آپ نے فرمایا: کیا تم اقرار کرتے ہو کہ رسول خدا ﷺ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر فرمایا تھا کہ اے علی تم مجھ سے اس طرح ہو جیسے ہارون موسیٰ سے اور تم میرے بعد ہر مؤمن و مؤمنہ کے ولی ہو سب نے کہا بالکل درست ہے۔

خمسہ نجباء میدان مباہلہ میں

پھر آپ نے فرمایا کہ جب آنحضرت ﷺ نے نصاریٰ نجران کو مباہلہ کے لیے بلایا تھا تو وہ صرف مجھے اور میری زوجہ فاطمہ زہرا اور میرے فرزندوں حسن و حسین کو ہمراہ لے گئے سب نے کہا بالکل درست ہے۔

پھر آپ نے فرمایا کہ تم یہ بھی اقرار کرتے ہو کہ آنحضرتؐ نے خیبر کے دن وہ

علم مجھے مرحمت فرمایا تھا جس کے لیے اعلان کر چکے تھے کہ کل یہ علم اس کو دوں گا جو خدا و رسول کا دوست اور خدا و رسول اس کے دوست ہوں گے وہ بزدل اور فرار نہیں ہوگا۔ خدا اس کے ہاتھوں پر فتح بخشے گا سب نے کہا بے شک درست ہے۔

پھر آپ نے فرمایا: کیا تم اقرار کرتے ہو کہ آنحضرت ﷺ نے سورۂ ''براۃ'' مجھے دے کر روانہ کیا تھا یہ فرما کر کہ اسے اس کے سوا کوئی نہیں پہنچا سکتا جو مجھ سے ہو سب نے کہا بے شک درست ہے۔

پھر آپ نے فرمایا تم یہ بھی اقرار کرتے ہو کہ رسول اسلام ﷺ پر جو بھی مشکل وقت آیا اس کے لیے مجھے آگے بڑھایا اس لیے کہ مجھ ہی پر انہیں اعتماد تھا اور کبھی میرا نام لے کر نہیں بلکہ بھائی کہہ کر پکارتے تھے۔ یا یہ کہتے تھے کہ میرے بھائی کے پاس جاؤ سب نے کہا بے شک درست ہے۔

پھر فرمایا کیا تم اقرار کرتے ہو کہ جب آنحضرت ﷺ نے میرے اور جعفر و زید کے درمیان حضرت حمزہ کی دختر کے بارے میں فیصلہ کیا تھا تو یہ فرمایا تھا کہ اے علی تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اور تم میرے بعد ہر مؤمن کے ولی ہو سب نے کہا بالکل درست ہے۔

پھر آپ نے فرمایا کیا تم یہ بھی اقرار کرتے ہو کہ میں ہر دن اور رات کو خلوت میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتا تھا جب میں سوال کرتا تھا تو وہ جواب دیتے تھے اور جب میں خاموش ہو جاتا تھا تو وہ خود فرماتے تھے سب نے کہا بے شک درست ہے۔

آپ نے فرمایا: کیا تمہیں یہ بھی اقرار ہے کہ آنحضرت نے مجھے حمزہ اور جعفر پر فضیلت دی تھی اور اپنی دختر فاطمہ زہراء سے فرمایا تھا کہ میں نے تیرا عقد اس سے کیا ہے جو میرے خاندان اور ساری امت سے بہتر ہے سب نے کہا بے شک درست ہے۔

پھر فرمایا کیا تم اقرار کرتے ہو کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں اولاد آدم

کا سردار ہوں اور میرا بھائی علی سارے عرب کا سردار ہے اور فاطمہ جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہے سب نے کہا بے شک درست ہے۔

پھر فرمایا کیا تم اقرار کرتے ہو کہ آنحضرتؐ نے مجھے حکم دیا تھا کہ انہیں میں غسل دوں اور جبرائیل میری مدد کریں گے سب نے کہا بالکل درست ہے۔

پھر فرمایا کیا تم اقرار کرتے ہو کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے آخری خطبہ میں تمہیں حکم دیا تھا کہ میں تم میں دو امر چھوڑے جاتا ہوں جب تک ان سے تمسک رکھو گے میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے ایک خدا کی کتاب دوسرے میرے اہل بیت سب نے کہا بے شک درست ہے۔

راوی کہتا ہے کہ آپ نے کوئی ایسی آیت اور حدیث نہیں چھوڑی جو اہل بیت کے شان میں ہو اور آپ نے اسے سنا کر اقرار نہ لے لیا ہو بعض کا سب لوگ اقرار کرتے تھے اور بعض کا کچھ لوگ اقرار کرتے اور کچھ خاموش رہتے تھے اور جو خاموش رہتے تھے وہ بھی اقرار کرنے والوں سے یہ کہتے تھے کہ آپ ہمارے نزدیک معتمد ہیں اور آپ کے سوا ہم نے اور معتمد لوگوں سے بھی سنا ہے جنہوں نے خود آنحضرت ﷺ سے سنا تھا۔

اس تقریر سے فارغ ہو کر آپ نے بارگاہِ خدا میں عرض کیا خداوندا تو ان پر شاہد ہے سب نے کہا خداوندا تو گواہ ہے کہ ہم نے جو کچھ کہا ہے حق ہے اور وہ ہے جو ہم نے خود رسول خدا ﷺ سے سنا ہے یا ان لوگوں سے سنا ہے جن پر ہمیں یقین ہے کہ انہوں نے حضور رسول اکرم ﷺ سے خود سنا ہے۔

علیؑ کا دشمن خدا کا دشمن

پھر آپ نے فرمایا کیا تم یہ بھی اقرار کرتے ہو کہ آنحضرت نے فرمایا تھا کہ جو علی سے بغض رکھے اور یہ خیال کرے کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے وہ جھوٹا ہے مجھ سے محبت نہیں رکھتا یہ کہہ کر میرے سینہ پر ہاتھ رکھ دیا کسی نے سوال کیا یا رسول اللہ یہ کس طرح

فرمایا وہ یہ ہے کہ وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں جس نے اس سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے مجھ سے محبت رکھی اس نے خدا سے محبت رکھی اور جس نے اس سے دشمنی رکھی اس نے مجھ سے دشمنی رکھی اور جس نے مجھ سے دشمنی رکھی اس نے خدا سے دشمنی رکھی یہ سن کر بہت سے قبائل کے تقریباً بیس بزرگوں نے کہا بالکل درست ہے باقی خاموش رہے آپ نے خاموش رہنے والوں سے پوچھا: تم کیوں خاموش ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ لوگ جو تصدیق کر رہے ہیں ہمارے نزدیک معتبر اور قابل اعتماد ہیں۔

طلحہ کا سوال اور اس کا جواب

یہ سن کر طلحہ جو قریش کے اہم رکن تھے کہنے لگے ہم اس دعویٰ کا کیا کریں جو ابوبکر و عمر اور ان کے ساتھیوں نے کر کے ان کی تصدیق کی تھی اور ان کے دعویٰ پر گواہی دی تھی جب وہ ان کے پاس آپ کو اس حالت میں لائے تھے کہ آپ کے گلے میں رسّی تھی اور انہوں نے آپ کی دلیلوں کی تصدیق کی تھی پھر یہ دعویٰ کیا تھا کہ انہوں نے آنحضرت کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خدا نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ نبوت و خلافت دونوں ہم اہل بیت میں جمع نہیں ہو سکتے پس عمر، ابوعبیدہ، سالم، معاذ بن جبل نے اس کی تصدیق کی تھی پھر طلحہ نے متوجہ ہو کر کہا کہ آپ نے جو کچھ فرمایا تھا اور جس جس بات کا دعویٰ کیا ہے سب درست ہے اور آپ نے اپنے سابق ہونے اور بزرگی کے بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ اس کا اقرار کرتے ہیں اور خوب جانتے ہیں مگر آپ نے سن لیا کہ خلافت پر ان پانچ آدمیوں نے گواہی دی ہے۔

طلحہ کا کلام سن کر آپ کو جوش آ گیا اور وہ بھی فرما دیا جو نہیں کہنا چاہتے تھے اور وہ بات بھی کھول کر بیان کر دی جو عمر کی موت کے دن فرمائی تھی آپ نے طلحہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اور سب لوگ سن رہے تھے۔

پانچ اصحاب کا کعبہ میں تحریری معاہدہ

اے طلحہ خداوند عالم جو صحیفہ قیامت کے دن پیش کرے گا مجھے ان پانچ کا صحیفہ اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جنہوں نے آخری حج میں کعبہ کے اندر بیٹھ کر یہ معاہدہ کیا تھا کہ اگر خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو قتل کر دے یا انہیں موت آجائے تو یہ مجھ پر بوجھ ڈال کر ایسا غلبہ حاصل کریں گے کہ میں خلافت تک نہ پہنچ سکوں۔

خلافتِ حقہ کی دلیلیں خلیفۂ برحق کی زبان سے

دلیل اوّل:۔ پھر فرمایا: اے طلحہ ان کی گواہی کے باطل ہونے کی دلیل آنحضرت کا خم غدیر میں یہ اعلان ہے کہ جس جس کے نفس کا میں حاکم ہوں اس اس کے نفس کا علی حاکم ہے اب جب وہ میرے حاکم بن گئے ہیں تو میں ان کے نفسوں کا حاکم کیونکر ہو سکتا ہوں۔

دلیل دوم:۔ دوسری دلیل آنحضرت کا یہ ارشاد ہے: اے علی تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی سوائے نبوت کے۔ کیا تم یہ بھی نہیں جانتے کہ خلافت نبوت کی غیر ہے اور اگر نبوت کے علاوہ خلافت بھی مستثنیٰ ہوتی تو آپ مستثنیٰ کر دیتے۔

دلیل سوم:۔ تیسری دلیل آپ کا یہ ارشاد ہے کہ میں نے تم میں دو امر ایک جیسے چھوڑے ہیں جب تک ان سے تمسک رکھو گے میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ایک خدا کی کتاب دوسری میری عترت نہ ان سے آگے بڑھو اور نہ انہیں پس پشت ڈالو اور نہ انہیں پڑھاؤ کیونکہ وہ قرآن و حدیث تم سب سے زیادہ جانتے ہیں کیا یہ درست ہے کہ کتاب خدا و سنت رسول کے جاننے والے پر وہ خلیفہ مقرر کیا جائے جو اس کے برابر نہ کتاب خدا کو جانتا ہو نہ سنت رسول کو حالانکہ خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿اَفَمَنْ یَّهْدِیْٓ اِلَی الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ یُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا یَهِدِّیْٓ اِلَّآ اَنْ یُّهْدٰی فَمَا لَكُمْ كَیْفَ

تَحۡكُمُوۡنَ﴾ (کیا جو شخص خود حق کی طرف ہدایت کرتا ہے وہ حقدار ہے کہ اس کی پیروی کیجائے یا وہ جسے خود راہ کا پتہ نہیں چلتا جب تک اس کو ہدایت نہ کی جائے پس تمہیں کیا ہوگیا ہے کیسے حکم کرتے ہو)۔

دلیل چہارم:۔ چوتھی دلیل خداوند عالم کا یہ ارشاد ہے: ﴿وَ زَادَهٗ بَسۡطَةً فِی الۡعِلۡمِ وَ الۡجِسۡمِ﴾ (خدا نے طالوت کو علم و شجاعت دونوں زیادہ دیئے تھے)۔

دلیل پنجم:۔ پانچویں دلیل خداوند عالم کا یہ ارشاد ہے: ﴿او اثارة من علم﴾ (علم کی نشانی) اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب بھی کسی امت نے امر خلافت ایسے شخص کے حوالہ کیا ہے جس سے زیادہ علم والا موجود تھا اس کا امر پستی کی طرف جاتا رہا تا اینکہ وہ اس طرف واپس آجائیں جسے چھوڑا تھا یعنی اسے خلیفہ مانیں جو ولی ہو امت پر ولایت حکومت کے علاوہ ہے۔

دلیل ششم:۔ اور ان کے جھوٹ اور باطل اور فسق و فجور پر دلیل یہ ہے کہ انہوں نے حضور رسول اکرم ﷺ کے حکم سے (خم غدیر میں) مجھے امیر المؤمنین کہہ کر سلام کیا تھا اور یہی خاص کر تم پر حجت ہے اور اس پر حجت ہے جو تمہارے ساتھ ہے یعنی زبیر پر اور ساری امت پر اور سعد بن وقاص اور عبد الرحمٰن بن عوف اور تمہارے اس موجودہ خلیفہ یعنی عثمان پر اور ہم شوریٰ کے چھ ارکان سب زندہ موجود ہیں۔

شیخین کی خانہ ساز حدیث کی تردید مجلس شوریٰ سے

اگر عمر اور ان کے ساتھیوں نے صحیح حدیث بیان کی تھی تو پھر عمر نے مجھے شوریٰ کا رکن کیوں نامزد کیا تھا میرا نام شوریٰ میں اس خلافت کے لیے رکھا تھا یا کسی اور بات کے لیے اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ یہ شوریٰ خلافت کے سوا کسی اور امر کے لیے تھا تو پھر عثمان بھی امیر نہیں ہیں اور ہمیں حق ہے کہ ہم کسی اور کو مقرر کردیں اور اگر یہ شوریٰ امارت وخلافت کے لیے تھا تو پھر ارکانِ شوریٰ میں مجھے کیوں داخل کیا تھا اس سے باہر کیوں نہ

کر دیا جبکہ ان کا خود بیان ہے کہ رسول خداﷺ نے اپنے اہل بیت کو خلافت سے نکال دیا تھا اور انہیں یہ خبر دی تھی کہ اہل بیت کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

دلیل ہفتم:۔ اور اس وقت جب عمر نے ہمیں ایک ایک کر کے بلایا تھا اپنے بیٹے عبداللہ سے وہ بات کیوں کہی تھی اور عبداللہ تو یہاں موجود ہیں ہاں اے عبداللہ تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ جب ہم باہر آ گئے تو عمر نے تم سے کیا کہا تھا عبداللہ نے جواب دیا کہ اب جب آپ نے خدا کی قسم دی ہے تو میں کہتا ہوں کہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ بنی ہاشم کے اس بزرگ کی بیعت کر لو جس کے سر کے آگے بال کم ہیں وہ روشن دلیل پر لے چلے گا اور کتاب خدا اور سنت رسول پر قائم کرے گا آپ نے فرمایا ہاں اے ابن عمر اور تم نے کیا جواب دیا تھا عبداللہ نے کہا میں نے کہا تھا کہ آپ کو کیا مانع ہے کہ آپ انہیں خلیفہ مقرر کر دیں آپ نے فرمایا پھر عمر نے کیا جواب دیا تھا عبداللہ نے کہا اسے میں ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔ آپ نے فرمایا کہ سرور کائنات نے مجھے یہ سب کچھ بتلا دیا تھا کہ تم نے کیا کہا اور انہوں نے کیا جواب دیا۔ عبداللہ نے کہا انہوں نے کب فرمایا آپ نے جواب دیا کہ وہ اپنی زندگی میں بھی بتلا گئے تھے کہ یہ یہ ہوگا اور وفات کے بعد اس رات خواب میں بتلایا جس رات تمہارے باپ کا انتقال ہوا ہے اور جو آنحضرت کی خواب میں زیارت کرے وہ یقین رکھے کہ اس نے جاگتے ہوئے ان سے ملاقات کی ہے۔

عبداللہ نے کہا انہوں نے آپ کو کیا خبر دی ہے آپ نے فرمایا میں تمہیں وہ سنا دوں تو تمہیں اس کی تصدیق کرنا پڑے گی عبداللہ نے کہا (یا تصدیق کر دوں گا اور یا چپ ہو جاؤں گا آپ نے فرمایا کہ جب تم نے اپنے باپ عمر سے یہ کہا کہ انہیں خلیفہ مقرر کر دینے سے کیا مانع ہے تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ ہمیں وہ تحریر مانع ہے جس کا ہم نے کعبہ میں بیٹھ کر معاہدہ کیا تھا حجۃ الوداع کے موقع پر عبداللہ بن عمر یہ سن کر چپ ہو گئے اور کہنے لگے میں رسول خداﷺ کے حق میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ میرا نام نہ لیں۔

ابان نے سلیم سے روایت کی ہے کہ میں نے اس مجلس میں عبداللہ بن عمر کو دیکھا کہ وہ حیران ہوکر رہ گئے اوران کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

پھر حضرت علی مرتضٰی علیہ السلام نے طلحہ و زبیر اور ابن عوف اور سعد کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ خدا کی قسم اگران پانچوں نے جھوٹ بولا ہے خدا کے رسول پر تو تمہیں ان کی ولایت جائز نہیں ہے اور اگر وہ سچے ہیں تو تم پانچ کو یہ جائز نہیں کہ مجھے اپنے ساتھ شوریٰ میں شامل کرو اس لیے کہ اس حالت میں مجھے شوریٰ میں شامل کرنا رسول اسلام کے منشاء و مرضی کے خلاف ہے پھر آپ نے باقی لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اب بتلاؤ کہ تمہارے درمیان میرا کیا درجہ ہے اور اب مجھے کیا سمجھتے ہو سچا یا جھوٹا۔ سب نے کہا بلکہ آپ سچے اور صدیق ہیں یہ وہم بھی نہیں ہے کہ آپ نے ظہور اسلام سے قبل یا بعد کبھی جھوٹ بولا ہو۔

اعلانِ حق

آپ نے فرمایا اس خدا کی قسم جس نے ہم اہل بیت کو نبوت سے عزت بخشی ہے اور حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہم میں سے مقرر فرمایا ہے اور ان کے بعد ہمیں یہ عزت دی ہے کہ مؤمنین کے امام ہم میں مقرر فرمائے ہیں جو ہمارے سوا کسی کو میسر نہیں امامت وخلافت کا ہمارے سوا کوئی اہل نہیں ہے خدا نے اس میں نہ کسی کا حصہ رکھا ہے اور نہ کسی کا حق قرار دیا ہے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو خاتم النبیین ہیں ان کے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ نبی بلکہ ان کے بعد نبوت قیامت تک کے لیے ختم کردی گئی اور قرآن مجید کے بعد آسمانی کتابوں کا سلسلہ قیامت تک کے لیے ختم ہوگیا آنخضرت کے بعد خدا نے زمین میں اپنے خلیفہ اور اس کی مخلوق کے گواہ مقرر فرمائے ہیں اور اپنی کتاب میں ہماری فرمان برداری واجب کی ہے اور ہمیں اپنے رسول کے ساتھ اطاعت میں شامل کیا ہے پھر خدائے عزوجل نے اپنے نبی کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی امت کو یہ پیغام پہنچائیں انہوں نے

فرمان خداوندی کی تعمیل کی اور پہنچا دیا پس رسول خدا ﷺ کی جگہ پر بیٹھنے کا ہم سے زیادہ کون حق دار ہے حالانکہ تم نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے کہ جب انہوں نے سورۂ برأۃ دے کر مجھے روانہ کیا تھا تو یہ کہہ کر روانہ کیا تھا کہ اسے کوئی پہنچانے کا اہل نہیں سوائے میرے یا اس مرد کے جو مجھ سے ہے پس تمہارا صاحب تو اس قابل بھی نہ تھا کہ وہ چار انگلیوں کا صحیفہ پہنچا دیتا اور میرے سوا کوئی اس کا اہل ثابت نہ ہو سکا تو اب اس جگہ بیٹھنے کا کون حق دار ہے جسے خاص رسول اسلام ﷺ کی جانب سے کہا جا سکے یا وہ جس کو لوگوں نے چنا ہے؟

طلحہ کا مزید استفسار

طلحہ نے کہا کہ ہم نے رسول خدا ﷺ سے یہ سنا ہے لیکن آپ کھول کر بیان کریں کہ کیونکر کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ آنحضرت کی جانب سے پہنچائے حالانکہ انہوں نے ہم سے بلکہ تمام مجمع سے فرمایا تھا کہ جو موجود ہیں وہ انہیں پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں اور یہ بات عرفہ کے موقع پر آخری حج میں فرمائی تھی کہ خدا اس پر رحم کرے جس نے میری بات سن لی ہے اور اسے یاد رکھا ہے پھر دوسروں تک پہنچایا ہے کیونکہ بہت سے فقہ کے اٹھانے والے ہیں جو فقہ خود نہیں سمجھتے اور بہت سے ایسے ہیں کہ وہ جنہیں پہنچاتے ہیں وہ ان سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ تین باتیں ہیں جن پر مسلمان کا دل دھوکا نہیں کھاتا۔ ایک خلوص عمل خاص خدا کے لیے دوسرے اولی الامر کی نصیحت اور احکام سننا اور ان پر عمل کرنا تیسرے اپنی جماعت کے ساتھ رہنا اس لیے کہ ان کا پیغام انہیں گھیرے ہوئے ہے اور آپ نے کئی جگہ کھڑے ہو کر یہ فرمایا ہے کہ جو لوگ حاضر ہیں وہ غائب کو پہنچائیں۔

امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کچھ آنحضرت نے غدیر خم میں اور حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن اور وفات سے قبل آخری خطبہ میں فرمایا وہ تو یہ ہے کہ میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک ان سے تمسک رکھو گے میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے

ایک خدا کی کتاب اور دوسرے میرے اہل بیت اس لیے کہ خدائے لطیف وخبیر نے مجھ سے یہ عہد کیا ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ میرے سامنے حوض کوثر پر وارد ہو جائیں جیسے یہ دو انگلیاں کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے کے آگے نہیں پس تم سب ان دونوں سے تمسک رکھو تا کہ گمراہ نہ ہو جاؤ صراط مستقیم سے پھسل نہ جاؤ ان سے آگے نہ بڑھو ان سے اختلاف نہ کرو انہیں نہ پڑھاؤ۔ وہ تم سے زیادہ جانتے ہیں اور حاضرین کا یہ فرض ہے کہ جو لوگ انہیں ملیں انہیں یہ پیغام دیں کہ وہ آل محمد کے اماموں کی پیروی کریں اور انہی کو حق پر سمجھیں۔ آنحضرت نے جو کچھ فرمایا تھا اس کا مطلب اس کے سوا کچھ نہ تھا۔ سامعین کا یہ فرض ہے کہ وہ دوسروں کے سامنے جو آنحضرت سے نہیں سن سکے وہ تمام دلیلیں پیش کر دیں جن پر آپ مبعوث ہوئے تھے اے طلحہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا اور تم سب سن رہے تھے کہ اے علی میرا قرضہ نہیں ادا کرے گا مگر تم اور مجھے کوئی بری الذمہ نہیں کرے گا سوائے تمہارے تم ہی مجھے بری الذمہ کرو گے اور تم ہی میری سنت پر جہاد کرو گے پس جب ابوبکر مقرر ہوئے تو انہوں نے نہ آنحضرت کا قرضہ ادا کیا اور نہ وعدے پورے کیئے حالانکہ آنحضرت انہیں بھی خبر دے چکے تھے کہ ان کے قرضے اور وعدے میرے سوا کوئی نہیں پورا کر سکتا اس کے بعد ابوبکر نے کیا کچھ دیا یا وعدے پورے کیئے تھے۔ خدائے قدوس کی جانب سے رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو ذمہ داری تھی اسے صرف وہ امام پورا کر سکتے ہیں جن کی تابعداری خدا نے اپنی کتاب میں واجب کی ہے اور ان کی ولایت کا اس طرح حکم دیا ہے کہ جس نے ان کی پیروی کی اس نے خدا کی پیروی کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی یہ سن کر طلحہ نے کہا کہ آپ نے یہ عقدہ حل کر دیا ورنہ میں اب تک نہیں سمجھا تھا اے ابوالحسن! خدا آپ کو جزائے خیر دے تمام امت کی جانب سے۔

جمع قرآن

اے ابوالحسن میں آپ سے ایک اور سوال کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد سر سے ردا اوڑھ کر باہر نکلتے تھے اور آپ نے لوگوں سے یہ کہا تھا کہ میں آنحضرت ﷺ کے غسل وکفن ودفن میں مصروف رہا پھر میں قرآن مجید جمع کرنے میں مصروف ہوگیا یہاں تک کہ میں نے اسے اس طرح جمع کر لیا کہ اس میں ایک حرف کی کمی نہیں آنے پائی مگر میں نے وہ آپ کا جمع کیا ہوا قرآن دیکھا نہیں اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ جب عمر خلیفہ بنے تو انہوں نے آپ کو پیغام دیا کہ وہ قرآن مجھے بھیج دیں مگر آپ نے دینے سے انکار کر دیا پس عمر نے لوگوں کو بلایا اور جس آیت پر دو آدمیوں نے گواہی دی وہ لکھ لی اور جس پر ایک سے زائد گواہ نہ ملے اسے چھوڑ دیا اور نہیں لکھا اور میں سن رہا تھا جب عمر نے یہ کہا تھا کہ جنگ یمامہ میں وہ لوگ قتل ہوگئے جو قرآن کی وہ آیات پڑھتے تھے جو دوسرے نہیں پڑھتے تھے وہ چلا گیا اور عمر کی ایک تحریر لکھی جا رہی تھی اتنے میں بکری آئی اور اسے کھا گئی اور اس میں جو کچھ تھا وہ چلا گیا اس وقت کاتب عثمان تھے پس آپ کیا فرماتے ہیں حالانکہ میں نے عمر کو اور ان کے ان ساتھیوں کو جنہوں نے ان کے عہد میں اور عثمان کے عہد میں قرآن جمع کیا اور لکھا ہے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ سورۃ احزاب سورۃ بقر کے برابر تھا اور سورۃ نور کی ایک سو ساٹھ (۱۶۰) آیتیں تھیں اور سورۃ حجرات کی ساٹھ (۶۰) آیتیں تھیں اور سورۃ حج کی ایک سو نوے (۱۹۰) آیتیں تھیں یہ کیا ہے؟ آپ کو کیا چیز اس سے مانع ہے کہ آپ نے جو کچھ جمع کیا ہے وہ لوگوں پر ظاہر فرما دیں اور میں اس وقت عثمان کے پاس موجود تھا جب انہوں نے عمر کے جمع کیئے ہوئے قرآن کو لے کر کتاب اللہ کو جمع کیا تھا اور لوگوں کو ایک ترتیب سے پڑھنے کا حکم دیا تھا اور ابی ابن کعب اور عبداللہ بن مسعود کے صحیفوں کو پھاڑ کر آگ میں جلا دیا تھا تو یہ کیا ہے؟

امیر المومنین علیہ السلام نے جواب دیا: اے طلحہ خداوند عالم نے جس قدر آیات اپنے رسول پر نازل فرمائے تھے وہ سب رسول کے لکھوانے سے اور میرے قلم سے میرے پاس موجود ہیں اور ہر حلال یا حرام یا تعزیر یا حکم یا ہر وہ شئ جس کی امت کو حاجت ہو سکتی ہے قیامت تک وہ سب میرے پاس لکھا ہوا رسول کے املا اور میرے خط سے موجود ہے حد یہ ہے کہ خراش کا تاوان بھی موجود ہے۔

علوم اہل بیتؑ

طلحہ نے کہا کیا ہر چھوٹی بڑی خاص و عام بات جو ہو چکی یا قیامت تک ہوگی وہ سب آپ کے پاس لکھی ہوئی موجود ہے فرمایا ہاں بلکہ اس کے سوا اور راز بھی موجود ہیں جو آنحضرت نے اپنی آخری مرض میں علم کے دروازوں کی ہزار کنجیاں میرے سپرد فرمائی تھیں جن کے ہر دروازہ سے علم کے ہزار دروازے مجھ پر خود بخود کھل گئے اور اگر آنحضرت کی وفات کے بعد امت میری پیروی کرتی اور میرے حکم پر چلتی تو ان کے اوپر اور نیچے ہر طرف نعمتیں ہی نعمتیں ہوتیں۔

حدیثِ قرطاس

اے طلحہ کیا تم اس وقت آنحضرت کے پاس موجود نہ تھے جب آپ نے کاغذ طلب کر کے یہ چاہا تھا کہ وہ ایسی تحریر لکھ دیں جس کے بعد امت گمراہ نہ ہو اور اختلاف نہ کرے پھر تمہارے صاحب نے جو کچھ کہا وہ تمہیں معلوم ہے کہ رسول خدا معاذ اللہ ہذیان ۔۔۔۔ رہے ہیں جس پر آنحضرت غضبناک ہو گئے طلحہ نے کہا بے شک میں موجود تھا آپ نے فرمایا کہ جب تم لوگ باہر نکل گئے تو انہوں نے اس ارادہ سے مجھے مطلع کیا جو لکھ کر عوام کو اس کا پابند کرنا چاہتے تھے انہیں جبرائیل نے خبر دی کہ خدائے عزوجل کو معلوم ہے کہ اس امت میں اختلاف اور فرقہ بندی ہوگی بس صحیفہ طلب کر کے

وہ مقصد مجھے لکھوا دیا اور اس پر تین ہستیوں کو گواہ مقرر فرمایا سلمان، ابوذر اور مقداد بلکہ انہیں ان اماموں کے نام بھی بتلا دیئے ان کے بعد جن کی پیروی کا خدا نے حکم دیا ہے جن میں پہلا نام میرا ہے اور اس کے بعد میرے فرزند حسن کا پھر امام حسین کا ہے ان کے بعد امام حسین کی اولاد سے نو اماموں کے نام ہیں کیوں ابوذر مقداد ایسا ہی ہوا تھا دونوں نے عرض کیا ہم شاہد ہیں ایسا ہی ہوا تھا طلحہ نے کہا خدا کی قسم میں نے بھی آنحضرت کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایسے شخص پر آسمان نے سایہ نہیں کیا اور زمین نے بار نہیں اٹھایا جو ابوذر سے زیادہ سچا اور نیک ہو اور میں گواہی دیتا ہوں کہ دونوں نے سچی گواہی دی ہے اور آپ میرے نزدیک ان سے زیادہ سچے ہیں پھر آپ نے طلحہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے طلحہ اے زبیر اے سعد بن عبادہ اے عبدالرحمٰن بن عوف خدا سے ڈرو خدا کی رضا پر چلو وہ راہِ اختیار کرو جو اس کی ہے اور خدا کے بارے میں کسی کی ملامت کی پروا نہ کرو۔

موجودہ قرآن اور علی علیہ السلام کا فرمان

طلحہ نے کہا آپ قرآن کے بارے میں میرے سوال کا جواب نہیں دے رہے ہیں۔ آپ اسے لوگوں کے لیے کیوں ظاہر نہیں فرماتے فرمایا اے طلحہ میں نے عمداً جواب نہیں دیا۔ یہ بتلاؤ کہ جو کچھ عمر اور عثمان نے لکھا ہے وہ قرآن ہے یا اس میں کچھ ایسا بھی ہے جو قرآن نہیں ہے طلحہ نے کہا وہ سب قرآن ہے آپ نے فرمایا اس میں جو کچھ ہے اگر تم اسے لے لو تو دوزخ سے نجات پا جاؤ گے اور جنت میں داخل ہو جاؤ گے اس لیے کہ اس میں ہماری دلیل اور ہمارے حق کا ذکر اور ہماری تابعداری کا حکم موجود ہے طلحہ نے کہا کہ جب وہ قرآن ہے تو مجھے کافی ہے اب یہ بتلائیں کہ آپ کے پاس جو قرآن اور اس کی تاویل حلال و حرام ہے وہ آپ کسے دیں گے اور آپ کے بعد اس کا کون وارث ہے فرمایا کہ وہ اس کے حوالہ کروں گا جس کے لیے رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے طلحہ نے کہا: وہ کون ہے؟ فرمایا: وہ میرا فرزند امام حسن ہے جو میرے بعد سب سے بہتر ہے پھر

یہ اپنی موت کے وقت اپنے بھائی امام حسین کے سپرد کر دیں گے پھر امام حسین کی اولاد میں نو امام یکے بعد دیگرے ایک دوسرے کے سپرد کرتے رہیں گے پھر جوان کا آخر ہوگا وہ رسول خداﷺ کی خدمت میں حوض کوثر پر پیش کرے گا وہ قرآن کے ساتھ رہیں گے اور قرآن ان کے ساتھ رہے گا نہ کبھی وہ قرآن سے جدا ہوں گے اور نہ قرآن ان سے جدا ہوگا۔

غیب کی خبریں

رہا معاویہ اور اس کا بیٹا یزید تو یہ دونوں عثمان کے بعد حکومت کریں گے پھر اس کے بعد حکم بن ابو العاص کے سات لڑکے یکے بعد دیگرے حکومت کریں گے تا کہ گمراہی کے بارہ امام پورے ہو جائیں اور یہی وہ ہیں جنہیں رسول خداﷺ کو ان کے منبر پر کودتا ہوا خواب میں دکھایا گیا تھا جو ان کی امت کو پچھلے پیر واپس کر دیں گے ان میں دس (۱۰) بنی امیہ ہیں اور دو (۲) وہ ہیں جنہوں نے ان کے لیے یہ بنیاد رکھی تھی ان دونوں اور ان دسوں پر اتنا ہی بوجھ ہوگا جو ساری امت کا بوجھ ہے یہ سن کر میں نے کہا اے ابوالحسن خدا آپ پر رحمت نازل کرے اور آپ کو بہترین جزا دے۔

امیر المؤمنینؑ کا حقیقت افروز خطبہ

ابان نے سلیم سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ امیر المؤمنین علیہ السلام کے گرد جمع تھے کہ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا اے امیر المؤمنین کاش آپ لوگوں کو جہاد کیلئے آمادہ کرتے آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ میں نے تو تمہیں آمادہ کیا تھا مگر تم لوگ آمادہ نہ ہوئے میں تمہیں بلاتا رہا مگر تم نے میری بات نہ سنی تم ایسے حاضر تھے جیسے غائب اور ایسے زندہ تھے جیسے مردہ اور ایسے کانوں والے تھے جیسے بہرے میں تمہیں حکمت سے سبق پڑھاتا تھا اور ایسا وعظ سناتا تھا جو کافی بھی ہو اور شافی بھی میں تمہیں

ظالموں سے جہاد کرنے پر آمادہ کرتا تھا میرا کلام ابھی ختم نہیں ہوتا تھا کہ تمہیں دیکھتا تھا کہ متفرق ہوکر کئی حلقے بنا رہے ہو تم شعر پڑھتے مثلیں سناتے رہے خرما اور دودھ کی گرانی کا ذکر کرتے رہے تمہارے ہاتھ کٹ جائیں تم جنگ اور اس کی تیاری سے مایوس رہے تمہارے دل اس خیال سے خالی رہے تم نے اسے باطل اور گمراہ کن مشغلہ سمجھا تم پر وائے ہو قبل اس کے کہ تم جنگ کرتے میں ان سے جنگ کرتا خدا کی قسم جس نے بھی گھروں کے پاس جنگ کی وہ ذلیل ہوا اور خدا کی قسم مجھے یہ امید نہیں کہ تم کچھ کرو جب تک وہ نہ کریں پھر مجھے یہی پسند آیا کہ میں نے انہیں دیکھ لیا ہے پس میں نے پوری سمجھ اور یقین کے ساتھ اپنے خدا سے ملاقات کی اور تمہاری تکلیفوں سے نجات پائی اور تم تو اونٹ کے اس گلہ کی مانند ہو جس کا چرواہا گم ہوگیا ہو جب اسے ایک طرف بلایا جائے تو دوسری طرف پراگندہ ہو جائے گویا میں تمہیں اس حالت میں دیکھ رہا ہوں کہ اگر جنگ چھڑ جائے اور موت کا بازار گرم ہو جائے تو تم علی ابن ابی طالب سے اس طرح جان چرالو گے جیسے سرتن سے جدا ہو جاتے ہیں یا جیسے آزاد عورت کی شرمگاہ جو کسی کا ہاتھ نہ روکتی ہو۔

اشعث ابن قیس کا سوال اور اس کا جواب

اشعث ابن قیس بولا کہ آپ نے وہ کیوں نہ کیا جو عثمان نے کیا تھا آپ نے فرمایا کیا تمہاری یہ رائے ہے کہ میں وہ کرتا جو عثمان بن عفان نے کیا تھا اے ابن قیس میں تمہارے اس قول کے شر سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں خدا کی قسم ابن عفان نے جو کچھ کیا وہ ایک بدنما دھبہ تھا جس کا کوئی دین نہ ہو میں وہ کیونکر کر سکتا تھا جبکہ میں اپنے رب کی طرف سے ثبوت اور اپنے ہاتھ میں دلیل رکھتا ہوں اور حق میرے ساتھ ہے خدا کی قسم جو شخص اپنے دشمن کو اپنے اوپر اتنا موقع دے دے کہ وہ اس کا گوشت نوچے کھال پھاڑے ہڈیاں توڑے اس کا خون بہائے حالانکہ وہ اسے روک سکتا ہو اس کا بوجھ بہت برا ہے اس کا دل کمزور اور وہ بزدل ہے پس اے ابن قیس تو ایسا ہو جا۔

رہا میں تو میں خدا کی قسم اگر تلوار کا قبضہ میرے ہاتھ میں دیا جائے تو حباب کی طرح سر اڑنے لگیں اور ہتھیلیوں اور کلائیوں سے خون ٹپکنے لگے پھر خدا جو چاہے کرے اے ابن قیس تجھ پر وائے ہو مومن ہر طرح مر سکتا ہے مگر وہ اپنے آپ کو قتل نہیں کرتا جو شخص اپنا خون محفوظ رکھ سکتا ہے پھر بھی ایسے قاتل کے لیے آزاد کر دے تو وہ شخص اپنے نفس کا خود قاتل ہے۔ اے ابن قیس اس امت کے تہتر (۷۳) فرقے ہوں گے ان میں سے صرف ایک جنت میں جائے گا اور بہتر (۷۲) دوزخ میں ان میں خدا کا بدترین دشمن سامری ہے۔ جو کہتے ہیں کہ جنگ میں ہی کچھ نہیں حالانکہ وہ جھوٹے ہیں خداوند عالم نے اپنی کتاب میں اور رسول اسلام ﷺ نے باغیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا ہے اور یہی حال خوارج کا ہے۔

علی مرتضیٰ نے تلوار کیوں نہ اٹھائی اور رسول اسلام کی وصیت

ابن قیس نے جوش میں آ کر کہا اے ابن ابی طالب جب بنی تیم کے ابوبکر اور بنی عدی کے عمر کی بیعت کی گئی اور اس کے بعد بنی امیہ کے عثمان کی بیعت کی گئی اس وقت آپ کو کس نے جنگ سے منع کیا تھا اس وقت اس کا سر اڑا دیتے اور جب سے آپ عراق تشریف لائے ہیں آپ نے ہر خطبہ میں منبر سے اترنے سے قبل یہ ضرور فرمایا ہے کہ خدا کی قسم میں سب سے زیادہ حق دار ہوں اور آنحضرت کی وفات کے بعد میں ہمیشہ مظلوم رہا تو آپ کو کس نے روکا تھا کہ آپ ظلم سے پہلے ظالموں کو تلوار سے اڑا دیتے فرمایا اے ابن قیس جواب سن نہ تو مجھے بزدلی نے روکا اور نہ خدا کی ملاقات میں عذر تھا اور یہ بھی نہیں کہ مجھے علم نہ تھا کہ میرے لیے جو کچھ خدا کے پاس ہے وہ اس دنیا اور اس کی زندگی سے بہتر ہے لیکن مجھے رسول خدا ﷺ کے حکم اور عہد نے اس سے روک لیا کیونکہ آپ کے بعد امت جو کچھ کرنے والی تھی انہوں نے سب مجھے بتلا دیا تھا اس لیے وہ جو کچھ کرتے رہے اسے دیکھ کر مجھے اتنا یقین نہیں ہوا جتنا اس سے پہلے یقین تھا بلکہ جو

کچھ میں نے خود دیکھا ہے اس سے بھی زیادہ آنحضرت کے ارشاد پر یقین تھا اس وقت میں نے ان سے عرض کیا تھا کہ جب ایسا ہو تو مجھے کیا کرنا چاہئے آپ نے فرمایا تھا کہ اگر مددگار مل جائیں تو ان پر ٹوٹ پڑو اور ان سے جہاد کرو اور اگر نہ ملیں تو ہاتھ روک لو اور اپنی حفاظت کرو اس وقت تک تمہیں دین الٰہی اور کتاب خدا اور سنت رسول کو قائم کرنے کے لیے مددگار ملیں انہوں نے مجھ سے یہ بھی فرمایا کہ میری نسبت ان سے وہی ہے جو ہارون کی موسیٰ سے تھی اور ان کے بعد امت کا وہی حال ہو جائے گا جو ہارون اور ان کے تابعداروں اور گوسالہ اور اس کے پرستاروں کا حال تھا جس طرح موسیٰ نے ہارون سے کہا تھا اے ہارون جب تم نے انہیں گمراہ دیکھا تو تمہیں میری پیروی سے کس نے منع کیا تھا کیا تم نے میری نافرمانی کی تو ہارون نے جواب دیا تھا کہ اے بھائی آپ مجھ سے باز پرس نہ کریں مجھے یہ خوف تھا کہ آپ یہ نہ فرمائیں کہ تم ہی نے بنی اسرائیل میں فرقے بنا دیئے اور میرے حکم کا انتظار نہ کیا اور وہ یہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہارون کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا تو ان سے کہہ دیا تھا اگر یہ لوگ گمراہ ہو جائیں اور تمہیں مددگار مل جائیں تو ان سے جہاد کرنا اور اگر مددگار نہ ملیں تو ہاتھ روک لینا اور اپنے خون کی حفاظت کرنا اور ان میں تفرقہ کا سبب نہ بننا مجھے بھی یہ امر مانع رہا کہ یہی بات میرے بھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نہ فرمائیں کہ تم نے میری امت میں فرقے کیوں بنا دیئے اور میرے حکم کا انتظار کیوں نہ کیا حالانکہ میں نے تم سے اقرار لیا تھا اگر تمہیں مددگار نہ ملیں تو ہاتھ روک لینا اپنے اور اپنے اہل بیت اور شیعوں کے خون کی حفاظت کرنا۔

وفاتِ رسول کے بعد قوم کی حالت اور امیر المومنینؑ کا احتجاج

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے رحلت فرمائی تو لوگ ابوبکر کی طرف مائل ہو گئے اور ان کی بیعت کر لی اور میں آپ کے غسل و کفن و دفن میں مصروف ہو گیا پھر میں قرآن جمع کرنے میں مشغول رہا اور یہ قسم کھائی کہ نماز کے سوا اس وقت تک سر پر ردا نہ اوڑھوں گا

جب تک قرآن مجید ایک جگہ جمع نہ کرلوں آخر میں نے یہ فریضہ انجام دے دیا۔ پھر میں نے فاطمہ زہرا علیہا السلام کو سوار کر کے اور حسن و حسین علیہم السلام کے ہاتھ پکڑ کے کوئی ایسا اہل بدر اور پرانا مسلمان نہیں چھوڑا، مہاجر ہو یا انصار جس کے گھر جا کر انہیں خدا کی قسم دے کر اپنا حق ظاہر نہ کیا ہو اور اپنی مدد کا پیغام نہ دیا ہو ان میں سے کسی نے میری بات نہیں مانی سوائے چار آدمیوں کے زبیر، سلمان، ابوذر، مقداد اور میرے ساتھ میرے اہل بیت میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس کے سہارے میں حملہ کرتا اور مدد لیتا حمزہ احد میں شہید ہو گئے اور جعفر طیار موتہ میں شہید ہو گئے اور میں دو کمزور آدمیوں کے درمیان رہ گیا ایک عباس، دوسرے عقیل اور وہ عہد کفر میں بھی ہم عصر رہے ہیں پس انہوں نے مجھے مجبور کیا اور مجھ پر ظلم و قہر کیا میں نے بھی وہی بات کہی جو ہارون نے اپنے بھائی موسیٰ سے کہی تھی اے بھائی قوم نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر دیتے میں ہارون کے نقش قدم پر ہوں اور میرے پاس رسول خداؐ کی دلیل موجود ہے۔

حضرت عثمان کا شاخسانہ اشعث بن قیس کی زبان سے

یہ سن کر اشعث نے کہا ایسا ہی حضرت عثمان نے کیا تھا لوگوں کو مدد کے لیے بلایا جب نہ آئے تو ہاتھ روک لیا یہاں تک کہ ظلم سے مارے گئے آپ نے فرمایا تم پر وائے ہو اے ابن قیس جب لوگوں نے مجھ پر ظلم کیا اور مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر دیں اگر وہ مجھ سے کہتے کہ ہم آپ کو ضرور قتل کریں گے تو میں ضرور اپنے آپ کو ان کے حملہ سے بچاتا چاہے میرا ایک بھی ساتھی نہ ہوتا سوائے اپنی ذات کے لیکن ان لوگوں نے تو یہ کہا کہ اگر آپ ہمیں سربراہ مملکت تسلیم کرلیں گے تو ہم آپ سے باز رہیں گے اور آپ کا احترام کریں گے آپ کو قریب رکھیں گے آپ کی فضیلت کا اعتراف کریں گے اور اگر ایسا نہ کریں گے تو آپ کو قتل کر دیں گے پس جب میں نے کوئی ساتھی نہ پایا تو ان کی حکومت سے اختلاف نہ کیا میرا یہ طرز عمل نہ ان کے باطل کو حق بناتا تھا اور

نہ ان کا حق ثابت کرتا تھا لیکن جب عثمان سے لوگوں نے کہا کہ اس حکومت کو چھوڑ دو ہم تمہیں چھوڑ دیں گے اگر وہ حکومت کو چھوڑ دیتے تو لوگ انہیں چھوڑ دیتے قتل نہ کرتے لیکن انہوں (عثمان) نے تو یہ کہا کہ میں حکومت نہیں چھوڑوں گا تب ان لوگوں نے انہیں قتل کر دیا اور میری جان کی قسم ان کا حکومت کو چھوڑ دینا ان کے حق میں بہتر تھا اس لیے کہ انہوں نے اسے بغیر حق کے لیا تھا اس میں ان کا کوئی حصہ نہیں تھا اور اس امر کا دعویٰ کیا تھا جو ان کا نہیں بلکہ دوسرے کا حق تھا۔

تم پر وائے ہو اے ابن قیس عثمان کا حال دو صورتوں سے خالی نہیں تھا یا تو انہوں نے لوگوں کو مدد کے لیے بلایا اور لوگوں نے ان کی مدد نہ کی یا قوم نے انہیں مدد کا پیغام دیا تھا مگر انہوں نے قبول نہیں کیا اور انہیں روک دیا تو انہیں یہ حق نہ تھا کہ وہ قوم کو اس بات سے منع کر دیں کہ وہ ایک امام و ہادی اور ہدایت یافتہ کی مدد کریں جس نے کوئی جرم نہیں کیا اور نہ کسی مجرم کو پناہ دی ہے اگر انہوں نے روکا تو بہت برا کیا اور جنہوں نے کہنا مانا بہت برا کیا اور یا پھر یہ تھا کہ ان لوگوں نے انہیں اپنی نصرت کے قابل نہیں سمجھا ان کے ظلم اور قرآن وحدیث کے خلاف حکم دینے کی وجہ سے حالانکہ عثمان کے ساتھ ان کے اہل خاندان، غلاموں اور ساتھیوں سے چار ہزار سے زائد آدمی تھے اگر وہ ان کے ذریعہ اپنی حفاظت چاہتے تو کر سکتے تھے پھر انہیں کیوں اپنی نصرت سے روک دیا۔

رہا میں تو اگر ابوبکر کی بیعت کے دن مجھے چالیس سچے تابعدار مل جاتے تو ضرور ان سے جہاد کرتا، رہا عمر و عثمان کی بیعت کے دن تو میں ان کی حکومت سے اختلاف نہ کرنے کا عہد کر چکا تھا اور مجھ جیسا آدمی عہد شکنی نہیں کر سکتا تم پر وائے ہو اے ابن قیس تم نے قتل عثمان کے دن میرا کردار کیسا دیکھا حالانکہ میرے مددگار بھی موجود تھے کیا تم نے مجھ میں کوئی عہد شکنی یا زیادتی پائی ہے یا بصرہ کے معاملہ میں کوئی کمی دیکھی ہے حالانکہ وہ سب اپنے ملعون اونٹ کے گرد جمع تھے وہ بھی ملعون تھے اور جو اس کے گرد جمع تھے وہ بھی ملعون تھے اور جو اس کے اطراف میں قتل ہوئے وہ بھی ملعون تھے اور جو اس

کے بعد توبہ استغفار کے بغیر واپس آئے وہ بھی ملعون تھے اس لیے کہ انہوں نے میرے مددگاروں کو قتل کیا اور میری بیعت توڑ دی اور میرے عامل کا مُثلہ کر کے ٹکڑے ٹکڑے کیا اور مجھ سے بغاوت کی میں ان کی طرف بارہ ہزار اور ایک روایت میں ہے کہ بیس ہزار سے کم غازی لے گیا تھا اور وہ ایک لاکھ سے زائد تھے ایک روایت میں ہے کہ پچاس ہزار سے زائد تھے خدا نے میری مدد کی اور انہیں میرے ہاتھوں سے قتل کرایا اور مؤمنین کے دلوں کے مرض کا علاج کر دیا اور کیوں ابن قیس تم نے جنگ صفین میں ہماری کیسی حالت دیکھی جہاں خدا نے ہمارے ہاتھوں سے پچاس ہزار باغی قتل کرا کے دوزخ میں بھیج دیئے دوسری روایت میں ہے کہ ستر (۷۰) ہزار سے زائد مارے گئے اور تم نے ہمیں نہروان کے دن کیسا دیکھا جب مارقین سے میرا مقابلہ ہوا حالانکہ وہ بظاہر سمجھ دار اور دیانت دار سمجھے جاتے تھے مگر دنیا میں ان کی سب کوششیں بیکار گئیں حالانکہ وہ یہ خیال کر رہے تھے کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں خدا نے ان کا ایک ہی زمین پر خاتمہ کر کے داخل جہنم کر دیا ان میں سے دس آدمی بھی باقی نہ رہے اور وہ دس مؤمن بھی قتل نہ کر سکے۔

اے ابن قیس تم پر وائے ہو تم نے کبھی میرا علم پلٹتا ہوا یا میرا نشان واپس آتا ہوا دیکھا ہے پھر بھی مجھ پر الزام لگاتے ہو اے ابن قیس میں ہر مشکل مقام پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہا ہوں اور ان کے سامنے سختیوں کا مقابلہ کرتا رہا ہوں نہ کبھی بھاگتا ہوں نہ کبھی پناہ لیتا ہوں نہ کبھی بہانہ کرتا ہوں نہ دشمن کو پیٹھ دکھلا کر اس پر احسان کرتا ہوں اس لیے کہ نبی اور اس کے وصی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ جب وہ اسلحۂ جنگ سے آراستہ ہو جائے اور دشمن کا رخ کر لے تو پلٹ آئے یا منہ پھیر لے یہاں تک کہ قتل کر دیا جائے یا خدا اسے فتح بخشے کیوں ابن قیس کیا تم نے کبھی سنا کہ میں بھاگ گیا یا میں نے سُستی دکھائی اے ابن قیس اس خدا کی قسم جس نے دانہ شگافتہ کیا اور برگ و بار خلق فرمائے اگر ابو بکر کی بیعت کے دن جس کا تم نے الزام لگایا ہے مجھے چالیس آدمی ایسے مل جاتے جیسا میں نے چار آدمیوں کو پایا تھا تو میں کبھی ہاتھ نہ روکتا اور

ضرور مخالفین کا مقابلہ کرتا لیکن مجھے تو پانچواں بھی نہ مل سکا اشعث نے کہا وہ چار کون ہیں اے امیر المؤمنین۔ فرمایا وہ سلمان، ابوذر، مقداد اور زبیر ہیں میری بیعت توڑنے سے قبل کیونکہ انہوں نے دو مرتبہ میری بیعت کی تھی پہلی بیعت جسے انہوں نے پورا کیا اس وقت تھی جب ابوبکر کی بیعت کی گئی تھی تو چالیس مہاجر و انصار نے آ کر میری بیعت کی ان میں زبیر بھی تھے میں نے انہیں حکم دیا تھا کہ صبح کو میرے دروازہ پر جمع ہو جائیں پس کسی نے وعدہ وفا نہیں کیا اور نہ کوئی صبح کو آیا سوا ان چار کے سلمان، ابوذر، مقداد اور زبیر اور دوسری بیعت قتل عثمان کے بعد تھی جب وہ اپنے ساتھی طلحہ کے ساتھ آئے اور دونوں نے خوشی سے بیعت کی ان پر کسی قسم کا جبر نہیں کیا گیا تھا پھر وہ اپنے دین سے پھر کر مرتد ہو گئے اور حسد کی وجہ سے دشمنی اور مقابلہ کے لیے تیار ہو گئے خدا نے ان کا خاتمہ کر کے دوزخ میں ڈال دیا باقی رہے تین یعنی سلمان، ابوذر اور مقداد تو وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین اور ملت ابراہیم پر ثابت قدم رہے یہاں تک کہ خدا سے جا ملے خدا ان پر رحمت نازل کرے اے ابن قیس اگر یہ چالیس (۴۰) مہاجر و انصار جنہوں نے میری بیعت کی تھی اپنا عہد پورا کرتے اور صبح کو سر منڈوا کر میرے دروازہ پر اس پھندے سے پہلے جو میرے گلے میں ڈال دیا گیا آ جاتے تو میں ضرور اس کا مقابلہ کرتا اور اس کا خدا سے فیصلہ کراتا بلکہ اگر عمر کی بیعت کے وقت بھی مجھے مددگار مل جاتے تو بھی میں ان کا مقابلہ کرتا اور خدا سے فیصلہ کراتا رہے عبدالرحمٰن بن عوف تو اس نے اس شرط پر خلافت عثمان کے حوالہ کر دی کہ وہ اپنی موت کے وقت اسے ان کے حوالہ کر دیں گے اب جب میں ان سے عہد کر چکا تھا تو ان کے مقابلہ کی کوئی صورت نہیں تھی۔

اشعث نے کہا خدا کی قسم اگر بات یہی ہے جو آپ نے فرمائی تو ساری امت ہلاک ہو گئی سوائے آپ کے اور آپ کے شیعوں کے آپ نے فرمایا خدا کی قسم یقیناً حق ہمارے ساتھ ہے اے ابن قیس جیسا کہ میں کہہ رہا ہوں امت سے صرف وہ لوگ ہلاک ہوئے جو ناصبی اور خارجی اور منکر اور دشمن ہیں لیکن جن لوگوں نے خدا کی توحید اور

رسول خدا ﷺ کی رسالت اور اسلام سے تمسک رکھا اور ملت سے باہر نہیں گئے اور ہمارا مقابلہ نہیں کیا ہم سے عداوت نہیں باندھی اور خلافت کے بارے میں شک میں رہے اور اہل اور اصل حق داروں کو نہ پہچان سکے اور ہماری ولایت کو نہیں پہچانا مگر ہم سے دشمنی بھی نہیں رکھی تو یہ لوگ کمزور اور ضعیف الاعتقاد مسلمان ہیں ان کے لیے خدا کی رحمت کی بھی امید ہے اور ان کے گناہوں کی وجہ سے خوف بھی ہے۔

شیعیانِ علیؑ میں مسرت کی لہر

ابان سلیم بن قیس سے روایت کرتے ہیں کہ اس دن امیر المؤمنین علیہ السلام کے شیعوں میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس کا چہرہ روشن اور دل خوش نہ ہو گیا ہو آپ کے ان ارشادات سے جبکہ آپ نے خود ہر بات کی تشریح فرما دی اور پردے ہٹا کر ہر بات کو بے حجابانہ کھول دیا اور جن جن لوگوں کو گزرے ہوئے خلفاء میں شک تھا اور ان کے حق میں کچھ نہ کہتے تھے بلکہ ان سے بیزاری روکنے کو اپنا تقدس اور گناہ سے پرہیز سمجھتے تھے سب کو یقین ہو گیا اور اچھی طرح سمجھ میں آ گیا، شک اور تردد سے باز آ گئے اور جس جس نے عثمان اور شیخین کی بیعت کی وجہ سے آپ کی بیعت سے انکار کیا تھا سب کو حقیقت نظر آ گئی، ان کی باتوں سے کراہت کرنے لگے سب سے بڑھ کر یہ کہ عوام نے سمجھ لیا اور ان کے شکوک رفع ہو گئے۔

ابان سلیم سے روایت کرتے ہیں کہ اس دن سے زیادہ عوام کے لیے کوئی ایسا دن نہیں گزرا جب سب سے زیادہ ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوئی ہوں جب آپ نے پردے ہٹا کر حق کا اعلان فرما دیا خلافت کی تشریح فرما دی اور تقیہ چھوڑ دیا اس دن کے بعد آپ کے شیعہ زیادہ ہو گئے اور وہ باتیں کرنے لگے حالانکہ وہ آپ کے لشکر میں قلیل تھے اور لوگ آپ کے علم کی وجہ سے آپ کی طرف مائل ہونے لگے کہ خدا و رسول کی بارگاہ میں آپ کو کیا درجہ حاصل ہے رسول کے بعد شیعہ بزرگ ترین مسلمان ہو گئے یہ

جنگ نہروان کے بعد کا واقعہ ہے جب آپ لوگوں کو معاویہ کے مقابلہ کے لیے تیار ہونے کا حکم دے رہے تھے پھر کچھ زیادہ وقت نہیں گزرا کہ آپ شہید کر دیئے گئے صلوات اللہ علیہ۔ آپ کو عبد الرحمٰن ابن ملجم لعنۃ اللہ علیہ نے چھپ کر ظلم سے اس تلوار سے شہید کیا جسے قبل سے زہر پلایا تھا۔

ابان کا بیان ہے کہ سلیم کہتے ہیں کہ ابو المختار ابن صعق نے عمر کی طرف پندرہ شعر لکھ کر بھیجے تھے جن کا خلاصہ یہ ہے:

میری طرف سے امیر المؤمنین کو یہ پیغام پہنچا دو کہ تم مال اور حکم میں خدا کی طرف سے امیر اور امین ہو اس کے لیے دل جھکتا ہے تم قریوں اور دیہاتیوں کو نظر انداز نہ کرو جو خدا کے مال کی خیانت کرتے ہیں اور نعمان اور ابن معقل اور خرم اور شبر اور حجاج کو بھی پیغام دو اور ان کی حساب فہمی کرو یہ وہی ہے جو بازار میں بدر والوں کا غلام تھا اور دونوں تابعین اور بنی غزوان کے داماد کو نہ بھولو جو دولت مند ہیں اور عاصم کا توشہ دان بھی خالی نہیں اور ابن غلاب کا جو بنی نصر کے تیر اندازوں سے ہے اور اس مال کا حال ابن محزر سے پوچھ لو اور انہیں پیغام دو جو سمجھ والے ہوں اور تمہیں اس مال کی صحیح خبر دیں مجھے گواہی کے لیے نہ بلاؤ میں غائب رہ کر زمانے کے عجائب دیکھتا رہتا ہوں۔

میں دیواروں کی مانند گھوڑے اور تلواروں کے انبار اور چیونٹیوں اور شتروں کی مانند نیزے دیکھتا ہوں جب موضع دار کا تاجر مشک کا نافہ لے آتا ہے تو ان کے دماغوں کو فرحت ہو جاتی ہے۔ الخ۔

ابن غلاب مصری نے ابو المختار کو لکھا:

ابو المختار کو یہ خبر پہنچا دو کہ میں اس کے پاس آیا نہ میں اس کا قرابت دار تھا نہ داماد نہ مجھے کوئی میراث ملی تھی نہ شراب فروشوں سے ملاقات اور نہ میں نے لوٹا تھا۔

(الی آخرہٖ)

سلیم نے کہا کہ پس عمر بن خطاب نے اپنے تمام عاملوں کو حکم دیا کہ وہ ابو المختار

کے شعر کے لیے اپنے مالوں سے نصف حصہ نکالیں۔ قنفذ عدوی کچھ نہ دے سکا حالانکہ وہ بھی ان کے عاملوں میں سے تھا بلکہ وہ بیس ہزار درہم جو اس سے وصول کیے تھے وہ بھی اسے واپس کر دیئے اور نہ اس سے اس کا دسواں حصہ لیا نہ بیسواں حصہ حالانکہ وہ ان کے ان عاملوں میں سے تھا جنہوں نے ابو ہریرہ کو تاوان دیا تھا جب وہ بحرین کا والی تھا پس جب اس نے اپنے مال کا حساب کیا تو چوبیس ہزار تھا لہٰذا بارہ ہزار اسے تاوان میں دے دیئے۔

ابان کہتے ہیں کہ سلیم نے کہا کہ میں نے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے مل کر ان سے سوال کیا کہ عمر نے یہ کیا کیا، فرمایا کہ تم سمجھے کہ انہوں نے کیوں قنفذ کو تاوان سے بچا لیا۔ میں نے عرض کیا نہیں فرمایا اس لیے کہ اس نے فاطمہ زہرا کو درّہ مارا تھا اس وقت جب وہ میرے اور ان کے درمیان حائل ہوئی تھیں اور جب اسی مرض میں انہوں نے وفات پائی ان پر خدا کا درود وسلام ہو تو درّہ کا نشان گومڑا کی صورت میں ان کے بازو میں موجود تھا پھر فرمایا کہ اس امت پر تعجب ہے کہ اس کے دل میں ان کی اور ان کے پہلے ساتھی کی محبت اس طرح گھول کر پلا دی گئی تھی کہ جو بھی وہ نئی ایجادیں (دین میں) کرتے رہے اس پر راضی اور خوش رہے اس لیے کہ اگر ان کے عامل خائن تھے اور یہ مال انہیں خیانت سے حاصل ہوا تھا تو عمر کے لیے یہ جائز نہ تھا کہ اسے چھوڑ دیتے بلکہ انہیں چاہیئے تھا کہ سب لے لیتے اس لیے کہ وہ مسلمانوں کا حصہ تھا پس انہیں کیا حق تھا کہ نصف لے لیں اور نصف چھوڑ دیں اور اگر وہ خائن نہ تھے تو انہیں ان مالوں سے کچھ بھی لینا جائز نہ تھا کم اور زیادہ حالانکہ انہوں نے ان کا نصف نصف لے لیا اور اگر انہوں نے یہ مال خیانت سے حاصل کیے تھے اور وہ اس کا اقرار نہیں کرتے تھے، اور اس پر دلیل بھی قائم نہیں ہو سکی پھر بھی انہیں یہ مال لینا جائز نہ تھا نہ کم اور نہ زیادہ اور اس سے بھی زیادہ تعجب خیز بات اس مال کا عمّال کو واپس کر دینا ہے اس لیے کہ اگر وہ خائن تھے تو انہیں عامل بنانا بھی جائز نہ تھا اور اگر خائن نہ تھے تو ان کے مال انہیں جائز نہ

تھے۔

شیخین کی بدعتیں اور قضیہ فدک

پھر حضرت علی علیہ السلام نے قوم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اس قوم پر تعجب ہے کہ وہ دیکھ رہے ہیں کہ ان کے نبی کی سنت ایک ایک کر کے تبدیل ہو رہی ہے پھر بھی وہ اس پر راضی ہیں اس سے انکار نہیں کرتے بلکہ ان کے حمایتی بن کر لوگوں سے جھگڑتے ہیں اور جو ان کا عیب ظاہر کر کے انکار کرتا ہے اس سے لڑتے ہیں آخر ہمارے بعد وہ قوم آنے والی ہے جو ان کی بدعت اور ظلم اور ایجادوں کی پیروی کرے گی اور ان ایجادوں کو سنت رسول اور دین قرار دے گی اور اس کے ذریعہ خدا سے تقرب کی خواستگار ہوگی۔

جیسے مقام ابراہیم کو جہاں رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھا تھا اٹھا کر اس جگہ رکھنا جہاں جاہلیت میں تھا جہاں سے رسولؐ نے اسے منتقل کیا تھا اور جیسے انہوں نے صاع اور مد کے وزن جو آنحضرت کے زمانہ میں تھے اس سے تبدیل کر دیئے حالانکہ کئی فرائض اور سنتوں کی ادائیگی اس پر موقوف تھی اس کی زیادتی بری ہی ہے اس لیے کہ مساکین کو قسم اور ظہار کے کفاروں سے وہ چیز دی جاتی ہے جو زراعت سے واجب ہے حالانکہ آنحضرت نے دعا کی تھی کہ خداوندا ہمارے مُد اور صاع میں برکت عنایت فرما انہیں چاہیئے تھا کہ اس کے درمیان حائل نہ ہوتے لیکن جو کچھ انہوں نے کیا اس پر راضی ہو گئے اور قبول کر لیا۔

نیز انہوں نے اور ان کے ساتھی نے فدک پر قبضہ کر لیا حالانکہ وہ فاطمہ زہرا علیہا السلام کے قبضہ میں تھا اور آنحضرت کے زمانہ میں اس کا غلہ وہ حاصل کرتی تھیں انہوں نے خاتون جنت سے گواہ طلب کیئے نہ خاتون جنت کی بات مانی اور نہ ام ایمن کی گواہی قبول کی حالانکہ انہیں یہ حقیقت اسی طرح معلوم تھی جیسے ہمیں معلوم ہے کہ وہ ان کے قبضہ میں ہے انہیں یہ جائز ہی نہ تھا کہ وہ ان سے گواہ طلب کرتے یا ان پر اعتراض

کرتے مگر لوگوں نے اسے بھی اچھا سمجھا اس پر طرّہ یہ کہ لوگوں نے اسے اچھا سمجھ کر ان کی تعریف کی کہ عمر کے تقدس اور فضیلت نے انہیں اس پر آمادہ کیا ہے پھر ان کی یہ وعدہ خلافی بھی لوگوں کی نظر میں اچھی بن گئی جو انہوں نے خاتون جنت سے کی انہوں نے کہا تھا کہ ہمیں یہ گمان نہیں ہے کہ فاطمہ زہراء حق کے خلاف کہیں اور یہ کہ علی نے بھی حق کے خلاف گواہی نہیں دی اور اگر ام ایمن کے ساتھ دوسری عورت ہوتی تو ہم حکم دے دیتے۔

اس طریقہ سے انہوں نے جاہلوں میں اپنی عزت بچائی حالانکہ انہیں اس بات کا حق ہی نہ تھا کہ وہ دینے یا منع کرنے کا فرمان جاری کرتے مگر بات یہ ہے کہ امت کا ان دونوں سے امتحان لیا گیا تھا پس ان دونوں نے اپنے آپ کو ایسے امر میں داخل کر دیا جس میں ان کا کوئی حق نہ تھا اور نہ انہیں علم تھا حالانکہ فاطمہ زہراء نے اس وقت جب فدک ان کے قبضہ میں تھا اور ان دونوں نے غصب کرنا چاہا تھا فرمادیا تھا کہ کیا فدک میرے قبضہ میں نہیں ہے حالانکہ اس میں میرا کارندہ موجود ہے اور میں نے اس کا غلہ اس وقت استعمال کیا ہے جب آنحضرت موجود تھے دونوں نے جواب دیا کہ یہ درست ہے آپ نے فرمایا کہ پھر مجھ سے میری مقبوضہ شئ پر گواہ کیوں طلب کرتے ہو دونوں نے جواب دیا اس لیے کہ یہ مسلمانوں کا حصہ ہے لہٰذا اگر گواہ گزر گئے تو آپ کو دیں گے ورنہ آپ کو نہ دیں گے اس وقت آپ نے ان سے فرمایا اور بہت سے لوگ بھی موجود تھے اور سن رہے تھے کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ جو کچھ رسول خداﷺ کر گئے ہیں رد کر دو سب مسلمانوں کا فیصلہ ادا کرو اور ہمارا فیصلہ ان سب کے سوا ادا کرواے لوگو سن رہے ہو کہ ہم کس راہ پر ہیں اور یہ لوگ کس جرم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

پھر فرمایا کہ اگر میں ان مالوں کا دعویٰ کروں جو مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں تو تم مجھ سے ثبوت طلب کرو گے یا ان سے دونوں نے جواب دیا کہ آپ سے طلب کریں گے فرمایا کہ اسی طرح اگر تمام مسلمان اس مال کا دعویٰ کریں جو میرے قبضہ میں ہے تو اس کا ثبوت ان سے طلب کرنا چاہیئے نہ کہ مجھ سے یہ سن کر عمر کو غصہ آگیا اور کہنے لگا کہ

یہ تو مسلمانوں کا حصہ اور ان کی زمین ہے اور میرے قبضہ میں ہے فاطمہ اس کا غلہ کھاتی رہتی ہیں اگر وہ اپنے دعویٰ پر گواہ پیش کر دیں کہ آنحضرت نے صرف انہیں یہ کہا تھا حالانکہ یہ سب مسلمانوں کا حق ہے تو ہم غور کریں گے۔

آپ نے فرمایا: حسبی اللہ ایہا الناس میں تمہیں قسم دے کر پوچھتی ہوں کیا تم نے آنحضرت ﷺ سے میرے بارے میں نہیں سنا کہ میری بیٹی فاطمہ جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہے سب نے جواب دیا کہ ہم نے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ جنت کی سب عورتوں کی سردار جھوٹا دعویٰ کر کے وہ مال حاصل کر سکتی ہے جو اس کا حق نہیں ہے تم ہی غور کرو کہ اگر چار آدمی مل کر تہمت لگائیں یا دو آدمی مل کر مجھ پر چوری کا شاخسانہ بنا دیں تو کیا مجھ پر حد جاری کرو گے یہ سن کر ابوبکر خاموش رہا مگر عمر نے جواب دیا کہ اگر ایسا ہو جائے تو ہم آپ پر حد جاری کر دیں گے فرمایا کہ اگر تم ایسا کرو گے تو جھوٹے اور قابل ملامت اور مجرم ثابت ہو گے سوا اس کے کہ تم اقرار کرو کہ تم رسول اسلام ﷺ کے دین پر نہیں ہو جو شخص سیدۃ نساءِ جنت سے گواہی طلب کرے یا ان پر حد جاری کرے وہ یقیناً ملعون اور کافر ہے خداوند عالم نے اپنے رسول پر وحی فرمائی ہے کہ خدا نے جن سے ہر قسم کے رجس کو دور رکھا ہے اور انہیں پاک رکھا ہے ان سے شہادت طلب کرنا یا ان کے خلاف گواہی دینا جائز نہیں ہے اس لیے کہ وہ ہر برائی سے محفوظ اور ہر عیب سے پاک ہیں اے عمر تم بتاؤ کہ اس آیت کے مصداق کون ہیں اگر کوئی شخص ان کے یا ان کی کسی فرد کے خلاف شرک یا کفر یا گناہ کی گواہی دے تو مسلمان اس سے برأت کریں گے اور اس کے خلاف حد جاری کریں گے عمر نے کہا ان میں اور دوسرے لوگوں میں فرق ہی کیا ہے سب برابر ہیں آپ نے فرمایا کہ تم غلط کہتے ہو اور کافر ہو گئے ہو اس بارے میں وہ اور دوسرے لوگ کیونکر برابر ہو سکتے ہیں اس لیے کہ خدا نے انہیں معصوم قرار دیا ہے۔ اور ان کی عصمت وطہارت کا اعلان فرمایا ہے اور ان سے ہر نجاست کو دور رکھا ہے پس جو شخص ان کے خلاف اقدام کرے وہ خدا اور رسول کی تکذیب کرتا ہے۔

خالد بن ولید کے ذریعہ قتل کی سازش

یہ سن کر ابوبکر نے کہا اے عمر خاموش ہو جاؤ تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں جب رات ہوگئی تو دونوں نے خالد بن ولید کو پیغام دے کر بلایا اور کہنے لگے کہ ہم تم سے ایک راز کی بات کہتے ہیں اور تم پر ایک بوجھ رکھنا چاہتے ہیں خالد نے کہا آپ مجھ پر بوجھ رکھیں اٹھانے کو تیار ہوں اس لیے کہ آپ کا تابعدار ہوں ان دونوں نے کہا کہ ہمارا یہ ملک وسلطنت اس وقت تک ہمیں فائدہ نہیں پہنچا سکتے جب تک علی مرتضیٰؑ زندہ ہیں کیا تم نے نہیں سنا کہ انہوں نے ہمارے بارے میں کیا کیا کہا ہے ہمیں ان پر اطمینان نہیں ہے ہوسکتا ہے کہ وہ خفیہ لوگوں کو آمادہ کریں اور ہم پر حملہ کر کے غالب آجائیں کیونکہ وہ عرب میں سب سے زیادہ بہادر ہیں اور ہم ان پر جو ظلم کر چکے ہیں وہ تم نے دیکھے ہیں ہم ان کے چچازاد رسول کی ملکیت پر بھی قابض ہو گئے ہیں حالانکہ اس میں ہمارا حق نہ تھا اور ہم نے ان کی زوجہ سے فدک بھی چھین لیا ہے لہٰذا جب میں صبح کی نماز پڑھاؤں تو تم ان کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ تمہاری تلوار تمہارے ساتھ ہو جب میں سلام پھیروں تو ان کی گردن اڑا دو۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پس خالد بن ولید نے میرے پہلو میں نماز پڑھی ،تلوار لٹک رہی تھی ابوبکر نے نماز شروع کی اور دل سے باتیں کرتے رہے اور پشیمان ہو گئے اور اتنا طول دیا کہ آفتاب طلوع کرنے والا تھا پھر سلام پھیرنے سے پہلے کہنے لگے کہ میں نے جو حکم دیا تھا وہ نہ کرنا اس کے بعد سلام پھیرا۔ آپ نے خالد سے کہا وہ کیا باتیں تھیں خالد نے کہا مجھے حکم دیا تھا کہ جب وہ سلام پھیریں تو آپ کو قتل کر دوں میں نے کہا کیا تم ایسا ہی کرتے خالد نے جواب دیا خدا کی قسم ایسی حالت میں ایسا ہی کرتا۔

حضرت علی مرتضیٰؑ کا عباس سے خطاب اور شیخین اور امت کی جہالت

سلیم کہتے ہیں کہ پھر آپ نے عباس اور ان کے ساتھ ایک گروہ کی طرف رخ کر کے ارشاد فرمایا: کیا تم اس پر تعجب نہیں کرتے کہ قرابت دارانِ رسول کا حق ان دونوں نے روک لیا ہے جو خدا نے قرآن مجید میں فرض قرار دیا ہے خدا کو معلوم تھا کہ یہ لوگ عنقریب ہم پر ظلم کریں گے اور ہم سے یہ حق چھین لیں گے اس لیے اس نے یہ بھی فرما دیا ہے کہ ﴿اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ﴾ (اگر تم ایمان لے آئے خدا پر اور اس چیز پر جو ہم نے اپنے بندہ پر فرقان کے دن نازل کی تھی جب دو جماعتوں کی مڈبھیڑ ہوئی)۔

جعفر طیار کا گھر

کس قدر تعجب خیز بات ہے کہ میرے بھائی جعفر طیار کا گھر گرا کر مسجد میں شامل کر دیا اور ان کی اولاد کو کم یا زیادہ اس کی قیمت بھی ادا نہیں کی اس پر طرّہ یہ ہے کہ لوگوں نے بھی الزام نہیں لگایا اور نہ انہیں واپس دلایا گویا دیلم کے کسی آدمی کا مکان لے لیا ہے ایک روایت میں ہے کہ ترک و کابل کے کسی آدمی کا مکان لے لیا ہے۔

جنب پر نماز معاف

اور اس کی اور امت کی جہالت پر تعجب ہے کہ اس نے اپنے عاملوں کو حکم دیا ہے کہ اگر جنب کو پانی نہ ملے تو وہ نماز ہی نہ پڑھے انہیں مٹی پر تیمّم کرنے کا حق نہیں ہے جب تک پانی دستیاب نہ ہو یہاں تک کہ اسی حالت میں خدا سے جا ملیں ایک روایت میں ہے کہ چاہے ایک سال تک پانی نہ ملے اس پر طرّہ یہ ہے کہ لوگوں نے بھی اسے قبول کر لیا اور راضی ہیں حالانکہ اس حاکم کو بھی معلوم ہے اور لوگوں کو بھی کہ آنحضرت

نے عمار اور ابوذر کو حکم دیا تھا کہ جب جنابت کے بعد پانی نہ ملے تو تیمّم کر کے نماز پڑھ لیں اور دونوں نے اور دوسرے لوگوں نے ان کے سامنے اس کی گواہی بھی دی ہے نہ ان کی گواہی قبول کی اور نہ اس حکم کو واپس لیا۔

غلط حدیں جاری کیں

اور ان پر تعجب ہے کہ جب انہوں نے مختلف مقدموں میں اپنی جہالت کے باعث ایسی حدیں جاری کیں جو غلط تھیں اس جہالت کے باوجود خدا پر جرأت کر کے یہ دعویٰ کرتے رہے کہ وہ جانتے ہیں اس کا سبب صرف خوفِ خدا کی کمی ہے۔

نانا اور دادا کی میراث

ان دونوں نے دعویٰ کیا کہ آنحضرت نے آخر وقت تک یہ فیصلہ نہیں کیا کہ میراث میں دادا نانا کا کوئی حصہ ہے یا نہیں اور نہ کوئی ایسا آدمی چھوڑا جو یہ جانتا ہو کہ دادا نانا کی میراث کس قدر ہے پھر بھی یہ لوگ ان کی بیعت اور تصدیق پر قائم ہیں۔

اسی طرح اولاد والی کنیز کی آزادی کے مسئلہ میں لوگوں نے ان کا حکم تسلیم کر لیا اور خدا و رسول کا حکم چھوڑ دیا۔ اسی طرح ان کا وہ اقدام ہے جو نصرین بن حجاج اور جعدہ بن سلیم اور ابن وبرہ کے بارے میں کیا ہے۔

طلاق کا غلط فیصلہ

اس سے بھی زیادہ تعجب خیز بات یہ ہے کہ ابوکنف عبدی نے ان کے پاس آ کر سوال کیا کہ میں نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور میں گھر میں موجود نہ تھا البتہ طلاق کا پیغام اسے وصول ہو گیا پھر میں نے عدّہ میں اس سے رجوع کر لی اور رجوع کی تحریر اسے لکھ دی جو اسے وصول نہ ہوئی اس نے دوسرا نکاح کر لیا (اب کیا حکم ہے) اسے جواب

لکھا ہے کہ اگر دوسرے شوہر نے اس سے دخول کیا ہے تو وہ اس کی زوجہ ہے اور اگر دخول نہیں کیا تو تیری زوجہ ہے حالانکہ جب یہ جواب لکھا ہے میں موجود تھا پھر بھی نہ مجھ سے پوچھا نہ مشورہ لیا اس کا یہ خیال تھا کہ اسے خود اس قدر علم ہے کہ مجھ سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے میں نے ارادہ کیا کہ اسے ٹوکوں۔ پھر یہ سوچ کر خاموش رہا کہ خدا خود اسے رسوا کرے گا پھر بھی لوگوں نے اس پر اعتراض نہیں کیا بلکہ اسے اچھا سمجھا اور اس کو سنت قرار دے لیا قبول بھی کر لیا اور درست بھی سمجھا حالانکہ یہ ایسا فتویٰ ہے کہ اگر ایک کمزور، بے عقل مجنون بھی فتویٰ دیتا تو اسے برا نہ ہوتا۔

حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ کا اخراج

پھر اس کا اذان سے ﴿حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ﴾ نکال دینا ہے لوگوں نے اسے بھی سنت قرار دے دیا اور ان کی پیروی کرتے رہے۔

مفقود الخبر

اسی طرح مفقود الخبر کے بارے میں ان کا یہ فیصلہ کہ اس کی زوجہ کی مدت چار سال ہے اس کے بعد وہ نکاح کر سکتی ہے پھر اگر اس کا شوہر واپس آ جائے تو اختیار ہے چاہے زوجہ لے لے یا مہر لے لے لوگوں نے اسے بھی اچھا سمجھا اور اس کو سنت بنا لیا اور کتابِ خدا اور سنتِ رسولؐ سے ناواقفیت کی وجہ سے اسے منظور کر لیا۔

نابینا کا مدینہ سے اخراج اور پانچ بالشت کی رسّی

اسی طرح ان کا مدینہ سے ہر نابینا کو نکال دینا اور بصرہ میں اپنے والیوں کی طرف پانچ بالشت کی رسیاں روانہ کر کے یہ حکم دینا ہے کہ جو عجمی گرفتار ہوں ان میں سے جن کے قد اس حد تک پہنچ جائیں انہیں قتل کر دو اسی طرح تستر کے قیدیوں کو واپس کرنا

ہے حالانکہ وہ بچہ والی عورتیں تھیں اسی طرح ان بچوں کے لیے جنہوں نے بصرہ میں چوری کی تھی ان کو رسّی روانہ کر کے یہ حکم دینا ہے کہ جس کا قد اتنا لمبا ہو اس کے ہاتھ قطع کر دو۔

جھوٹی گواہی پر رجم

اور اس سے زیادہ تعجب خیز ان کا ایک جھوٹی گواہی کی وجہ سے ایک جھوٹے کو رجم کرنا ہے پس اس کی جھوٹی شہادت قبول کر لی اور جاہلوں نے بھی قبول کر لی اور یہ گمان کیا کہ فرشتہ ان کی زبان بولتا ہے اور پڑھاتا ہے۔

اسامہ کے لشکر سے واپسی

اسی طرح ان کا یمن کے قیدیوں کو آزاد کر دینا ہے اسی طرح ان کا اور ان کے ساتھی کا اسامہ بن زید کے لشکر سے واپس آ جانا ہے حالانکہ وہ ان کی سرداری قبول کر چکے تھے۔ پھر اس سے بھی تعجب خیز بات وہ ہے جو خدا خوب جانتا ہے اور اس نے لوگوں کو بھی خبر دی ہے کہ وہ وہی ہے جس نے رسول خداؐ کو اس کتف سے روکا جس کو حضورؐ نے اس کے ساتھ بلایا تھا پھر اس چیز نے ان کے پاس نہ ان کو کوئی تکلیف دی اور نہ اسے کچھ کم کیا اور یہی وہ صفیہ کے متعلق کہنے والا ہے جبکہ اس نے صفیہ کے لیے کہا جو کچھ کہا جس کی وجہ سے رسول پاک غضبناک ہوئے اور انہوں نے اس شخص کو فرمایا جو کچھ فرمایا (مشہور ہے)۔

اہل بیت کی تشبیہ مزبلہ سے

اور یہ وہی ہے جس کی طرف سے ایک دن میں گزرا تو کہہ رہا تھا کہ محمدؐ کی مثال اہل بیت میں ایسی ہے جیسے مزبلہ میں ایک درخت اُگ آیا ہو جب یہ خبر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو غضبناک ہوکر باہر تشریف لے آئے اور منبر پر تشریف لے گئے آپ کا غیض وغضب دیکھ کر انصار مسلح ہوکر پہنچ گئے آپ نے فرمایا ان قوموں کو کیا ہوگیا ہے جو میرے قرابت داروں پر عیب لگاتی ہیں حالانکہ خدا نے انہیں جو فضیلت دی ہے اور جو درجات بخشے ہیں اور خصوصیت سے انہیں ہر رجس سے پاک اور محفوظ رکھا ہے تم سن چکے ہو اور یہ بھی سن چکے ہو کہ افضل اہل بیت اور سردار اہل بیت کو اس نے کیا درجات بخشے ہیں اور انہیں کس قدر عزت وشرف اور بزرگی مرحمت فرمائی ہے ان مسلمانوں پر بھی جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں اور ان کے امتحان اور مجھ سے ان کی قرابت کا اور یہ کہ ان کی مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کی موسیٰ سے تھی پھر بھی تم یہ کہتے ہو کہ میں ایسا درخت ہوں جو مزبلہ پر اُگا ہو۔

خاتم النبیین کا پُر جوش خطبہ اور اہل بیتؑ کے درجات

پھر فرمایا: ایہا الناس آگاہ ہو کہ خدا نے دو قسم کے بندے خلق فرمائے ہیں اور مجھے بہترین گروہ میں شامل فرمایا ہے پھر اس گروہ کو بھی تین جماعتوں پر تقسیم کیا بحیثیت شاخوں قبیلوں اور گھروں کے پس مجھے بہترین شاخ وقبیلہ وگھر سے قرار دیا ہے اسی لیے فرمایا ہے: ﴿اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا﴾ (پس خدا کا ارادہ یہ ہے کہ اے اہل بیت کہ وہ تم سے ہر رجس کو دور رکھے اور ایسا پاک رکھے جو پاک رکھنے کا حق ہے)۔

پس میرے اہل بیت اور میری عترت اور میرے بھائی علی ابن ابی طالب کو یہ شرف حاصل ہوا اور مجھے۔ یاد رکھو کہ خداوند عالم نے اہل زمین پر ایک نظر ڈالی اور ان میں سے مجھے منتخب کیا پھر دوسری نظر ڈالی اور میرے بھائی علی ابن ابی طالب کو منتخب کر کے میرا وصی، وزیر اور خلیفہ اور میرے بعد ہر مومن کا ولی مقرر فرمایا پس مجھے نبی و رہبر مقرر کیا اور مجھ پر وحی نازل کی کہ میں علی کو بھائی ولی وصی اور اپنی امت پر خلیفہ مقرر کر

دوں یاد رکھو کہ وہ میرے بعد میری امت کے ہر مؤمن کے ولی ہیں جو ان سے محبت رکھے خدا اس کا دوست اور جو ان سے عداوت رکھے خدا اس کا دشمن ہے جو انہیں محبوب رکھے وہ خدا کا محبوب اور جو ان سے بغض رکھے خدا اس سے بغض رکھتا ہے ان سے وہی محبت رکھے گا جو صاحب ایمان ہوگا اور وہی عداوت رکھے گا جو کافر ہوگا وہ میرے بعد زمین کا رب[1] اور سکون کا سبب ہے اور ایک نسخہ میں ہے کہ وہ زمین کا بوجھ اٹھانے والا اور اس کا سکون ہے وہ خدا کا کلمۂ تقویٰ اور اس کی مضبوط گرہ ہیں کیا تم یہ چاہتے ہو کہ خدا کے نور کو اپنے منہ کی پھونک سے بجھا دو حالانکہ خدائے تعالیٰ اپنے نور کو کامل کر کے رہے گا اگرچہ اسے مشرک گوارا نہ کریں (دوسری روایت میں ہے کہ اگرچہ کافر گوارا نہ کریں)۔

اور خدا کے دشمن یہ چاہتے ہیں کہ میرے بھائی کے نور کو بجھا دیں اور اللہ اسے ناپسند کرتا ہے مگر یہ کہ وہ اس کے نور کو کامل کر کے رہے گا۔

ایہا الناس! جو لوگ یہاں ہیں انہیں چاہئے کہ میرا یہ کلام انہیں پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں خداوندا تو گواہ رہنا اے لوگو! خدا نے پھر تیسری نظر ڈالی پس میرے بعد ان بارہ وصیّوں کو منتخب کیا جو میرے اہل بیت میں سے گیارہ امام میرے بھائی کے بعد یکے بعد دیگرے امام خلق (مخلوق) جب ایک وفات پائے گا تو دوسرا اس کا قائم مقام ہوگا ان کی شان ایسے ہے جیسے آسمان پر ستارے ہوں جب ایک ستارہ غائب ہوتا ہے تو دوسرا اس کی جگہ طلوع کرتا ہے اس لیے وہ آئمہ ہدایت ہیں انہیں نہ کسی کا مکر نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ کسی کا چھوڑ جانا بلکہ خدا اسے بے وفائی کی سزا دے گا پس وہ زمین میں خدا کی رحمت ہیں اور اس کی مخلوق کے گواہ ہیں جس نے ان کی پیروی کی اس نے خدا کی پیروی کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی وہ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن ان کے ساتھ ہے نہ وہ قرآن سے جدا ہوں گے اور نہ قرآن ان

---

[1] بفرمانِ رسولؐ علی علیہ السلام زمین کے رب ہیں۔

سے جدا ہوگا یہاں تک کہ دونوں حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہوں گے پہلے امام علی مرتضٰی ہیں جوان سب سے بہتر ہیں پھر میرے فرزند حسن پھر میرے فرزند حسین پھر ان کی اولاد سے نو (۹) امام ہیں اوران کی ماں میری دختر فاطمہ زہراء صلوات اللہ و سلامہ علیہا ہیں ان کے بعد میرے چچا ابو طالب کے فرزند اور میرے بھائی کے بھائی جعفر اور میرے چچا حمزہ کا درجہ ہے میں سب نبیوں اور رسولوں سے بہتر ہوں اور میری دختر فاطمہ زہراء جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہیں اور علی مرتضٰی اوران کے دونوں فرزند جو اوصیاء ہیں سب اوصیاء سے بہتر ہیں اور میرے اہل بیت تمام نبیوں کے اہل بیت سے بہتر ہیں اور میرے فرزند حسن و حسین جنت کے تمام مردوں کے سردار ہیں۔

اے لوگو تمہارے ہر امیدوار کو میری شفاعت کی امید ہے کیا میرے اہل بیت اس سے محروم رہیں گے میرے دادا عبد المطلب کی جو اولاد موحد ہوکر خدا سے ملاقات کرے گی اور کسی اور کو اس کا شریک نہ قرار دے گی انہیں خدا ضرور جنت میں داخل کرے گا اگرچہ ان کے گناہ سمندروں کے جھاگ اور سنگریزوں کے برابر ہوں۔

اے لوگو! میرے اہل بیت کی تعظیم کرو میری زندگی میں بھی اور میرے مرنے کے بعد بھی کیونکہ میں اگر دروازۂ جنت کی کنجی پکڑلوں اور میرے لیے خدا کا تجلّی ہو اور وہ مجھے شفاعت کی اجازت دے دے تو میں اہل بیت پر کسی کو ترجیح نہیں دوں گا۔

اے لوگو! میرے نسب کو سمجھو میں کون ہوں یہ سن کر انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوگیا دوسری روایت میں ہے کہ انصار کھڑے ہوکر کہنے لگے کہ ہم خدا و رسول کے غضب سے پناہ مانگتے ہیں یہ فرمائیں کہ آپ کے اہل بیت کے بارے میں کس نے آپ کو اذیت پہنچائی ہے کہ ہم اس کا سر اڑا دیں اور بروایتے اسے قتل کر دیں کہ اس کی اولاد نیک ہو جائے آپ نے فرمایا کہ میرے نسب کو سمجھو میں محمد بن عبداللہ بن عبد المطلب بن ہاشم نزاری کی اولاد سے ہوں پھر آپ نے اسماعیل بن ابراہیم تک اپنا نسب گن کر سنایا۔

رسولؐ و آلِ رسولؐ کی طینت زیرِ عرش ہے

پھر فرمایا کہ میری اور میرے اہل بیت کی طینت زیرِ عرش سے ہے آدم تک نکاح کے ساتھ نہ کہ سفاح کے ساتھ ہمارے نسب میں کہیں جاہلیت والا عقد نہیں ہے پس مجھ سے پوچھ لو خدا کی قسم کوئی ایسا نہیں جو مجھ سے اپنے ماں باپ اور خاندان کا سوال کرے اور میں نہ بتا سکوں۔

صحیح اور غلط نسب کی پرکھ زبانِ رسول سے اور غیب کی خبریں

اتنے میں ایک شخص نے کھڑے ہو کر سوال کیا کہ میرا باپ کون ہے فرمایا: فلاں ہے جس کی طرف تو منسوب کیا جاتا ہے اس نے خدا کی حمد و ثنا کے بعد عرض کیا کہ اگر مجھے کسی اور کی طرف منسوب فرماتے تو بھی میں راضی رہتا اور تسلیم کر لیتا پھر ایک اور آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا: فلاں آدمی ہے جس کی طرف وہ منسوب نہ تھا وہ اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو گیا پھر ایک اور آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ میں اہل جنت سے ہوں یا اہل دوزخ سے فرمایا اہل دوزخ سے پھر آپ نے غضبناک ہو کر فرمایا کہ جو لوگ میرے اہل بیت اور بھائی اور وزیر اور وصی اور خلیفہ اور ہر مؤمن کے ولی پر عیب لگاتے ہیں انہیں اس امر سے کیا چیز روکتی ہے کہ وہ کھڑے ہو کر مجھ سے سوال کریں کہ ان کا باپ کون تھا اور وہ کہاں جائیں گے جنت میں یا دوزخ میں عمر بن خطاب نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ میں خدا اور رسول کے غضب سے پناہ مانگتا ہوں یا رسول اللہ ہمیں معاف فرما دیں خدا آپ پر رحم فرمائے ہمیں مہلت دیں خدا آپ کو مہلت دے آپ ہمارا پردہ رکھیں خدا آپ کا پردہ محفوظ رکھے ہم سے باز آئیں آپ پر خدا کے درود ہوں پس آنحضرت ﷺ کو حیا مانع ہوئی اور اس سوال سے باز رہے۔

عمر کا عباس پر غلط الزام

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ انہی عمر کا واقعہ عباس کے ساتھ ہے جب آپ نے عمر کو صدقات کی وصولی کے لیے بھیجا تھا اور انہوں نے واپس آ کر یہ کہہ دیا کہ عباس نے اپنے مال کا صدقہ دینے سے انکار کر دیا یہ سن کر آنحضرت غضبناک ہو کر فرمانے لگے اس خدا کی حمد جس نے ہم اہل بیت کو اس نجاست سے محفوظ رکھا ہے جو وہ ہمیں لگانا چاہتے ہیں عباس نے اپنے مال کا صدقہ دینے سے انکار نہیں کیا بلکہ تم نے جلدی کی ہے انہوں نے تو کئی سال کی زکوٰۃ دینے میں بھی عجلت سے کام لیا ہے پھر وہ میرے پاس آئے کہ میں ان کے ہمراہ جا کر آنحضرت کی خدمت میں ان کی سفارش کروں تا کہ وہ راضی ہو جائیں میں نے سفارش کی۔

نمازِ جنازہ کیلئے رسولؐ پر اعتراض

اسی طرح ان کا واقعہ عبد اللہ بن ابی بن سلول کے ساتھ ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ابی ابن سلول کے جنازہ پر نماز پڑھنے کے لیے قدم آگے بڑھایا تو انہوں نے پیچھے سے ان کا دامن پکڑ کر کہا کہ خدا نے آپؐ کو اس پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے آپ کے لیے جائز نہیں ہے کہ اس کی نماز جنازہ پڑھیں آپ نے جواب دیا کہ میں اس کے فرزند کے احترام کے لیے اس پر نماز پڑھ رہا ہوں اور مجھے امید ہے کہ اس ذریعہ سے ستّر (۷۰) آدمی اس کے خاندان کے اسلام قبول کر لیں گے تمہیں کیا معلوم کہ میں نے اس کے جنازہ پر کیا پڑھا ہے میں نے تو اس کے لیے خدا سے بددعا کی ہے۔

صلح حدیبیہ میں

اسی طرح ان کا واقعہ آنحضرت کے ساتھ صلح حدیبیہ کے دن کا ہے جب صلح نامہ لکھا جا رہا تھا تو وہ کہہ رہے تھے کہ ہم اپنے دین میں کمزوری ظاہر کر دیں پھر وہ آپؐ کے لشکر میں چکر لگا کر لوگوں کو جوش دلا رہے تھے کہ کیا ہم دین میں کمزوری نہیں دکھا رہے ہیں یہ دیکھ کر آنحضرت نے فرمایا تھا کہ میرے پاس سے ہٹ جاؤ کیا چاہتے ہو کہ ہم عہد شکنی کریں ایک روایت میں ہے کہ یہ فرمایا کہ اسے میرے پاس سے نکال دو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں اپنے عہد کو خراب کر دوں میں نے جو کچھ لکھا ہے اسے ضرور پورا کروں گا اے سہیل اپنے فرزند جندل کو پکڑ لے اس نے پکڑ کر لوہے کی زنجیر سے باندھ دیا پھر خداوند عالم نے رسول اللہ ﷺ کا انجام بخیر فرمایا اور کامیابی و ہدایت و عزت و فضل و رحمت فرمایا اور یہ وہی خم غدیر والے ہیں جب آنحضرت مجھے ولی مقرر فرما رہے تھے اور ان کے ساتھ ان کا ساتھی بھی تھا یہ کہہ رہے تھے کہ یہ کیا ذلیل بات کر رہے ہیں اور دوسرا کہہ رہا تھا یہ کیا حرکت ہے کہ چچازاد کا بازو پکڑ کر بلند کر رہے ہیں جس وقت میں آنحضرت کے ہاتھوں پر بلند تھا تو ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا یہی کرامت ہے پس ان کے ساتھی نے ان کے منہ کو نوچ کے کہا نہیں خدا کی قسم نہ میں سنوں گا اور نہ کبھی پیروی کروں گا پس اس پر تکیہ کر کے دونوں اچکتے ہوئے دونوں واپس ہو گئے اس کے بارے میں خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی ہے:

﴿فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰی وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰی ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰی اَهْلِهٖ یَتَمَطّٰی اَوْلٰی لَكَ فَاَوْلٰی﴾ (اس نے نہ تصدیق کی نہ نماز پڑھی بلکہ جھٹلایا اور پیٹھ پھیر لی پھر اپنے اہل کی طرف اچکتا ہوا چلا گیا تیرے لیے یہی بہتر تھا یہی بہتر تھا)

یہ خدا کی طرف سے وعید اور انتباہ ہے۔

ہمارے رسول اور علم غیب

یہ وہی ہے جو میری بیماری کے وقت آنحضرت کے ہمراہ مع ایک گروہ کے میری عیادت کے لیے آئے جب اپنے ساتھی کے اشارے پر اس نے یہ کہا تھا کہ یا رسول اللہ آپ نے تو ہم سے علی مرتضیٰ کی ولایت کا عہد لیا تھا اور میں ان کا یہ حال دیکھ رہا ہوں اب اگر وہ انتقال کر جائیں تو ہم کس طرف رجوع کریں یہ سن کر آپ نے تین مرتبہ فرمایا تھا: بیٹھ جاؤ بیٹھ جاؤ بیٹھ جاؤ پھر دونوں کی طرف رخ کر کے فرمایا تھا کہ یہ اس مرض میں نہیں مر سکتے جب تک تم دونوں انہیں غیض وغضب سے نہ بھر دو اور ان پر ظلم اور غدّاری نہ کرلو اور انہیں صابر اور ثابت قدم نہ دیکھ لو۔ اس وقت تک نہیں مریں گے جب تک تمہارے ہاتھوں مصائب برداشت نہ کرلیں اور مریں گے نہیں بلکہ مقتول وشہید ہوں گے۔

خم غدیر میں امیر المؤمنین کہہ کر سلام کا فرمان

ان سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اسّی (۸۰) آدمیوں کو جمع کر کے حکم دیا جس میں چالیس (۴۰) عرب اور چالیس (۴۰) عجم تھے یہ دونوں بھی شامل تھے کہ علی مرتضیٰ پر امیر المؤمنین کہہ کر سلام کریں:

﴿اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾

اور سب نے سلام کیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ علی میرا بھائی وزیر وارث میری امت میں میرا خلیفہ میرا وصی اور میرے بعد ہر مؤمن کا ولی ہے۔ ان کی بات سنو ان کی فرمانبرداری کرو ان دونوں کے سوا ان میں عثمان، طلحہ، زبیر، سعید، عبد الرحمان بن عوف ابوعبیدہ جرّاح، سالم معاذ بن جبل اور ایک گروہِ انصار بھی شامل تھا آخر میں فرمایا کہ میں تم سب پر خدا کو گواہ کرتا ہوں۔

پھر امیر المؤمنین نے قوم کی طرف رخ کر کے فرمایا: سبحان اللہ اس امت کے دلوں کو اس کے عجل اور سامری کی محبت کے شربت پلا کر کس طرح امتحان میں مبتلا کر دیا گیا ہے کہ ان لوگوں نے اقرار کر لینے کے بعد پھر دعویٰ کیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ خدا ہم اہل بیت میں نبوت اور خلافت کو جمع کرنا نہیں چاہتا حالانکہ آنحضرت نے ان اسّی (۸۰) آدمیوں کو جمع کر کے حکم دیا تھا کہ علی مرتضیٰ پر امیر المؤمنین کہہ کر سلام کرو اور انہیں اس پر گواہ کیا تھا پھر بھی یہ لوگ خیال کرنے لگے کہ آنحضرت نے کسی کو اپنا خلیفہ نہیں مقرر فرمایا تھا۔ اور مشورہ کرنے لگے پھر یہ بھی اقرار کر لیا کہ بیعت مشورہ سے نہیں بلکہ ناگہانی تھی حالانکہ ناگہانی فعل سے بڑا جرم اور کیا ہو سکتا ہے پھر ابوبکر نے عمر کو خلیفہ مقرر کر دیا اور آنحضرت کے امر کی پیروی نہ کی اور جب خلافت کے متعلق ان سے دریافت کیا گیا تو صرف رسول اسلام پر طعن کرنے اور اپنی رائے کو فوقیت دینے کے لیے یہ کہہ دیا کہ میں امتِ رسولؐ کو کوئی خلیفہ مقرر کیے بغیر پھٹی ہوئی جوتی کی طرح چھوڑ دوں گا پھر عمر نے تیسرا کام کیا اور اس دعویٰ پر عمل نہ کیا کہ آنحضرتؐ نے کوئی خلیفہ مقرر نہیں فرمایا تھا جس طرح ابوبکر نے اپنا خلیفہ بنا لیا تھا۔ وہ کام یہ تھا کہ خلافت کو چھ آدمیوں کے مشورہ پر چھوڑ دیا باقی تمام عرب کو اس مشورہ سے باز رکھا پھر عوام کی نظر میں ان لوگوں کو میرے برابر بنا دیا جن کے دل فتنہ اور گمراہی کے شربت پیئے ہوئے تھے پھر جب ابن عوف نے عثمان کی بیعت کر لی تو ان سب نے بھی ان کی بیعت کر لی حالانکہ وہ رسول خداﷺ کی زبان سے کئی موقعوں پر عثمان پر لعنت سُن چکے تھے پھر بھی عثمان کا حال ان دونوں کی بہ نسبت غنیمت تھا اور انہوں نے ایک دن مجھ سے ایسی بات کہی جسے میں سمجھ گیا اور اس کی بات پر تعجب ہوا۔

حضرت عائشہ وحفصہ حضرت عثمان کے حضور میں

ایک دن میں حضرت عثمان کے گھر بیٹھا تھا کہ یکا یک عائشہ و حفصہ دونوں نے ان کے پاس آ کر آنحضرتؐ کے سامان سے جو عثمان کے قبضہ میں تھا اپنی میراث کا مطالبہ کیا۔ عثمان نے کہا خدا کی قسم ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں تمہیں مہلت دیتا ہوں کہ تم دونوں خود اپنے اوپر گواہی دو کیونکہ تم دونوں نے اپنے باپوں کے پاس آ کر گواہی دی تھی کہ تم نے آنحضرتؐ سے سنا ہے آپ نے فرمایا تھا کہ ان کا کوئی وارث نہیں ہے اور وہ جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ پھر تم نے ایک مرد مالک بن حدث بن حدثان کو جو اپنے پیچھے پیشاب کرتا اور اپنے پیشاب سے طہارت کرتا تھا سبق پڑھایا اور اس نے تم دونوں کے ساتھ گواہی دی۔ اس بدّو کے سوا نہ کسی نے اصحابِ رسول میں سے گواہی دی نہ انصار سے۔ مجھے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس نے آنحضرت ﷺ پر تہمت لگائی ہے اور تم نے بھی اس کے ساتھ حضورؐ پر تہمت لگا دی۔ یہ سن کر دونوں روتی ہوئی عثمان کو گالیاں دیتی ہوئی واپس جانے لگیں تو عثمان نے کہا تم دونوں بے شک واپس چلی جاؤ۔ کیا تم نے ابوبکر کے روبرو گواہی نہیں دی تھی۔ دونوں نے اقرار کیا کہ ہاں ہم نے گواہی دی تھی۔ عثمان نے کہا جب تم نے خود گواہی دی تھی تو اب تمہارا کوئی حق نہیں ہے اور اگر تم نے جھوٹی گواہی دی تھی تو اس کی ذمہ داری تم دونوں پر ہے اور اس پر جس نے تمہیں اس گواہی کی اجازت دی تھی۔ اس گھر والوں پر خدا، ملائکہ اور کل انسانوں کی لعنت ہے۔

امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر عثمان میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور کہنے لگے: اے ابوالحسن! میں نے ان دونوں سے آپ کا علاج کر دیا ہے۔ میں نے کہا خدا کی قسم تم نے حق کی تبلیغ کی اور سچ کہا۔ بس اب خدا ان ہی کی ناک رگڑے گا میں سمجھ گیا کہ عثمان میری خوشنودی چاہتے ہیں اور نسبتاً وہ ہم سے رشتہ میں قریب ہیں حالانکہ ان کے پاس اپنی خلافت اور حکومت کرنے کا نہ کوئی ثبوت تھا نہ دلیل۔

شیرِ خدا کی تقریر صفین سے پہلے

ابان نے سلیم سے نقل کیا ہے کہ میں نے واقعۂ صفین سے قبل علیؑ ابن ابی طالبؑ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ یہ لوگ کلمۂ حق کی طرف ہرگز مائل نہیں ہوں گے۔ جب تک ان کی طرف فوجوں پر فوجیں اور لشکروں پر لشکر روانہ نہ کیے جائیں اور پانچ دستوں کے پیچھے اور پانچ دستے نہ کھینچ لیے جائیں۔ اور جب تک انکی زمینیں نہ چری جائیں اور جب تک ان پر ہر طرف سے دھاوا نہ بول دیا جائے۔ اور جب تک صابر اور سچی قوم سے ان کا سامنا نہ ہو جائے۔ جس میں راہِ خدا میں شہید ہو جانے سے طاعتِ خداوندی کا جذبہ اور بڑھ جاتا ہو۔

خدا کی قسم تم نے آنحضرتؐ کے ہمراہ ہمیں دیکھا ہے کہ ہمارے باپ، بیٹے، بھائی، چچا اور گھر والے قتل ہو جاتے تھے مگر اس سے ہمارے ایمان و یقین اور طاعتِ خداوندی کے جذبہ اور ثباتِ قدم میں اور اضافہ ہو جاتا تھا۔ اس لیے کہ بہادروں سے مقابلہ تھا اور ایک ہمارا اور ایک دشمن کا پہلوان یہ سوچ کر ایک دوسرے پر حملہ کرتے تھے کہ دیکھیں کون دوسرے کو موت کا کاسہ پلاتا ہے۔ پھر کبھی ہمارا بہادر غالب آتا تھا اور کبھی ان کا پہلوان۔ جب خدا نے ہمیں صابر اور سچا پایا تو قرآن مقدس میں ہماری تعریف اور اپنی رضامندی کا اعلان فرما کر اپنی نصرت نازل کی۔

میں یہ نہیں کہتا کہ جو بھی آنحضرتؐ کے ساتھ تھے سب ایسے ہی تھے البتہ ان میں زیادہ اور عام ایسے ہی تھے۔ ورنہ ہمارے ساتھ ایسے بھی تھے جو ﴿لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَأْلُوْنَكُمْ خَبَالًا﴾ کے مصداق تھے خداوند عالم نے فرمایا ہے: ﴿قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ﴾ ان کے منہ سے ان کی نیتیں ظاہر ہو گئیں اور جو کچھ ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے اس سے بڑھ کر ہے۔

بھاگنے والوں کی تصویریں

اور ان میں بعض ایسے بھی تھے اے ابن قیس! جنہیں تم اور تمہارے ساتھی فضیلت دیتے ہو۔ جو میدان سے بھاگ نکلتے تھے۔ انہوں نے نہ کبھی تیر مارا، نہ تلوار چلائی، نہ نیزہ سے وار کیا۔ جب بھی میدان کارِزار اور موت کا بازار گرم ہوئے وہ پناہ لینے کے لیے چھپتے پھرتے اور بہانے ڈھونڈتے تھے۔ اور اس طرح پناہ لیتے رہے جیسے کالی بھیڑ جو چھو لینے والے کا ہاتھ بھی نہ روک سکے۔ اور جب دشمن کا سامنا ہو جاتا تو بھاگ نکلتے۔ اور بزدلی اور ڈر کی وجہ سے دشمن کو پیٹھ دکھا کر اس پر احسان کرتے تھے اور جب آرام اور لوٹ مار کا وقت آتا تو وہ اس طرح بولتے تھے جیسے خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ﴾

وہ تیز زبانوں سے بولتے ہیں گویا خیر ہی خیر کے پابند ہیں۔

ہمیشہ آنحضرتؐ سے ایسے شخص کے قتل کرنے کی اجازت طلب کرتے تھے جس کا قتل آپ کو مطلوب نہ ہوتا تھا اور منع فرما دیتے تھے ایک دن آنحضرتؐ نے دیکھا کہ وہ مکمل ہتھیاروں سے سج سجا کر آئے ہیں۔ آپ دیکھ کر ہنس پڑے اور ان کی کنیت سے آواز دے کر فرمانے لگے آج تمہارا دن ہے۔ اشعث نے عرض کیا میں آپ کے اس کلام سے نہیں سمجھا کہ کس کی طرف اشارہ ہے کہ اس سے شیطان بھاگتا ہے۔ فرمایا اے ابن قیس! ایسا نہیں تھا۔ کیا شیطان کا خوف اللہ تعالیٰ کی وجہ سے تھا؟ پھر فرمایا: اگر ہم اس وقت جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے اور ہمیں سختیوں اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا یہی کچھ کرتے جو تم آج کر رہے ہو تو نہ کبھی خدا کا دین قائم ہوتا اور نہ خدا اسلام کو عزت دیتا اور خدا کی قسم وہ تمہارا خون لیں گے اور تمہیں ندامت و شرمندگی ہوگی۔

غیب کی خبریں

جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے یاد رکھو اور لوگوں سے بیان کرتے رہو کہ تم پر بدترین آدمی، زنا زادے، آزاد کردہ یعنی نکالے ہوئے اور منافق ضرور مسلط ہوں گے۔ اور تمہیں ضرور قتل کریں گے۔ پھر تم خدا کو پکارو گے مگر وہ تمہاری فریاد قبول نہیں کرے گا۔ اور نہ تمہاری مصیبت ٹالے گا۔ جب تک تم توبہ و استغفار کر کے اس کی طرف رجوع نہ کرو۔ پس اگر توبہ کر کے رجوع کر لو تو خدا تمہیں ان کے فتنہ اور گمراہی سے چھڑا لے گا۔ اسی طرح جیسے تمہیں شرک و جہالت سے چھڑایا تھا۔

امت کے گمراہ قائدوں کی شکایت

تعجب اور پورا تعجب امت کے ان جاہل اور گمراہ قائدوں پر ہے جو انہیں آگ کی طرف کھینچ رہے ہیں حالانکہ وہ رسول خداﷺ سے سن چکے تھے اور وہ بار بار فرما چکے تھے کہ جس امت نے بھی اپنا امام ایسے شخص کو بنایا جس سے زیادہ علم والے اس امت میں موجود ہوں ان کا کام پستی میں ہی جاتا رہے گا یہاں تک کہ وہ اس طرف پلٹیں جسے چھوڑ آئے ہیں ان لوگوں نے مجھ سے پہلے تین کو اپنا حاکم بنا لیا جن میں ایک بھی ایسا نہ تھا جو قرآن کا جامع ہو یا اس نے دعویٰ کیا ہو کہ وہ کتابِ خدا اور سنت رسولؐ کا عالم ہے اور وہ خوب جانتے تھے کہ میں کتاب خدا اور سنت رسولؐ کا پورا عالم ہوں۔ ان سب سے زیادہ سمجھتا اور پڑھتا ہوں اور خدا کے حکم کا ان سے بہتر فیصلہ دیتا ہوں اور ان تینوں کو آنحضرتؐ کے ساتھ مجھ سے سبقت حاصل نہیں ہے۔ اور نہ ان کے مشکلات اور تکالیف میں ان کے معاون رہے نہ انہوں نے کسی کو تیر مارا نہ نیزہ لگایا نہ تلوار ماری، صرف بزدلی، کم ہمتی اور اپنی جان بچانے کے لیے۔ حالانکہ انہیں معلوم تھا کہ آنحضرتؐ خود جہاد فرما رہے ہیں اور بذاتِ خود اُبی ابن خلف اور مسجع بن عوف کو قتل کیا ہے اور وہ سب سے

زیادہ بہادر، اور خطرہ سے دور رہنے اور تحفظِ جان کے بہت زیادہ حقدار تھے۔ اور وہ یقین کے ساتھ یہ بھی جانتے تھے کہ ان میں کوئی بھی ایسا نہ تھا جو میری جگہ کھڑا ہوکر بہادروں سے جنگ کرتا اور قلعہ فتح کرتا۔ اور جب بھی آنخضرتؐ پر کوئی مشکل یا سختی یا تنگی یا اہم وقت آیا انہوں نے یہی آواز دی کہ میرا بھائی علیؑ کہاں ہے۔ میری تلوار اور نیزہ کہاں ہے میری مصیبتوں کا دور کرنے والا کہاں ہے۔ بس وہ مجھے آگے بڑھا دیتے تھے۔ اور میں آگے بڑھ کر اپنی جان کی قربانی پیش کرتا تھا۔ اور خداوند عالم میرے ہاتھ سے اس مصیبت کو ٹال دیتا تھا۔ یہ خدا ورسولؐ کا احسان ہے کہ انہوں نے مجھے اس خدمت کے لیے مخصوص فرمالیا اور مجھے اس کی توفیق بخشے رکھی۔ اور لوگ جن کا میں نے ذکر کیا ہے نہ انہیں امتحان پیش آیا نہ انہیں سبقت حاصل تھی نہ کسی بہادر سے جنگ کرنا پڑی، نہ فتح نصیب ہوئی نہ نصرت الٰہی۔ سوائے ایک مرتبہ کے تو اس وقت بھی بھاگ نکلے اور دشمن پر یہ احسان کیا کہ اسے پیٹھ دکھا دی اور جب پلٹے تو وہ ساتھیوں کو بزدل بنا رہے تھے اور ساتھی انہیں بزدل کہہ رہے تھے۔ اور وہ تو کئی دفعہ بھاگ چکے ہیں۔ پھر جب آرام اور مال غنیمت کی تقسیم کا وقت آتا تھا تو وہ بولتے بھی تھے اور پیچ وتاب بھی کھاتے تھے حکم بھی دیتے تھے اور منع بھی کرتے تھے۔

جنگِ خندق کا حیرت انگیز واقعہ

جنگِ خندق میں عمرو بن عبدود نے ان کا نام لے کر پکارا تھا اس سے بھی جان بچائی اور ساتھیوں میں گھس کر پناہ لے لی یہاں تک کہ آنخضرتؐ کو بھی ان کے خوف کا حال دیکھ کر ہنسی آ گئی۔ اور آواز دی کہ میرا بھائی علیؑ کہاں ہے؟ اے میرے بھائی اور حبیب! اے علیؑ! آگے بڑھو۔ اور اس شخص نے اپنے چاروں ساتھیوں (کعبہ میں تحریری معاہدہ لکھنے والوں) سے کہا: خدا کی قسم اب رائے یہ ہے کہ جب دشمن دونوں طرف سے آجائیں تو محمدؐ کو ان کے حوالہ کردیں اور اپنی جانیں بچالیں۔ جیسا کہ خداوند عالم نے

فرمایا ہے: ﴿وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰہِ الظُّنُوْنَا هُنَالِکَ ابْتُلِیَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِیْدًا وَ اِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا﴾ (اور تم خدا کے متعلق طرح طرح کی بدگمانیاں کرنے لگے۔ مؤمن وہاں آزمائے گئے اور ان میں سخت تزلزل آ گیا اور (وہ وقت یاد کرو) جب منافقین اور جن کے دلوں میں مرض تھا کہنے لگے کہ ہم سے خدا اور رسول نے جو وعدہ کیا ہے وہ دھوکا ہی دھوکا ہے)

ان کے ایک ساتھی نے کہا کہ نہیں بلکہ ہم ایک بہت بڑا بُت بنا کر اس کی عبادت شروع کر دیں گے۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ شاید ابن ابی کبشہ غالب آ جائے اور ہم ہلاک ہوں۔ یہ صنم ہمارے بچاؤ کا ذریعہ ہوگا۔ اگر مشرکین غالب آ گئے تو ہم اس صنم کی پوجا پاٹ کا اعلان کر دیں گے اور انہیں بتا دیں گے کہ ہم نے اپنا پرانا دین نہیں چھوڑا ہے۔ اگر ابن ابی کبشہ کو حکومت واپس مل گئی تو ہم خفیہ اس بت پرستی پر قائم رہیں گے۔ جبرائیل امین نے نازل ہوکر اس کی خبر دے دی۔

رسول اسلام ﷺ کی غیب دانی

جب میں عمرو بن عبدود کو قتل کر چکا تو آنحضرتؐ نے ان دونوں کو بلا کر پوچھا کہ تم نے جاہلیت میں کتنے بتوں کو پوجا تھا۔ انہوں نے جواب دیا: یا رسول اللہ جاہلیت میں جو کچھ گزر چکا اب اس کا عیب نہ لگائیں۔ فرمایا کہ اچھا اب کتنے بتوں کی پوجا کر رہے تھے۔ دونوں نے جواب دیا: اس خدا کی قسم جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے، ہم نے جب سے یہ دین اختیار کیا ہے خدا کے سوا کسی کی پرستش نہیں کرتے۔ یہ سن کر آنحضرتؐ نے فرمایا: اے علیؑ تلوار لے کر فلاں فلاں مقام پر جاؤ اور وہ بت نکال لاؤ جس کی یہ پرستش کر رہے تھے۔ اور اسے قبضہ میں لے لو۔ اگر تمہارے اور اس کے درمیان حائل ہوکر کوئی روکے تو اسے قتل کر دو۔ پس وہ دونوں رسول خدا ﷺ کے قدموں پر گر

پڑے اور کہنے لگے: یا رسول اللہ! ہمارا پردہ رکھیے، خدا آپ کا پردہ محفوظ رکھے۔ پس میں نے ان دونوں سے کہا خدا و رسولؐ کی قسم کھا کر عہد کرو کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو گے اور کسی کو اس کا شریک نہ قرار دو گے۔ پس دونوں نے آنحضرتؐ سے اس کا عہد کیا۔ پس میں نے جا کر وہ بت نکالا اور اس کا منہ اور ہاتھ پیر توڑ ڈالے۔ پھر میں آنحضرتؐ کے پاس واپس آیا خدا کی قسم میں نے ان دونوں کے چہروں پر یہ نشانی اس وقت تک دیکھی جب تک یہ زندہ رہے۔

مسئلۂ خلافت پر ایک نظر اور اس دور کے مسلمانوں کی حالتِ زار

پھر آنحضرتﷺ کی وفات کے بعد انہوں نے میرے حق پر انصار سے جا کر نزاع کی اور انصار کے مقابلہ میں یہ دلیل پیش کی تھی کہ وہ قریش سے ہیں اور رسول خداﷺ بھی قریش سے تھے۔ اگر وہ سچے تھے تو اس دلیل سے جو آنحضرتؐ کا زیادہ قریبی ہوگا وہی زیادہ حقدار ہوگا۔ لہٰذا انہوں نے میرے حق پر ظلم کیا۔ اور اگر باطل دلیل پیش کی تھی تو انصار کے حق پر ظلم کیا۔ اب خدا ہی ہمارے اور ظالموں کے درمیان فیصلہ کرے گا۔ جنہوں نے انہیں ہماری گردنوں پر سوار کیا ہے۔

تعجب یہ ہے کہ اس امت کے دلوں میں ان کی محبت گھول کر پلا دی گئی ہے جنہوں نے خدا کی راہ سے روکا اور دین سے پھیر دیا۔ خدا کی قسم اگر یہ امت زمین پر اپنے قدموں پر کھڑی ہو جائے اور اپنے سروں پر خاک ڈال کر الحاح وزاری کرے اور ان کے لیے یہ دعا کرتی رہے جنہوں نے انہیں گمراہ کر کے خدا کی راہ سے روک دیا اور انہیں دوزخ کی دعوت دے کر خدا کو ان پر ناراض کیا اور ان کے جرم کی وجہ سے ان پر خدا کا عذاب واجب کیا۔ پھر بھی وہ اس امر میں خدا کے قصوروار رہیں گے۔ اس لیے کہ حق پر ثابت قدم رہنے والا سچا، جو خدا اور رسولؐ کی معرفت رکھتا ہے، وہ روتا ہے کہ اگر ان کی بدعتوں، نئے نئے طریقوں اور ایجادوں اور عام عادتوں کو بدل دے تو لوگ اس سے لڑ

پڑیں گے اور مخالفت کر کے اس سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور اسے چھوڑ کر حق سے جدا ہو جائیں گے۔ اور اگر ان کی بدعتوں کا اقرار کرے اور اختیار کر کے انہیں زینت دے اور انہی بدعتوں کو دین بنائے تو یہ اس سے محبت بھی کریں گے اور احترام بھی اور اسے فضیلت بھی دیں گے۔

خدا کی قسم اگر میں اپنے اس لشکر میں اس حق کا اعلان کر دوں جو خدا نے اپنے رسولؐ پر نازل فرمایا تھا۔ اور ان پر ظاہر کر کے اس کی طرف انہیں دعوت دوں اور اس کی وہ تشریح و تفسیر بیان کروں جو میں نے سردارِ دو جہاں سے سُنی ہے تو سوا چند مسکینوں کے اس لشکر میں کوئی باقی نہ رہے گا۔ اور یہ لوگ گھبرا کر مجھ سے جدا ہو جائیں گے۔ اگر مجھ سے رسول خدا ﷺ نے اس کا عہد نہ لے لیا ہوتا اور پہلے ہی ان سے نہ مان چکا ہوتا تو میں ایسا ہی کرتا۔ لیکن آنحضرتؐ فرما چکے تھے کہ اے میرے بھائی! جس بات پر انسان مضطر اور مجبور ہو جائے تو وہ اس کے لیے مباح و حلال ہے اور یہ بھی ان سے سنا ہے کہ تقیہ خدا کا دین ہے اور جس میں تقیہ نہیں اس میں دین نہیں ہے۔ پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: انہیں اچھی طرح ہاتھوں سے دور کرو۔ دو تہائی قبیلہ کی طرف سے اور ایک تہائی میری طرف سے اگر خدا نے مجھے عوض دیا تو مجھے معذور سمجھو۔

حکمین کا قضیہ

حکمین کے تقرر کے بعد امیر المؤمنین علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ کتاب خدا اور سنت رسولؐ کے مطابق فیصلہ کرنا چاہے اس میں میرا گلا گھٹتا ہو۔ کیونکہ جو لوگوں کو اس طرف کھینچ کر لائے ہیں ان کی نیت خبیث ہے۔ اس وقت انصار میں سے ایک نے کہا۔ دوسری روایت میں ہے کہ انصار میں سے آپ کے ایک دوست نے آپ سے مل کر کہا کہ یہ کیسا انتشار ہے جس کی خبر آپ کے بارے میں مجھے ملی ہے۔ اس لیے کہ امت رسولؐ میں امر کا پابند آپ سے زیادہ کوئی نہیں ہے۔ پھر یہ انتشار اور اختلاف کس لیے

ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہارا وہی ساتھی ہوں جسے پہچانتے ہو۔ سوا اس کے کہ خدا کی بدترین مخلوق سے میرا امتحان لیا گیا ہے۔ میں انہیں حکم خدا پر لانا چاہتا ہوں اور یہ انکار کرتے ہیں اور اگر ان کے ارادوں پر نہ چلوں تو مجھ سے جدا ہو جائیں گے۔

شمعون کی بیعت امیر المؤمنینؑ کے ہاتھ پر

ابان نے سلیم سے نقل کیا ہے کہ ہم امیر المؤمنین علیہ السلام کے ہمراہ صفین سے واپس ہو رہے تھے۔ لشکر ایک نصرانی کے گرجا کے قریب اترا۔ یکا یک گرجا سے ایک بزرگ قبول صورت وجیہ وشکیل نکلا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی۔ اس نے آگے بڑھ کر یہ کہہ کر سلام کیا: ﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ﴾ امیر المؤمنین علیہ السلام نے جواب دے کر فرمایا: مرحبا اے میرے بھائی شمعون بن حمون! آپ کا کیا حال ہے۔ خداوند عالم آپ پر رحم فرمائے اس نے جواب دیا بالکل خیریت ہے اے امیر المؤمنین سید المسلمین وصی رسول رب العالمین! میں آپ کے بھائی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے حواری کی اولاد میں سے ہوں۔ ایک روایت ہے کہ یہ بھی کہا کہ شمعون بن یوحنا کی نسل سے ہوں اور وہ حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کے بارہ حواریوں میں سب سے افضل اور انہیں محبوب تھے۔ انہی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے وصی مقرر کیا تھا۔ اور انہی کو اپنی کتاب اور علم وحکمت بخشی تھی۔ پس ہمیشہ ان کے اہل بیت ان کے دین پر قائم اور ان کے مذہب سے متمسک رہے نہ کافر ہوئے نہ اس راہ سے پھرے اور نہ اسے بدلا۔

حضرت عیسیٰؑ اور رسول اکرمؐ کے صحیفوں میں غیب کی خبریں

اور یہ کتابیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے لکھوائیں اور میرے باپ دادا نے اپنے ہاتھ سے لکھیں میرے پاس ہیں۔ ان میں وہ تمام باتیں درج ہیں جو لوگ ان کے بعد کرنے والے تھے۔ اس میں ہر بادشاہ اور اس کی سلطنت اور اس کے دور کے حالات

درج ہیں یہ بھی درج ہے کہ آخر میں خداوند عالم اولاد حضرت اسماعیلؑ بن حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ سے ارض تہامہ شہر مکہ میں ایک بزرگ کو مبعوث کرے گا۔ جن کا نام احمد ہوگا۔ جن کی آنکھیں روشن، بھویں جڑواں ہوں گی، ناقہ اور گدھے کے مالک، عصا اور تاج یعنی عمامہ والے۔ ان کے بارہ (۱۲) نائب ہوں گے۔ پھر ان کی پیدائش، بعثت اور ہجرت کا ذکر ہے اور ان کا ذکر ہے جو ان سے جنگ کریں گے۔ اور دشمنی رکھیں گے۔ اور ان کا بھی جو ان کی مدد کریں گے اور یہ بھی وہ کس قدر زندہ رہیں گے۔ ان کے بعد ان کی امت پر کیا گزرے گی۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ کتاب میں ان تیرہ بزرگوں کا بھی ذکر ہے اولاد اسماعیلؑ بن ابراہیمؑ سے جو خدا کی کل مخلوق سے بہتر ہوں گے اور سب سے زیادہ خدا کو پسند ہوں گے۔ خدا اس کا دوست ہوگا۔ جو ان کا دوست ہو اور اس کا دشمن ہوگا جو ان کا دشمن ہو۔ جو ان کی تابعداری کرے گا ہدایت پائے گا اور جو ان کی نافرمانی کرے گا گمراہ ہوگا۔ ان کی تابعداری خدا کی تابعداری اور ان کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے۔ اس میں ان کے نام، نسب، صفتیں اور یہ کہ وہ یکے بعد دیگرے کس قدر زندہ رہیں گے اور ان میں کون کون اپنا دین پردہ میں رکھے گا اور کون ظاہر کرے گا سب درج ہے۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ظاہر ہوں گے اور ان کے آخری کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور کہیں گے کہ تم امام ہو کسی کو حق نہیں کہ تم سے آگے کھڑا ہو۔ پس وہ آگے کھڑے ہو کر لوگوں کو نماز پڑھائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے پہلی صف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھیں گے۔ وہ سب سے بہتر، سب سے افضل، سب سے اعلیٰ ہوں گے۔ جن کا ثواب تمام طاعت گزاروں اور ہدایت پانے والوں کے برابر ہوگا۔ وہ حضرت احمد مجتبیٰ خدا کے رسول ہیں اور ان کا نام محمد، یٰسٓ، فتاح، خاتم، حاشر، عاقب، ماحی ہے۔ دوسرے نسخہ میں ماحی کے بجائے فتاح اور قائد ہے۔ اور وہ خدا کے حبیب، نبی، خلیل، صفی، امین اور چنے ہوئے ہوں گے۔ خدا ان کی عبادت یا نور کو سجدہ کرنے والوں میں دیکھتا ہے یعنی وہ انبیاءؑ کی صلبوں سے

گزریں گے۔ خدا اپنی رحمت سے ان سے کلام کرے گا۔ اور جب وہ خدا کا ذکر کرتے ہیں تو خدا ان کا ذکر کرتا ہے اور وہ تمام مخلوقات سے زیادہ بزرگ اور خدا کو محبوب ہیں۔ خدا نے ان سے بہتر اور محبوب تر نہ کوئی ملک مقرب پیدا کیا نہ نبی مرسل چاہے آدم علیہ السلام ہوں یا ان کے علاوہ۔ انہیں بروزِ قیامت اپنے عرش پر جگہ دے گا اور وہ جس کی شفاعت فرمائیں گے منظور فرمائے گا۔ ان کے نام پر قلم نے لوح محفوظ پر ام الکتاب میں یہ فرمان لکھ دیا ہے۔

پھر ان کے بھائی علی ابن ابی طالبؑ جو روزِ قیامت تک علمبردار ہیں ان کی امت میں ان کے وصی اور کل مخلوق سے زیادہ خدا کو محبوب ہیں پہلے امام کے دو فرزند فرزندان ہارون، شبر و شبیر کے ہم نام ہوں گے۔ دوسرے نسخہ میں ہے پھر ان کی اولاد سے گیارہ امام ہوں گے۔ جن کا پہلا شبر دوسرا شبیر ہوگا۔ اور نو (۹) امام شبیر کی اولاد سے یکے بعد دیگرے ہوں گے ایک نسخہ میں ہے کہ ان کے چھوٹے فرزند امام حسینؑ کی اولاد سے نو (۹) امام ہوں گے یکے بعد دیگرے۔ ان کے آخر وہ ہیں جن کے پیچھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھیں گے۔

اس کتاب میں ہر پیشوا کا نام ہے۔ ان کا بھی ہے جو پردہ میں رہ کر دین کو محفوظ رکھیں گے اور ان کا نام بھی ہے جو ظاہر ہو کر دین کو پھیلائیں گے۔ پس پہلا بزرگ جو ان میں سے ظاہر ہو کر ہدایت کرے گا وہ خدا کا ملک عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ اور مشرق سے مغرب تک حکومت کرے گا یہاں تک کہ خدا اسے تمام مذاہب عالم پر غالب کر دے گا۔ جب خداوند عالم نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو میرا باپ زندہ تھا۔ اس نے آپ کی تصدیق کی۔ اور ایمان لایا اور گواہی دی کہ وہ خدا کے رسول ہیں۔ مگر بہت کبیر السن تھے اور طویل سفر کے قابل نہ تھے۔ آخر انتقال کر گئے۔ اور مجھے وصیت کر گئے کہ اے فرزند! حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی جن کا نام اور صفات کتاب میں موجود ہیں عنقریب وہ ان ہر سہ آئمہ ضلال فلاں، فلاں، فلاں کے بعد اس

طرف سے گزریں گے۔ جو اپنے ناموں اور قبیلوں کے نام سے پکارے جاتے ہوں گے ان کے خصوصیات اور ان کی حکومت کا زمانہ بھی اس میں درج ہے۔ پس جب آنجنابؑ اس طرف سے گزریں تو ان کا استقبال کرو۔ ان کی بیعت کرو۔ اور ان کے ساتھ ہو کر ان کے دشمن سے جہاد کرو۔ اس لیے کہ ان کے ساتھ رہ کر جہاد کرنا ایسا ہی ہے۔ جیسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ رہ کر جہاد کرنا ہے۔ ان کا دوست رسولؐ کا دوست اور ان کا دشمن رسولؐ کا دشمن ہے۔

اے امیر المومنینؑ! اس کتاب میں یہ بھی ہے کہ بارہ امام قریش سے ہوں گے۔ لیکن انہیں کی قوم سے کچھ ائمہ ضلال ہوں گے۔ جو ان کے اہل بیت کے دشمن ہوں گے۔ انہیں ان کے حقوق سے محروم رکھیں گے۔ ان کے حق سے دور رکھیں گے۔ اور انہیں محروم کر دیں گے اور ان سے بیزار رہیں گے۔ بلکہ انہیں ڈرائیں گے۔ ان سب کا، ایک ایک کا نام، صفتیں، اور کہاں کہاں قبضہ کریں گے۔ اور ان کے ہاتھوں آپ کے انصار اور شیعہ جس جس طرح قتل ہوں گے۔ ان سے جنگ ہوگی۔ کن کن مصائب اور خطروں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور خدا کس کس طرح آپ کو ان سے اور ان کے دوستوں اور مددگاروں سے محفوظ رکھے گا اور کس کس طرح وہ آپ اور آپ کے اہل بیت علیہم السلام کے خلاف توہین، جنگ و جدل، مصیبت اور خون ریزی اور خطرات سے سامان مہیا کریں گے۔

اے امیر المومنینؑ! ہاتھ بڑھایئے کہ میں آپ کی بیعت کروں میں گواہی دیتا ہوں کہ خداوند عالم وحدہٗ لاشریک ہے اور محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ان کے خلیفہ، وصی اور گواہ ہیں خدا کی مخلوق پر اور اس کی حجت ہیں زمین پر۔ اسلام خدا کا دین ہے اور میں ہر اس دین سے بیزار ہوں جو دین اسلام کے خلاف ہو۔ اس لیے کہ وہی وہ دین ہے جسے خدا نے اپنے لیے منتخب فرمایا اور اپنے اولیاء کے لیے پسند کیا۔ اور یہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تمام گزرے ہوئے انبیاء و

رسل کا دین تھا۔ اسی دین کو میرے بزرگوں نے اختیار کیا تھا۔ میں آپ سے اور آپ کے دوستوں سے محبت کرتا ہوں۔ اور آپ کے دشمنوں سے بیزار ہوں۔ اور ان ائمہ سے محبت کرتا ہوں جو آپ کی اولاد سے ہوں گے۔ اور ان کے دشمنوں اور مخالفوں سے بیزار ہوں۔ اور حق سے بیزاری اور ظلم کا ان پر دعویدار ہوں۔ خواہ وہ اولین سے ہوں یا آخرین سے۔ پھر اس نے آپؑ کی بیعت کی۔

حضرت عیسیٰؑ اور رسول اکرمؐ کی خبریں حرف بحرف ایک نکلیں

امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا: اپنی کتاب میرے حوالے کر دو۔ اس نے دے دی۔ اور ایک شخص کو حکم دیا کہ اس کے ساتھ چلے جاؤ اور ایک ترجمان لے آؤ۔ جو اس کی زبان سمجھتا ہو۔ اور اسے عربی میں لکھ دے۔ جب ترجمان آیا تو آپ نے اپنے فرزند امام حسنؑ سے فرمایا: بیٹا ذرا وہ کتاب لے آؤ جو میں نے تمہارے سپرد کی تھی۔ فرمایا: ہاں بیٹا تم اسے پڑھو۔

(ترجمان سے فرمایا) تم اسے اس تحریر سے مطابق کر کے دیکھو۔ اس لیے کہ یہ تحریر سرور کائناتؐ نے لکھوائی اور میں نے اپنے قلم سے لکھی ہے۔ جب پڑھی تو حرف بحرف ایک دوسرے کے مطابق تھیں۔ حد یہ کہ ترتیب میں بھی فرق نہ تھا۔ جیسے ایک ہی شخص نے دونوں سے لکھوائی ہوں۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا: الحمد للہ اگر وہ چاہتا تو امت میں اختلاف نہ ہوتا۔ اور ان میں تفرقہ نہ پڑتا۔ اور اس خدا کی حمد جس نے مجھے بھلایا نہیں اور نہ میرے امر کو ضائع کیا۔ اور نہ میرے ذکر کو اپنے اور اپنے اولیاء کے نزدیک خاموش رکھا۔ جبکہ اولیائے شیطان اور اس کے گروہ کا ذکر اس کے پاس حقیر اور خاموش ہو کر رہ گیا۔ آپ کے جو شیعہ وہاں حاضر تھے وہ دیکھ کر خوش ہو گئے اور خدا کا شکر کرنے لگے۔ اور بہت سے ساتھیوں کو یہ بات شاق گزری جسے ہم نے ان کے بدلتے ہوئے تیوروں سے پہچان لیا۔

حضرت امیر المومنینؑ کا خطبہ اور غیب کی خبریں

ابان کہتے ہیں کہ سلیم بن قیس نے بیان کیا کہ امیر المومنینؑ منبر پر تشریف لے گئے اور حمد خدا و رسولؐ کے بعد فرمایا: ایہا الناس میں نے اس فتنہ کو فرو کیا جسے فرو کرنے کی کسی میں جرأت نہ تھی۔ خدا کی قسم اگر میں نہ ہوتا تو نہ جمل والوں سے جنگ ہو سکتی نہ صفین و نہروان والوں سے اور خدا کی قسم اگر تمہارے لیے دعوتِ عمل کی فکر نہ ہوتی تو وہ تمہیں بتاتا کہ خداوند عالم نے اپنے نبیؐ کی زبان پر کیا شرف بخشا ہے، ان لوگوں کو جنہوں نے ان کی گمراہی کو پہچان کر، اور اس ہدایت کو سمجھ کر جس پر ہم ہیں ان سے جنگ کی ہے۔

پھر فرمایا کہ جو کچھ پوچھنا ہے مجھ سے پوچھ لو قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ۔ خدا کی قسم میں آسمانوں کے راستے زمین کے راستوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ میں مومنوں کا یعسوب (سردار) اور سابقین سے سابق متقین کا امام، آخری نبی کا وصی، سب نبیوں کا وارث اور رب العالمین کا خلیفہ ہوں۔ میں قیامت کے دن لوگوں کے فیصلے کروں گا۔ اور خدا کی جانب سے جنت و دوزخ تقسیم کروں گا۔ میں صدیق اکبر اور حق و باطل میں فرق کرنے والا فاروق ہوں۔ میرے پاس علم منایا اور علم بلایا ہے اور فصل الخطاب۔ اور جو آیت بھی نازل ہوئی میں جانتا ہوں کہ کس بارے میں نازل ہوئی۔ کہاں نازل ہوئی۔ کس پر نازل ہوئی۔ اے لوگو! میں عنقریب تم سے جدا ہونے والا ہوں۔ امت کا شقی ترین آدمی انتظار میں ہے کہ اس داڑھی کو سر کے خون سے خضاب کر دے دوسری روایت میں ہے کہ شقی ترین مردم منتظر ہے کہ اس (سر) کے خون سے اس (ریش مبارک) کا خضاب کر دے۔ اس خدا کی قسم جس نے دانہ شگافتہ کیا اور نفس کو خلق فرمایا۔ دوسرے نسخہ میں ہے اس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ آج سے لے کر قیامت تک تم جس گروہ کے بارے میں مجھ سے سوال کرو گے جو تین سو یا اس سے زائد

ہو، میں بتاؤں گا کہ ان کا پیش رو، دھکیلنے والا اور ہنکانے والا کون ہے۔ اور بتاؤں گا کہ ان کے گھر کب خراب ہوں گے۔ اور کب دوبارہ تعمیر ہوں گے قیامت تک۔

آنے والے فتنوں کی خبریں

اتنے میں ایک شخص نے کھڑے ہوکر سوال کیا: اے امیر المؤمنینؑ ہمیں آنے والی بلاؤں کا حال بتائیں۔ فرمایا کہ جب سائل سوال کرے تو اسے سمجھنا چاہیے اور جس سے سوال کیا گیا ہے اسے ٹھہرنا چاہیے اس لیے کہ تمہارے پشت پر وہ امور ہیں جو عمیق و عظیم اور کھلم کھلا سینگ مارنے والی بلائیں ہیں۔ اس خدا کی قسم جس نے دانہ شگافتہ کیا اور نفس کو خلق فرمایا اگر میں زندہ نہ رہا اور یہ اہم واقعات آپڑے تو بہت سے سوال کرنے والے سر جھکا لیں گے اور جن سے سوال کیا جائے گا وہ خود متفکر ہو جائیں گے کہ جس سے سوال کیا جائے گا وہ بھی ناکامیاب رہے گا۔ اور یہ اس وقت ہوگا جب تمہاری جنگ شروع ہو جائے گی اور دانت نکال کر اپنے پیروں پر کھڑی ہو جائے گی اور دنیا تمہارے لیے بلا بن جائے گی۔ یہاں تک کہ خداوند عالم فتح بخشے اس کے ذریعہ سے جو ابرار میں سے بقیہ ہوگا۔

اتنے میں ایک شخص نے کھڑے ہوکر عرض کیا: یا امیر المؤمنینؑ ہم سے وہ فتنے بیان فرمائیں۔ فرمایا کہ فتنے جب آنے لگتے ہیں تو شک رہتا ہے اور جب جاتے ہیں تو ہر شئے صاف کر جاتے ہیں۔ فتنوں کی مثال ایسی ہے جیسے دریا کی موج یا آندھی کا جھونکا جو کسی شہر میں پہنچتا ہے اور کسی کو چھوڑ جاتا ہے تم ان کو دیکھو جو بدر میں علم لے کر آئے تھے تم ان کی مدد کرو خدا تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں اس امر کا اجر ملے گا اور تمہارا عذر قبول کر لیا جائے گا۔ یاد رکھو کہ میرے بعد سب سے زیادہ خوفناک فتنہ تم پر بنی امیہ کا فتنہ ہے کیونکہ وہ ایسا اندھا دھند اور بالکل تاریک فتنہ ہے جو عام ہوگا لیکن بلاء خاص لوگوں پر آئے گی۔ جو اسے سمجھتا ہوگا اسے مصیبت کا سامنا کرنا پڑے گا اور جو اس سے آنکھیں

بند رکھے گا، محفوظ رہے گا۔ اہل باطل اہل حق پر غالب ہوں گے۔ زمین کو بدعتوں اور ظلم و جور سے بھر دیں گے۔ پس وہ پہلی ذات جو ان کی طاقتوں کو کمزور کر کے ستون توڑ دے گی اور ان کی بیخ و بُن اکھاڑ دے گی وہ رب العالمین ہے جو جبّاروں کو تتر بتر کر دینے والا ہے۔

یاد رکھو تم میرے بعد بنی امیہ کو بدترین حاکم پاؤ گے جیسے کاٹنے والا اونٹ جو دانتوں سے کاٹتا بھی ہے اور ہاتھ بھی چلاتا ہے اور پیر سے دودھ دوہنے والے کو مارتا بھی ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان کا یہ فتنہ جاری رہے گا۔ یہاں تک کہ کوئی اپنی مدد بھی نہ کر سکے گا۔ مگر اسی طرح جیسے غلام اپنے ظالم سردار کے ظلم سے بچنے کے لیے اپنی مدد کرتا ہے کہ جب چلا گیا تو گالیاں دیتا رہا اور جب آ گیا تو تابعداری کرتا رہا۔ ایک روایت میں ہے کہ خدا کی قسم اگر وہ تمہیں منتشر کر کے ہر ستارہ کے نیچے پہنچا دیں تو بھی خدا اس دن کے لیے جمع کرے گا جو ان کے لیے مقرر ہے۔ اس شخص نے کہا اے امیر المومنینؑ کیا پھر کبھی اتفاق بھی ہوگا۔ فرمایا: ہاں عنقریب مختلف جماعتیں ہوں گی نمازیں اور عطائیں مختلف، حج مختلف، سفر مختلف اور دل مختلف۔

راوی کہتا ہے: ایک شخص نے عرض کیا دل کیونکر مختلف ہوں گے۔ اپنے ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر فرمایا کہ اسی طرح۔ پھر فرمایا کہ یہ اسے فتنہ وفساد سے قتل کرے گا اور وہ اسے۔ اور صرف جاہلیت کے کم حیثیت لوگ رہ جائیں گے۔ نہ کوئی ہدایت کا مینار ہوگا نہ نشان نظر آئے گا۔ صرف ہم اہل بیتؑ پناہ گاہ ہوں گے۔ مگر ہم اس میں داعی نہیں ہوں گے۔ اس نے عرض کیا پھر اس زمانہ میں کیا کروں اے امیر المومنینؑ۔ فرمایا کہ اس وقت اپنے نبیؐ کے اہل بیتؑ پر نظر رکھو۔ اگر وہ تمہیں مدد کیلئے بلائیں تو ان کی مدد کرو خدا تمہاری مدد کرے گا اور تمہارا عذر قبول کرے گا۔ وہ ہرگز تمہیں ہدایت سے نکال کر ہلاکت میں نہیں ڈالیں گے۔ ان سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرو ورنہ مصیبت تمہیں پچھاڑ دے گی اور دشمن تمہیں ذلیل کریں گے۔ اس نے کہا: اے امیر المومنینؑ! اس کے بعد کیا ہوگا۔

فرمایا: پھر خداوند عالم میرے گھر کے ایک مرد کے ذریعہ سے اس مصیبت کو اسی طرح دور کر دے گا جیسے کھال اپنی جگہ سے جدا ہو جاتی ہے۔ پھر وہ ان لوگوں پر غالب آ جائیں گے جو انہیں ذلیل کر کے غلام بناتے تھے اور انہیں تلخ کاسے پلاتے تھے۔ وہ ان پر کوئی مہربانی نہ کریں گے اور تلوار کے سوا کوئی بات قبول نہیں کریں گے۔ اور آٹھ مہینہ تلوار کاندھے پر رکھ کر دنیا بھر کا دورہ کریں گے اور لوگ متمنی ہوں گے کہ کاش مجھے دیکھ لیں پس میں انہیں موقع دوں اور ان سے وہ چیزیں لے لوں جن سے انہوں نے مجھے منع کیا تھا اور جو کچھ ان پر گزرے ان سے قبول کرلوں۔ وہ لوگ یہاں تک کہیں گے کہ یہ شخص قریش سے نہیں ہے اگر قریش سے ہوتا اور اولادِ فاطمہ سے ہوتا ہم پر رحم ضرور کرتا۔ خداوند عالم اسے بنی امیہ پر غالب کرے گا اور وہ انہیں دونوں پیروں کے نیچے پیس ڈالے گا جیسے چکی آٹے کو پیس ڈالتی ہے وہ ملعون جہاں ملیں گے پکڑ کر قتل کر دیئے جائیں گے۔ یہی خدا کا طریقہ رہا ہے ان لوگوں میں جو اس سے پہلے گزر گئے۔ اور خدا کا طریقہ کبھی تبدیل نہیں ہوتا۔ اس کے بعد ایک چکی ضروری ہے جو گمراہی کو پیس ڈالے اور جب پس جائے تو دین اپنے قطب پر قائم ہو جاتا ہے۔ یاد رکھو کہ اس کے پسنے کا ایک شباب ہے اور یہی شباب اس کی حد ہے۔

آلِ رسولؐ کی عظمت اور ان کی پیروی کی اہمیت

میری عترت کے نیک اور میری نسل کے پاکیزہ لوگ بچپن میں سب سے زیادہ حلیم اور جوانی میں سب سے زیادہ عالم ہوتے ہیں حق و ہدایت کا نشان ہمارے ساتھ ہے جو اس سے آگے بڑھے گا پھاڑا جائے گا اور جو چھوڑ دے گا مٹ جائے گا۔ جو اس سے تمسک کرے گا حق سے مل جائے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ جو اس کا ساتھ دے گا۔ آگے بڑھے گا۔

ہم اہل بیتؑ کا علم خدا کے علم سے ہے ہمارا قول خدا کے سچے قول سے ہے،

ہمارا سننا اس کے سچے ارشاد کو سننا ہے۔ اگر تم ہماری پیروی کرو گے تو ہماری بصیرتوں سے ہدایت پاؤ گے اگر ہم سے پیٹھ پھیرو گے تو خداوند عالم تم پر عذاب نازل کرے گا ہمارے ہاتھوں سے جس طرح چاہے۔ ہم اسلام کے افق ہیں۔ سُست رفتار ہم ہی سے آ کر ملتا ہے اور توبہ کرنے والا ہماری طرف ہی پلٹتا ہے۔ خدا کی قسم اگر ایسا نہ ہوتا کہ تم جلدی کرتے اور حق تاخیر کرتا تو میں تمہاری ضرور خبر دیتا کہ شباب عرب میں کیا ہوگا اور اس کے بعد کیا ہوگا۔ پس اہل بیتؑ محمدؐ کے اخبار سے قبل علم کا سوال نہ کرو اور تنگ دستی میں ان سے مال کا سوال ہی نہ کیا کرو کہ انہیں بخیل سمجھنے لگو۔ اس لیے کہ ان سے بُخل نہیں ہوتا۔ خانہ نشین ہو جاؤ۔ کھلم کھلا جلد باز نہ بنو۔ اہل حق سے ہو جاؤ۔ اسی حق سے پہچانے جاؤ اور اسی حق سے تمہارا انصاف ہو۔ خداوند عالم نے اپنی قدرت کاملہ سے ایک مخصوص مخلوق خلق فرما کر اپنے بلند علم ان کے سپرد کیے انہیں سے مخصوص بندوں کو اپنے لیے منتخب فرمایا کہ ان کے ذریعہ اپنی مخلوق پر حجت قائم کرے۔ ان میں جنہیں عزت بخشی ان کی نشانی فرمانبرداری کو قرار دیا۔ اور جنہیں ذلیل کرنا چاہا ان کی نشانی گناہ کو قرار دیا۔ طاعت گزاروں کا ثواب جنت میں ان کے چہروں کی سرسبزی اور شادابی کو قرار دیا جہاں رہنے والوں کو کوئی خوف نہیں اور مستحقینِ عذاب کی سزا آگ کو قرار دیا جو غضبِ الٰہی سے بھڑک رہی ہے۔ خدا نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں۔ ایہا الناس! ہم اہل بیتؑ ہی کے ذریعہ خدا نے صدق و کذب میں تمیز کرائی۔ اور ہمارے ہی ذریعہ زمانہ کی تنگی میں کشادگی بخشتا ہے۔ ہمارے ہی ذریعہ تمہاری گردن سے ذلت کی رسیاں کھولتا ہے۔ ہم ہی سے اس نے شروع کیا اور ہم ہی پر ختم ہوگا۔

پس عبرت حاصل کرو ہم سے اور ہمارے دشمن سے۔ ہماری ہدایت سے اور ان کی ہدایت سے، ہماری سیرت سے اور ان کی سیرت سے، ہماری میّت سے اور ان کی میّت سے۔

پھر آپ نے فرزندوں کی طرف ملتفت ہو کر فرمایا: میرے بچو! چاہیے کہ

تمہارے چھوٹے بڑوں سے نیکی کریں اور بڑے چھوٹوں پر رحم کریں۔ اور ان بیوقوفوں، ظالموں اور جاہلوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہیں خدا پر یقین نہیں ہے۔ جیسے وہ انڈہ جو آنوین میں ہو۔ ہائے افسوس آل محمدؑ کے بچوں پر کہ بے شمار نعمتیں پانے والے مخلوق کے بنائے ہوئے خلیفہ میری اولاد اور اولاد کی اولاد کو میرے بعد قتل کریں گے۔

علم غیب

یاد رکھو میں خدا کی قسم رسالتوں کی تبلیغ، وعدوں کا پورا کرنا اور کلمات کی تکمیل خوب جانتا ہوں۔ میرے لیے راستے کھلے ہیں۔ میرے لیے ابر رواں دواں ہیں۔ میں نے ملکوت کو اس طرح دیکھا ہے کہ مجھ سے کوئی شئے پوشیدہ نہیں ہے اور نہ اس سے بے خبر ہوں جو کچھ گزر چکا ہے۔ اور نہ اس میں میرا کوئی شریک ہے۔ جو کچھ خدا مجھے اس دن دکھائے گا جب گواہیاں گزریں گی۔ میرے ہی ذریعہ خدا اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ اور اپنے کلمات تمام کرے گا۔ میں ایک نعمت ہوں جو خدا نے مخلوق کو بخشی ہے۔ اور وہ اسلام ہوں جسے خدا نے اپنے لیے پسند فرمایا ہے۔ یہ سب مجھ پر خدا کی عطا ہے۔ جس سے میرے کاندھے نیچے ہیں۔ اور امام نہیں ہے مگر وہ جو اس کی ولایت کے اہل کو جانتا ہو اور یہی خداوند عالم کا ارشاد ہے: ﴿اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ﴾ (اے رسولؐ تم ڈرانے والے ہو اور ہر قوم کے لیے ہادی ہے)۔

اس کے بعد آپ منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔

وعظ و نصیحت اور حکمت آمیز ارشادات

سلیم بن قیس کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا میں دو حریص کبھی سیر نہیں ہوتے۔ ایک دنیا کا حریص اور دوسرا علم کا۔ پس جو شخص دنیا سے صرف اس قدر

لے لے جس قدر خدا نے حلال کیا ہے محفوظ رہے گا۔ اور جو حلال و حرام کی پرواہ نہیں کرے گا ہلاک ہوگا۔ سوائے اس کے جو توبہ کر کے واپس کر دے۔ جو شخص علم اس کے اہل سے لے گا اور اس پر عمل کرے گا نجات پائے گا اور جو اس سے دنیا کا طالب ہوگا ہلاک ہوگا۔ اس کا حصہ صرف دنیا ہوگی عالم دو قسم کے ہیں ایک وہ جو اپنے علم پر عمل کرے وہ نجات پائے گا۔ دوسرا وہ جو اپنے علم کو ترک کر دے وہ ہلاک ہوگا۔ اہل دوزخ کو ایسے عالم کی ہوا کی بدبو سے اذیت ہوگی جو اپنے علم پر عامل نہ ہو۔ دوزخ میں سب سے زیادہ ندامت و حسرت اسے ہوگی جو دوسرے کو خدا کی طرف دعوت دے۔ اور وہ راہِ راست پر آجائے اور خدا کی تابعداری کرنے لگے اور خدا اسے جنت میں داخل کر دے اور جس نے اسے ہدایت کی تھی وہ اپنی بدکرداری اور خدا کی نافرمانی کی وجہ سے دوزخ میں ہو۔ اس لیے کہ اس نے اپنے علم کو ترک کر کے خواہش نفس کی پیروی کی۔ اور خدا کی نافرمانی کے دو سبب ہیں۔ خواہش کی پیروی اور لمبی امید۔ خواہش کی پیروی حق سے روکتی ہے اور لمبی امیدیں آخرت کو بھلا دیتی ہیں۔ تحقیق کہ دنیا پیٹھ پھیر کر جا رہی ہے۔ اور آخرت اس طرف منہ کر کے آ رہی ہے۔ ان میں سے ہر ایک کی اولادیں ہیں۔ اگر ہو سکے تو تم آخرت کی اولاد بن جاؤ۔ دنیا کی اولاد نہ بنو۔ اس لیے کہ آج عمل ہے حساب نہیں اور کل حساب ہوگا عمل کی مہلت نہ ہوگی۔ یقیناً فتنوں کی ابتداء ان خواہشات سے ہوتی ہے جن کی پیروی کی جاتی ہے اور ان احکام سے ہوتی ہے جنہیں ایجاد بندہ سے کام لیا جاتا ہے۔ اس میں کچھ لوگ دوسروں کے دوست بن جاتے ہیں اور کچھ دشمن ہو جاتے ہیں۔ یاد رہے کہ اگر حق خالص ہو تو اس میں اختلاف نہیں ہوتا۔ اور اگر باطل خالص ہو تو بھی صاحبانِ عقل کو اندیشہ نہیں ہے۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ کچھ حق سے لے لیا جاتا ہے اور کچھ باطل سے۔ دونوں کو ملا دیا جاتا ہے پس یہیں پر شیطان اپنے اولیاء پر غالب آ جاتا ہے۔

اور وہی لوگ نجات پاتے ہیں جن کے لیے خدا کی جانب سے پہلے نیکیاں لکھی

جا چکی ہیں۔

آنے والے مظالم کی خبریں

آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت رسول خداؐ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب فتنہ تمہیں ہر طرف سے گھیر لے گا۔ جس میں جوان اور بوڑھے معمر ہو جائیں گے۔ لوگ اس کے عادی ہو جائیں گے اور آخر اسی کو سنت سمجھنے لگیں گے۔ یہاں تک کہ اگر اس کے بجائے صحیح عمل کیا جائے گا۔ تو لوگ کہیں گے کہ یہ جرم کر رہے ہیں۔ سنتِ رسولؐ کو تبدیل کر دیا ہے۔

پھر بلاء سخت ہو جائے گی۔ ذریت رسولؐ قید کر دی جائے گی۔ ان پر ایسی مصیبتیں آئیں گی جیسے آگ لکڑی کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔ اور جس طرح چکی غلہ کو پیس ڈالتی ہے۔ لوگ دین کے خلاف فقہ سمجھیں گے اور غلط اعمال کا درس لیں گے اور دین کے عوض دنیا کے خواہشمند ہوں گے۔ پھر اپنے اہل بیتؑ اور شیعوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ مجھ سے پہلے پیش رؤوں نے جان بوجھ کر ایسے ایسے اہم امور میں حضرت رسول خداؐ کی مخالفت کی ہے کہ اگر میں ان کے ترک کرنے اور بدلنے پر لوگوں کو آمادہ کرتا تو میرا لشکر مجھ سے جدا ہو جاتا۔ یہاں تک کہ میرے اور میرے شیعوں کے سوا کوئی نہ رہ جاتا جنہوں نے میرے شرف اور امامت کو قرآن وسنتِ رسول کریمؐ سے پہچانا ہے نہ کسی اور ذریعہ سے۔

بدعتوں پر اظہارِ افسوس

کیا تم نے دیکھا کہ اگر میں مقام ابراہیم کو اسی جگہ لے جا کر رکھ دیتا جس جگہ رسول خداؐ نے رکھا تھا، اگر میں فدک فاطمہ زہرا علیہا السلام کے وارثوں کے حوالہ کر دیتا اور صاع و مُد کا وہی وزن مقرر کر دیتا جو آنحضرتؐ کے عہد میں تھا۔ اور اگر میں

وہ گلے جو آنحضرتؐ نے ان کے اہل کو دیئے تھے اور اب انہیں نہیں دیئے گئے، انہی کے حوالہ کر دیتا اور جعفر ابن ابی طالبؑ کا گھر مسجد سے گرا کر ان کے وارثوں کے حوالہ کر دیتا۔ اور مجھ سے پہلے والوں نے جو فیصلے ظلم سے کیے تھے انہیں منسوخ کر دیتا۔ اور خیبر کی زمین کی تقسیم غلط قرار دے دیتا۔ اور دیوان میں بخشیش محو کر دیتا اور اس طرح عطا کرتا جس طرح آنحضرتؐ عطا فرمایا کرتے تھے اور اسے دولت مندوں کی سرمایہ داری کا ذریعہ نہ بننے دیتا۔ اور بنی تغلب کے خاندان کو قید کر لیتا۔ اور لوگوں کو حکم دیتا کہ وہ فریضہ کے سوا سنّتی نماز ماہِ رمضان میں جماعت سے نہ پڑھیں تو میرے ساتھ والے لشکر سے کچھ لوگ فریاد کرتے کہ ہائے مسلمانو! محمدؐ کی سنّت تبدیل کر دی گئی۔ ہمیں رمضان میں سنّتی نماز سے روکا جا رہا ہے مجھے تو یہ بھی اندیشہ ہے کہ میرے لشکر سے ایک گروہ کو بھڑکا کر لے جائیں۔ جیسا کہ آنحضرتؐ کے بعد مجھے اس امت سے سابقہ رہا ہے کہ یہ ہمیشہ سے تفرقہ ڈالنے والوں اور دوزخ کی طرف بلانے والے گمراہ اماموں کی پیروی کے عادی ہیں اور مجھے ذی القربیٰ کا حصہ خدا کے حکم سے دیا گیا ہے جن کے لیے خداوند عالم نے فرمایا ہے: ﴿اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ وَ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ﴾ اگر تم خدا پر ایمان لائے اور جو ہم نے اپنے بندہ پر نازل کیا فرقان کے دن جس دن دونوں جماعتیں ایک دوسرے سے ملیں۔

خداوند عالم نے ذی القربیٰ، یتامیٰ، مساکین، اور ابن سبیل سے مخصوص ہم ہی کو مراد لیا ہے۔ اور یہ سب ہم ہی میں سے ہیں۔ اس لیے کہ خداوند عالم نے صدقہ میں ہمارا حصہ نہیں رکھا۔ اور ہمارے نبیؐ کا اور ہمارا احترام کر کے ہمیں لوگوں کا میل کھانے سے محفوظ رکھا ہے اس لیے فرمایا ہے:

﴿وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ﴾

(اور اہل قریہ کی طرف سے خدا نے جو فائدہ رسول کا مقرر فرمایا ہے وہ خدا

و رسول اور ذی القربیٰ کا ہے اور سادات کے یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا ہے)۔

حضرت ابوذرؓ کی بیماری اور ان کی عیادت

ابان نے سلیم سے روایت کی ہے کہ عمر کے زمانہ میں ابوذر بیمار ہوئے۔ میں اس وقت موجود تھا جب عمر ان کی مزاج پرسی کو آئے اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام اور سلمان و مقداد بھی موجود تھے اور ابوذر حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو وصیت کر چکے تھے اور تحریر لکھ کر گواہیاں ثبت کر چکے تھے۔ جب عمر چلے گئے تو ان کے چچازاد بنی غفار میں سے ایک شخص نے کہا تمہیں کس نے روکا ہے کہ امیر المومنین عمر کے نام وصیت کر دو۔ ابوذر نے جواب دیا کہ میں نے حقیقی امیر المومنین کو وصیت کر دی ہے۔ جن کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے جبکہ ہم اسی (۸۰) عرب اور چالیس (۴۰) عجمیوں نے انہیں امیر المومنین کہہ کر سلام کیا ہے ہم میں یہی ہستی ہے جسے ہم نے امیر المومنین کہا ہے۔ اور کوئی عرب یا عجمی ایسا نہیں ہے جس نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یوں باتیں کی ہوں جیسے اس ہستی نے یا ان کے مخصوص ساتھیوں سلمان و مقداد نے۔ اس لیے کہ ان دونوں نے عرض کیا تھا کہ کیا یہ خدا و رسولؐ کی جانب سے حق ہے تو آپ نے فرمایا تھا کہ بے شک میں تمہیں حکم دیتا ہوں۔

سلیم کہتے ہیں میں نے عرض کیا اے ابوالحسن اور اے سلمان و مقداد کیا آپ بھی یہی فرماتے ہیں جو ابوذر نے کہا ہے سب نے کہا: ہاں بالکل سچ کہا ہے۔ میں نے کہا کہ چاروں عادل ہیں اب اگر مجھ سے کوئی بھی بیان نہ کرے پھر بھی مجھے شک نہیں ہو سکتا۔ میرے نزدیک آپ چاروں نہایت معتبر اور معتمد علیہ ہیں۔ میں نے عرض کیا خدا آپ کا انجام بخیر کرے کیا آپ ان اسّی (۸۰) عربوں کے نام بتا سکتے ہیں۔ سلمان نے ایک ایک کا نام لینا شروع کیا۔ سن کر حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام اور ابوذر و مقداد نے کہا

سلمان نے درست بتلائے ہیں۔ خدا ان پر اپنی رحمت نازل کرے اور مغفرت فرمائے۔
جو نام لیے تھے ان میں ابوبکر، عمر، ابوعبیدہ، معاذ، سالم اور پانچ اصحابِ شوریٰ طلحہ، زبیر، عثمان، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص بھی تھے۔ اور عمار بن یاسر، سعد بن عبادہ اور باقی اصحاب عقبہ تھے اور ابی ابن کعب، ابوذر، مقداد اور باقی اہل بدر کے اکابر اور بزرگ انصار بھی تھے۔ ان میں ابوالہیثم بن تیہان، خالد بن زید، ابوایوب، اسید بن خضیر، بشیر بن سعد بھی تھے۔

سلیم بن قیس کہتے ہیں کہ میں نے تقریباً ان سب سے ایک ایک کرکے دریافت کیا۔ کچھ وہ تھے جو خاموش رہے۔ اور کچھ نے جواب نہ دیا اور کچھ نے بیان کر دیا۔ سلیم نے کہا پھر ہم ایک ایسے فتنہ میں مبتلا ہو گئے جس نے ہمارے دل پکڑ لیے اور آنکھیں اور کان بند کر دیئے یہ اس وقت کہ جب ابوبکر نے یہ دعویٰ کیا کہ انہوں نے رسول خدا ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے ہیں کہ خدا نے ہم اہل بیتؑ کو عزت بخشی ہے اور ہمارے لیے دنیا کے مقابلہ میں آخرت کو منتخب کیا ہے اور خدا کو یہ پسند نہیں ہے کہ نبوت و خلافت دونوں اہل بیتؑ میں جمع ہوں۔ جب حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کو بیعت کے لیے بلایا گیا تو ابوبکر نے آپ کے سامنے یہی بات پیش کی تھی۔ اور چار آدمیوں نے گواہی دے کر اس کی تصدیق کر دی، جو ہمارے خیال میں اچھے لوگ تھے اور جن پر تہمت نہیں لگی تھی۔ ایک ابوعبیدہ جراح اور دوسرے سالم، تیسرے عمر، چوتھے معاذ بن جبل۔ اور ہمیں گمان ہوا کہ شاید یہ سچ کہہ رہے ہیں۔ جب حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے بیعت کی خبر اڑی تو ہمیں پتہ چلا کہ رسول خدا ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ان پانچوں حضرات نے کعبہ کے سایہ میں بیٹھ کر باہم ایک معاہدہ لکھا تھا اور یہ طے کیا تھا کہ اگر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ وفات پا جائیں یا قتل کر دیئے جائیں، تو یہ لوگ حضرت علی علیہ السلام سے جبراً یہ امر (خلافت) چھین کر اس پر قبضہ کر لیں گے۔ اس پر طرہ یہ کہ ابوبکر وغیرہ نے سلمان و ابوذر و مقداد اور زبیر سے بھی شہادت طلب کی ہے مگر انہوں نے اس وقت

گواہی دی جب ابوبکر کی گمراہ کرنے والی ملعونہ بیعت کا قلادہ ہماری گردن میں ڈال دیا گیا۔ تب ہم نے سمجھا کہ حضرت علی مرتضٰی علیہ السلام رسول خدا ﷺ سے غلط روایت نہیں کر سکتے۔ خصوصاً یہ کہ نیک اصحاب رسولؐ نے بھی ان کی تائید کی ہے۔ جن لوگوں نے یہ بات کہی تھی ان میں سے اکثر نے یہ بھی کہا کہ ہم نے اس کے بعد اس امر پر خوب غور کیا تو ہمیں رسول خدا ﷺ کا یہ ارشاد یاد آیا اور ہم سن رہے تھے کہ خداوند عالم میرے اصحاب میں چار سے محبت کرتا ہے اور مجھے بھی حکم دیا ہے کہ ان سے محبت کروں اور یہ خبر دی ہے کہ جنت ان کی مشتاق ہے۔ ہم نے عرض کیا وہ کون ہیں اے خدا کے رسولؐ۔ فرمایا: ایک میرا بھائی، میرا وزیر، میرا وارث اور خلیفہ میری امت میں اور ہر مؤمن کا ولی میرے بعد علیؑ ابن ابی طالبؑ، اور سلمان فارسی اور ابوذر اور مقداد بن اسود ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ علیؑ بھی ان میں سے ہیں اور خاموش ہو گئے پھر فرمایا ان میں علیؑ بھی ہیں اور ابوذر و سلمان و مقداد بھی۔ ہم خدا سے توبہ و استغفار کرتے ہیں اس جرم پر جس کا ہم نے ارتکاب کیا ہے۔ ہم نے ایک اور حدیث آنحضرتؐ سے سنی ہے جس کے معنٰی اور مطلب نہیں سمجھے سوا اخیر کے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ضرور حوض کوثر پر میرے پاس کچھ لوگ آئیں گے جو میرے ساتھی رہے ہیں اور مجھ سے قرب و منزلت رکھتے ہیں جب انہیں اپنی اپنی جگہ کھڑا کر دیا جائے گا۔ تو وہ میرے سامنے آپس میں کھینچا تانی کرنے لگیں گے۔ پس انہیں شمال کی جانب لے چلیں گے۔ یہ دیکھ کر میں خدا سے عرض کروں گا۔ اے پالنے والے یہ میرے اصحاب ہیں۔ میرے اصحاب ہیں۔ مجھے جواب ملے گا آپ کو نہیں معلوم انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعتیں کی ہیں یہ تو آپ کے بعد پچھلے پیر پھر گئے تھے اور پھرتے رہے۔

ہماری جان کی قسم اگر ہم نے آنحضرتؐ کی رحلت کے بعد ہی یہ امر حضرت علی مرتضٰی علیہ السلام کے حوالہ کر دیا ہوتا اور ان کی پیروی کرتے، ان کی بیعت کر کے ان کے فرمان پر عمل کرتے تو ہم نیک ہو جاتے، ہدایت پا جاتے اور ہمیں نیک توفیق ملتی۔ مگر یہ

افراتفری، یہ بلائیں اور اختلاف خدا کے علم میں تھے اور جو خدا کے قضا و قدر میں ہو وہ ہو کر رہتا ہے۔

حضرت ابوذرؓ کی وصیت ربذہ میں

سلیم بن قیس کہتے ہیں کہ جب عثمان نے ابوذر کو ربذہ بھجوایا تو انہوں نے اپنے مال اور اہل کی وصیت حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کے نام کی کسی نے ان سے کہا کاش تم امیر المؤمنین عثمان کے نام وصیت کرتے انہوں نے جواب دیا کہ میں نے حقیقی امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے نام وصیت کی ہے۔ ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں امیر المؤمنین کہہ کر ان پر سلام کیا ہے۔ انہوںؐ نے ہم سے فرمایا تھا کہ میرے بھائی، وزیر، وارث اور امت پر میرے خلیفہ اور ہر مؤمن کے ولی پر امیر المؤمنین کہہ کر سلام کرو۔ کیونکہ وہ زمین کی گرہ ہیں۔ ان سے زمین کو سکون ہے۔ اگر وہ نہ رہیں تو نہ زمین رہے اور نہ اسکے رہنے والے۔ پس میں نے اس امت کے عجل اور سامری کو دیکھا دونوں نے آنحضرتؐ کے پاس جا کر سوال کیا کیا یہ حق ہے اور خدا و رسولؐ کی جانب سے ہے؟ آپ کو غصہ آ گیا۔ پھر فرمایا کہ یہ حق ہے اور خدا و رسولؐ کی جانب سے ہے۔ جب دونوں نے آپ پر سلام کر لیا اور معاذ و سالم اور ابو عبیدہ بھی سلام کر کے علی مرتضیٰؑ کے پاس سے باہر آ گئے تو یہ دونوں ان سے کہنے لگے۔ اس شخص کو کیا ہو گیا۔ ہمیشہ اپنے مرے ہوئے چچا کے بیٹے کو اٹھایا کرتا ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ وہ اپنے چچازاد کا کام سنوار رہے ہیں۔ سب نے کہا جب تک علیؑ رہیں ہمارے لیے ان کے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔

منافقین کی سازشیں

سلیم کہتے ہیں میں نے پوچھا: یہ سلام حجۃ الوداع سے قبل ہوا تھا یا بعد۔ ابوذر نے جواب دیا کہ پہلی مرتبہ کا سلام حجۃ الوداع سے قبل تھا۔ اور دوسری مرتبہ کا سلام حجۃ

الوداع کے بعد۔ میں نے پوچھا کہ پانچ آدمیوں کا وہ عہد و پیمان کب ہوا۔ ابوذر نے جواب دیا کہ حجۃ الوداع میں۔ میں نے کہا کہ خدا آپ کا انجام بخیر کرے۔ یہ فرمائیے کہ وہ بارہ آدمی منافق کون تھے جو منہ چھپائے ہوئے عقبہ میں آنحضرتؐ پر حملہ کرکے ان کا اونٹ گرانا چاہتے تھے اور یہ واقعہ کب ہوا۔ کہا: جب آنحضرت ﷺ حجۃ الوداع سے فارغ ہوکر غدیر خم پر تشریف لا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: آپ کیونکر جانتے ہیں جبکہ رسول اکرم ﷺ نے یہ راز صرف حذیفہ سے بیان کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ عمار بن یاسر قائد تھے اور حذیفہ سائق۔ آپ نے حذیفہ کو حکم دیا تھا کہ کسی پر ظاہر نہ کریں مگر عمار بن یاسر کو یہ حکم نہیں دیا فرمایا کہ پانچ باہم معاہدہ کرنے والے اور پانچ شوریٰ سے عثمان کا انتخاب کرنے والے اور عمرو عاص اور معاویہ۔ میں نے عرض کیا جب ان دونوں نے دیکھا تھا تو پھر آنحضرتؐ کے بعد ان کے امر میں شامل ہوگئے۔ فرمایا: انہوں نے اس کے بعد توبہ و استغفار کیا ہے۔ اور شرمندہ ہوئے ہیں۔ ان کے عجل نے اپنی منزلت بیان کی اور ان کے سامری اور باقی تین نے اس کی گواہی دی۔ ان دونوں نے یہ سوچا کہ شاید پہلی بات کے بعد دوسری بات پیدا ہوگئی ہو۔ بس یہ دونوں شک میں رہ گئے۔ لیکن پھر ان دونوں نے توبہ کرلی۔ اور جب سمجھ لیا تو آکر تسلیم کرلیا۔

عمار یاسر کی تائید

سلیم بن قیس کہتے ہیں کہ عثمان کے زمانہ میں ابوذر کی وفات کے بعد میں نے عمار یاسر سے ملاقات کی اور ابوذر کا بیان انہیں سنایا۔ عمار نے جواب دیا کہ میرے بھائی نے سچ کہا ہے۔ ان کی ذات اس سے بلند تھی کہ وہ ایسی بات کہتے جو عمار سے نہ سنی ہوتی۔ میں نے عرض کیا خدا آپ کا انجام بخیر کرے۔ آپ ابوذر کی ایسی تصدیق کیوں کرتے ہیں۔ فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آسمان نے ایسے شخص پر سایہ نہیں کیا اور زمین نے بوجھ نہیں اٹھایا جو ابوذر سے

زیادہ سچا اور نیک ہو۔ میں نے عرض کیا اے نبی اللہ کیا آپ کے اہل بیتؑ سے بھی زیادہ۔ فرمایا: میں اہل بیتؑ کے سوا دوسروں کے لیے کہہ رہا ہوں۔ سلیم کہتے ہیں کہ پھر کوفہ سے مدینہ جا کر حذیفہ سے ملا۔ اور ان سے ابوذر کا قول بیان کیا۔ انہوں نے جواب دیا: سبحان اللہ ابوذر نیکی اور سچائی میں اس قدر بلند ہیں کہ وہ بات نہیں کہہ سکتے جو آنحضرتؐ نے نہ فرمائی ہو۔

اہل بیتؑ کے مدارج

ایک دن آنحضرتؐ نے دونوں شہزادوں کو دیکھ کر فرمایا:

خدا کی قسم یہ دونوں جوانان اہل جنت کے سردار ہیں۔ اور ان کا باپ ان سے بہتر ہے۔ اے بچو! میرے نزدیک سب سے زیادہ بزرگ، میرا محبوب تمہارا باپ ہے پھر تمہاری ماں ہے۔ اور خدا کے نزدیک کوئی مجھ سے اور میرے بھائی اور وزیر اور میری امت میں میرے خلیفہ اور ہر مؤمن کے ولی علی ابن ابی طالبؑ سے بہتر نہیں ہے۔ یاد رہے کہ وہ میرے دوست، وزیر، صفی اور میرے بعد میرے قائم مقام اور ہر مؤمن اور مؤمنہ کے ولی ہیں میرے بعد۔ ان کے بعد امام حسنؑ پھر امام حسینؑ ہیں۔ پھر ان کے بعد نو (۹) امام ہیں یہ سب ہادی و مہدی ہیں۔ وہ حق کے ساتھ ہیں اور حق ان کے ساتھ ہے وہ حق سے اور حق ان سے قیامت تک جدا نہیں ہو سکتا۔ وہ زمین کی گھنڈی ہیں جن کے صدقہ میں زمین قائم ہے وہ خدا کی مضبوط رسی اور مستحکم گرہ ہیں۔ جو شکستہ نہیں ہو سکتی۔ اور وہ خدا کی زمین میں اس کی حجت اور اس کی مخلوق پر اس کے گواہ ہیں اور اس کے علم کے خزینہ دار اور اس کی حکمت کی کانیں ہیں۔ وہ کشتی نوح کے مانند ہیں۔ جو اس پر سوار ہوا نجات پا گیا اور جس نے چھوڑ دیا غرق ہو گیا۔ اور وہ بابِ حطہ کی مانند ہیں۔ جو بنی اسرائیل میں تھا۔ جو اس میں داخل ہو جائے گا محفوظ رہے گا اور جو نکل جائے گا کافر ہو گا۔ خداوند عالم نے ان کی تابعداری واجب کی ہے اور ان کی ولایت و محبت کا حکم دیا ہے۔ جو

ان کا تابعدار وہ خدا کا فرمان بردار اور جوان کا نافرمان وہ خدا کا نافرمان۔

وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے پاس اس وقت آجاتے تھے جب حضور سجدہ میں ہوتے تھے۔ وہ صفیں چیر کر آپ کے پاس پہنچ کر پشت پر سوار ہو جاتے تھے۔ آپ اس طرح قیام کرتے تھے کہ ایک ہاتھ ان کی پشت پر اور دوسرا ان کے گھٹنوں پر ہوتا تھا۔ نماز سے فراغت تک یہی صورت رہتی تھی۔ اور امام حسنؑ اس وقت آجاتے تھے جب آنحضرتؐ منبر پر ہوتے تھے پس منبر پر چڑھ کر کندھوں پر اس طرح بیٹھ جاتے تھے کہ ان کے دونوں پیر آنحضرتؐ کے سینہ پر لٹکے ہوتے تھے۔ اور خلخال کی چمک نظر آتی تھی۔ اور آنحضرتؐ خطبہ بیان فرماتے رہتے تھے۔ اور خطبہ سے فراغت تک انہیں اسی طرح روکے رہتے تھے۔

عمرو بن عاص کا خطبہ شام میں

ابان نے سلیم سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو خبر ملی کہ عمرو بن عاص نے شام میں یہ خطبہ پڑھا ہے کہ مجھے حضرت رسالتمآب ﷺ نے ایک لشکر کا سردار بنا کر روانہ کیا۔ اس لشکر میں ابوبکر و عمر بھی تھے۔ میں یہ سمجھا کہ مجھے افضل سمجھ کر ان کا سردار بنایا ہے۔ جب میں واپس آیا تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ آپ کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے۔ فرمایا: عائشہ۔ میں نے عرض کیا کہ مردوں میں کون سب سے زیادہ عزیز ہے۔ فرمایا: ان کا باپ ابوبکر۔ اے لوگو! یہ علیؑ طعن کرتے ہیں ابوبکر و عمر و عثمان پر۔ حالانکہ میں نے رسول خداؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خدا نے عمر کی زبان و دل پر حق کی مہر لگا دی ہے اور عثمان کے بارے میں یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ملائکہ عثمان سے حیاء کرتے ہیں۔ اور علیؑ سے تو میں نے وہ سنا ہے کہ بس کان بہرے ہو جائیں۔

روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ابوبکر و عمر کو آتے دیکھا تو فرمایا: اے علیؑ! یقیناً یہ دونوں جنت کے بوڑھوں کے سردار ہیں اوّلین سے آخرین تک۔ سوا انبیاء و مرسلین کے۔ اور یہ

کسی سے بیان نہ کرنا ورنہ یہ دونوں ہلاک ہو جائیں گے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا جواب

یہ خبر سن کر آپ نے فرمایا کہ شام کے طاغیوں پر تعجب ہے کہ وہ عمرو کی باتیں قبول کرتے ہیں۔ اور ان کی تصدیق کرتے ہیں۔ اس کی دروغ بیانی اور خدا سے بے خوفی کا یہ حال ہے کہ وہ رسول خداؐ پر تہمت لگاتا ہے۔ حالانکہ انہوںؐ نے اس پر ستّر مرتبہ لعنت کی ہے۔ اسی طرح جس ساتھی کی وہ تعریف کر رہا ہے اس پر بھی کئی جگہ لعنت کی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس نے آنحضرتؐ کی مذمت میں ایک قصیدہ نظم کیا جس میں ستّر شعر تھے۔ یہ سن کر آنحضرتؐ نے خدا کی بارگاہ میں عرض کی: خداوندا میں شعر نہیں کہتا اور نہ اسے حلال سمجھتا ہوں۔ پس تُو اور تیرے ملائکہ اس کے ہر ہر شعر کے عوض میں اس پر ایسی لعنت بھیجیں جو اس کے بعد قیامت تک ہوتی رہے۔ پھر جب ابراہیم فرزندِ رسول خداؐ کا انتقال ہوا تو اس نے کھڑے ہو کر کہا کہ یقیناً رسول خداؐ بے اولاد ہو گئے۔ اب ان کی نسل نہ ہو گی۔ اور میں سب سے زیادہ ان کا دشمن اور بدگو ہوں۔ خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ﴾

(تمہارا دشمن ہی بے اولاد ہے)

یعنی ایمان اور ہر خیر سے خالی ہے۔ جیسا کہ اس امت کو اس کے کذوب اور منافق سے سابقہ پڑا۔ گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ کوشش کرنے والے ضعیف الایمان قاریوں نے اس کی بات نقل کر کے اس کی تصدیق کی ہے۔ اور اس کے اس جھوٹ سے ہم اہل بیتؑ پر حجت قائم کرنا چاہی ہے کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ امت میں سب سے بہتر ابوبکر و عمر ہے اور میں تیسرے کا نام بھی بتا سکتا ہوں۔ اس نے عائشہ اور اس کے باپ کے ذکر سے صرف معاویہ کی خوشنودی چاہی ہے اور خدا کو ناراض کر کے اسے راضی کر رہا

ہے۔ رہا اس کا یہ بیان اور گمان کہ اس نے مجھ سے سنا ہے پس نہیں۔ خدا کی قسم جس نے دانہ شگافتہ کیا اور خلق کو پیدا کیا وہ خوب جانتا ہے کہ اس نے مجھ پر جھوٹی تہمت لگائی ہے۔ اور یقیناً مجھ سے خدا نے نہ خفیہ نہ علانیہ سنا۔ خداوندا تو عمرو اور معاویہ دونوں پر لعنت کر۔ کیونکہ ان دونوں نے تیرے راستہ سے روکا ہے۔ تیری کتاب کو جھٹلایا ہے اور تیرے نبیؐ کی توہین کی ہے اور انؐ پر اور مجھ پر جھوٹی تہمت باندھی ہے۔

جھوٹی روایتوں کی ٹکسال معاویہ کے حکم سے

سلیم بن قیس نے بیان کیا کہ پھر معاویہ نے شام کے قاریوں اور قاضیوں کو بلا کر انہیں انعام دیئے اور آمادہ کیا کہ وہ شام کے علاقہ اور مضافاتی شہروں میں جھوٹی روایتیں پھیلائیں اور باطل اصول وضع کرائیں اور انہیں یہ ذہن نشین کرائیں کہ عثمان کو حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے قتل کیا ہے۔ اور ابوبکر و عمر سے تبرّا کرتے ہیں اور معاویہ خونِ عثمان کے بدلہ کا مطالبہ کر رہے ہیں اور ابان بن عثمان اور اس کے دوسرے فرزند معاویہ کے ساتھ ہیں۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے اہل شام کو اس کا قائل کر لیا۔ اور اس پر سب متفق ہو گئے۔ معاویہ نے اسی نظریہ پر وہاں پر بیس سال گزارے تھے اس کا یہی کام رہا۔ یہاں تک کہ شام کے طاغی و باغی مدد کے لیے اس کے ساتھ ہو گئے۔ جو ہمیشہ اس کے دسترخوان پر شراب و کباب میں شامل رہے تھے۔ اور جنہیں وہ ہمیشہ مال و دولت اور تحفے بخشا کرتا تھا۔ اسی حالت میں بچے پلتے رہے اور بڑے ضعیف العمر ہو گئے عرب ہجرت کر کے اس کے پاس پہنچ گئے۔ اہل شام نے شیطان پر لعنت کرنا چھوڑ دی۔ اور یہ کہنے لگے کہ عثمان کے قاتل پر لعنت ہے۔ امت کے جاہل اور گمراہ اماموں کے تابعدار اور دوزخ کی طرف بلانے والوں کے پیرو اسی طریقۂ کار پر جم گئے۔ پس ہمیں خدا کافی ہے اور وہ بہترین مددگار ہے اور اگر خدا چاہتا تو ان سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا لیکن وہ جسے چاہتا ہے اس کے لیے گمراہی کے سامان مہیا کر دیتا ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

معاویہ کا خط زیاد بن سمیّہ کے نام

سلیم بن قیس سے ابان نے روایت کی ہے کہ زیاد بن سمیّہ کا ایک کاتب جو اپنے آپ کو شیعہ کہتا تھا۔ اور میرا دوست تھا۔ اس نے مجھے ایک تحریر دکھائی جو معاویہ نے زیاد بن سمیّہ کو لکھی تھی۔ اس خط کے جواب میں جو زیاد نے اسے لکھا تھا۔

امّا بعد۔ تو نے مجھے لکھا ہے اور سوال کیا ہے کہ عرب میں سب سے زیادہ عزت دار کون ہے اور ذلیل کون ہے۔ اور قریب تر کون ہے اور زیادہ دور کون ہے۔ اور پُر امن کون ہے اور خطرناک کون ہے اور میں اے بھائی! عرب کو سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ اس قبیلہ کو داہنی آنکھ سے دیکھتا ہوں۔ اور ظاہر میں ان کا احترام کرتا ہوں۔ اور در پردہ ان کی توہین کرتا ہوں۔ کیونکہ ان سے میرا یہی طریقہ ہے۔ سامنے احترام اور غیبت میں توہین۔ کیونکہ میرے نزدیک ان کی حالت بدترین انسانوں کی ہے اور تمہاری بخشیش ان سے خفیہ دوسروں کے لیے ہونا چاہیے۔ ربیعہ بن نزار پر نظر رکھو۔ ان کے امیروں کا احترام کرو اور عوام کو ذلیل کرو۔ اس لیے کہ ان کے عوام اپنے سرداروں کے تابعدار ہیں۔ اور قبیلہ مضر کی طرف بھی نگاہ رکھو۔ ان کے بعض کو بعض سے لڑاؤ۔ اس لیے کہ ان میں سخت مزاجی اور تکبّر ونخوت ہے۔ کیونکہ جب تم ایسا کرو گے اور ایک کو دوسرے سے لڑاؤ گے۔ تو تم ان کے شر سے محفوظ رہو گے۔ ان کی کسی بات پر اعتبار نہ کرنا، جب تک ان کا عمل نہ دیکھ لو۔ اور نہ گمان پر بھروسہ کرنا جب تک یقین حاصل نہ ہو جائے۔

اہل عجم پر مظالم

اور نومسلم عجمیوں پر بھی نگاہ رہے ان کے ساتھ عمر بن خطاب کا طریقہ اختیار کرو۔ کیونکہ ان میں ان کی ذلت ورسوائی ہے کہ عرب مرد کی ان میں شادی کرو لیکن وہ عرب میں نکاح نہ کریں۔ عرب ان کے وارث ہوں۔ لیکن وہ عرب کے وارث نہ ہوں۔

اوران پر بخشش اور کھلانا پلانا کم کردو۔ اور وہ جنگوں میں آگے آگے رہیں، راستے درست کریں۔ درخت کاٹ کر راہ صاف کریں۔ اور نماز جماعت میں کوئی عجمی عربوں کا پیشنماز نہ ہو۔ اور نہ ان میں سے کوئی پہلی صف میں کھڑا ہو۔ جبکہ عرب موجود ہو۔ سوا اس کے کہ ان کے بغیر صف نہ پوری ہوتی ہو۔ اور مسلمانوں کی سرحدوں پر بھی ان کو حاکم نہ بناؤ۔ اور نہ کسی شہر کا افسر مقرر کرو۔ اور نہ کسی کو مسلمانوں کا قاضی مقرر کرو۔ اس لیے کہ ان میں عمر کا یہی طریقہ رہا ہے خدا انہیں جزا دے امت محمدؐ اور خاص کر بنی امیہ کی جانب سے بہترین جزاء۔ پس خدا کی قسم اگر یہ تشدد اور سختی جو انہوں نے اور ان کے ساتھی ابوبکر نے دین خدا میں کی، نہ کرتے تو ہم بلکہ ساری امت بنی ہاشم کے غلام ہوتے اور وہ یکے بعد دیگرے خلافت کے وارث ہوتے رہتے۔ جس طرح اہل کسریٰ و قیصر وارث ہوتے ہیں۔ مگر خدائے عزوجل نے اسے بنی ہاشم سے نکال دیا۔ اور بنی تیم بن مرہ تک پہنچا دیا۔ اور بنی عدی میں کعب تک پہنچ گئی حالانکہ قریش میں ان دو سے زیادہ ذلیل اور گرے ہوئے قبیلے نہیں ہیں۔ پس انہوں نے اس میں سے ہمیں کھلایا اور ہم تھے ہی زیادہ حقدار ان سے، اور ان کی اولاد سے۔ اس لیے کہ ہم میں دولت مندی اور جوانمردی ہے اور ان دونوں کی بہ نسبت رسول خداﷺ کے ساتھ زیادہ نزدیکی بھی ہے۔ پھر اسے شوریٰ سے اور شوریٰ کے بعد لوگوں کی رضامندی سے جو تین دن تک رہی ہمارے صاحب عثمان نے پالیا۔ حالانکہ ان سے پہلے جنہیں ملی تھی وہ بغیر مشورہ کے تھی۔ پس ہمارا اپنا عثمان مظلوم ہو کر مارا گیا۔ تو ہمیں مل گئی۔ اس لیے کہ جو مظلوم قتل کیا جائے خدا نے اس کے ولی کو طاقت بخشی ہے۔ میری جان کی قسم اے میرے بھائی! اگر عمر نے غلام کا خون آقا کا نصف قرار دیا ہے تو یہی تقویٰ کے قریب ہے اور اگر مجھے اس کی راہ ملتی اور یہ امید ہوتی کہ عوام اسے قبول کر لیں گے تو ضرور کرتا۔ مگر میرا زمانہ جنگ سے قریب ہے۔ اس لیے مجھے لوگوں کے اختلاف اور جدا ہو جانے کا اندیشہ ہے اور تمہیں ان کے بارے میں حضرت عمر کی سنت کافی ہے۔ اس لیے کہ اس میں ان کی رسوائی اور ذلت ہے۔ اور عرب

کو عجم پر شرف حاصل ہے پس جب تمہیں یہ خط ملے تو عجم کو ذلیل و رسوا و پریشان کرو۔ نہ ان میں کسی کی مدد کرو نہ کسی کا کوئی کام انجام دو۔ خدا کی قسم تم ضرور ابوسفیان کے فرزند ہو اور انہی کے صلب سے ہو۔

عمر کا خط ابوموسیٰ اشعری کے نام اور اہل عجم کا قتل عام

تم نے مجھ سے ذکر کیا تھا اور تم یقیناً میرے نزدیک سچے ہو کہ تم نے عمر کا خط جو اشعری کے نام تھا پڑھ کر سنایا تھا اور تم اس زمانہ میں اشعری کے منشی تھے اور وہ بصرہ کے حاکم تھے۔ اور تم ان کے نزدیک سب سے گرے ہوئے آدمی تھے۔ اور تم ان دنوں پست طبیعت تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ تم ثقیف کے غلام ہو۔ اگر تمہیں اس دن علم ہو جاتا جیسے آج ہے کہ تم ابوسفیان کے فرزند ہو تو تم اپنے نفس کو بلند سمجھتے اور زنا زادہ اشعری کا منشی ہونا گوارا نہ کرتے۔ اور تم جانتے ہو اور ہم بھی جانتے ہیں کہ ابوسفیان امیہ بن عبدالشمس کے قدم پر قدم رکھتے تھے۔ مجھ سے ابن ابی معیط نے بیان کیا ہے کہ تم نے انہیں بتلایا تھا کہ تم ہی نے عمر کا خط ابوموسیٰ اشعری کو پڑھ کر سنایا تھا۔ اور انہوں نے ایک رسّی بھیجی تھی جس کا طول پانچ بالشت تھا اور کہا تھا کہ اسے اہل بصرہ کے سامنے پیش کریں۔ جو نومسلم عجمی پانچ بالشت تک پہنچ جائے اسے آگے کر کے گردن اڑا دو۔ اور ابوموسیٰ نے تم سے مشورہ لیا تھا۔ اور تم نے انہیں اس سے منع کیا تھا اور رائے دی تھی کہ وہ اس بارے میں دوبارہ عمر کی طرف رجوع کریں اور تم ہی ان کا خط لے کر عمر کے پاس گئے تھے اور تم نے جو کچھ کیا تھا، غلام عجمیوں کی طرفداری میں کیا تھا اس وقت تم یہ سمجھتے تھے کہ تم ثقیف کے غلام ہو۔ پس تم عمر سے اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ تم نے انہیں رائے بدلنے پر آمادہ کر لیا۔ اور تم نے انہیں لوگوں کے ساتھ چھوڑ جانے سے ڈرایا۔ آخر انہوں نے حکم واپس لے لیا اور تم نے ان سے وہ بات کہی جو تمہیں محفوظ رکھے۔ حالانکہ تم نے اس گھر سے دشمنی کی ہے کہ وہ علیؑ کی طرف چلے جائیں اور وہ انہیں ساتھ لے کر مقابلہ کو آجائیں اور تمہاری

سلطنت زائل ہو جائے لہٰذا اس سے باز رہو۔

اے میرے بھائی! ابوسفیان کا لڑکا ہو کر تمہارا ایسا منحوس فرزند میں نے نہیں دیکھا۔ جبکہ تم نے عمر کی رائے واپس کرا دی۔ اور ان کے ارادے روک دیئے۔ مجھے تو یہ خبر ملی ہے کہ تم نے ان کی رائے عجمیوں کے قتل سے یہ کہہ کر بدلی ہے کہ تم نے کہا کہ میں نے علی ابن ابی طالبؑ سے سنا ہے کہ اس دین پر عجم تمہیں ضرور ماریں گے۔ اسی طرح جیسے تم نے انہیں مارا ہے۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ عنقریب خدا عجمیوں سے تمہاری طاقت کو بھر دے گا۔ وہ شیر ہو جائیں گے، فرار نہ کریں گے۔ اور وہ عنقریب تمہاری گردنیں کاٹیں گے۔ اور تمہارے گروہ پر غالب آجائیں گے۔ پس تم نے کہا کہ یہ خبر علی ابن ابی طالبؑ سے سنی ہے جو وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کر رہے تھے۔ یہی وجہ تھی جس نے مجھے آمادہ کیا کہ تمہارے صاحب کو ان کے قتل کے لیے خط لکھوں۔ اور میں نے تو یہ ارادہ کیا تھا کہ تمام شہروں کے حکام کو یہ حکم دوں مگر تم نے عمر سے کہہ دیا کہ اے امیر المومنین! ایسا نہ کرو۔ مجھے اندیشہ ہے کہ انہیں علیؑ نصرت کے لیے بلا لیں اور وہ بہت ہیں۔ حالانکہ تم علی مرتضیٰؑ اور ان کی جماعت اور ان کے اہل بیتؑ کی دلیری اور تم سے اور تمہارے صاحب سے عداوت کو خوب جانتے تھے۔ پھر بھی تم نے اس سے انہیں باز رکھا۔ اور مجھے یہ خبر دی کہ تم نے انہیں صرف ہمدردی میں روکا ہے بزدلی سے ایسا نہیں کیا۔ تم نے مجھ سے یہ بھی بیان کیا تھا کہ تم نے خلافتِ عثمان کے زمانہ میں علیؑ سے ذکر کیا ہے۔ اور انہوں نے تمہیں خبر دی کہ کالے علموں والے جو خراسان سے ظاہر ہوں گے، وہ عجم ہیں اور یہی بنی امیہ کے ملک پر غالب ہوں گے اور ہر ستارہ کے نیچے انہیں قتل کریں گے۔ پس اے میرے بھائی! اگر تم عمر کو اس فعل سے باز نہ رکھتے تو یہی سنت چل پڑتی اور خدا انہیں جڑ سے اکھیڑ دیتا ان کی بنیاد ہی ختم کر دیتا۔ اور ان کے بعد خلفاء بھی اسی سنت پر چلتے یہاں تک کہ ان کا ایک سال، اور ایک ناخون اور آگ پھونکنے والا نہ رہ جاتا۔ کیونکہ وہ دین کے لیے آفت ہیں۔

عمر کی بدعتیں معاویہ کے قلم سے

عمر نے تو اس امت میں بہت سی سنتیں جاری کی ہیں جو رسول خداﷺ کی سنت کے خلاف ہیں۔ اور لوگوں نے ان کی پیروی کر کے اختیار کر لیا ہے۔ یہ بھی ان میں سے ایک ہوتی۔

نمبر ا:۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ انہوں نے مقام ابراہیم کو اس جگہ سے بدل دیا جہاں رسول خداﷺ نے رکھا تھا۔

نمبر ۲:۔ اسی طرح رسولؐ کے صاع اور مُد کو بدل کر اس میں اضافہ کر دیا اسی طرح جنب کو تیمّم کرنے سے روک دیا۔ اور بہت سی سنتیں ہیں جو ہزار باب سے زائد ہیں۔ ان میں سب سے بڑی اور ہمیں سب سے زیادہ محبوب اور ہماری آنکھیں ٹھنڈی کرنے والی، بنی ہاشم سے خلافت کو ہٹا لینا ہے۔ جو اس کے اہل اور معدن تھے۔ اس لیے کہ وہ ان کے سوا کسی کے لائق نہیں۔ اور زمین کی اصلاح ان کے بغیر ممکن نہیں۔ پس جب میرا یہ خط تمہیں ملے اسے چھپا دو اور پھاڑ ڈالو۔

وہ کہتے ہیں کہ جب زیاد نے یہ خط پڑھا تو اسے زمین پر پھینک دیا۔ پھر میری طرف رخ کر کے کہا مجھ پر وائے ہو کہ میں کس سے نکلا اور کہاں داخل ہوا۔ میں آل محمدؐ کے شیعوں سے تھا اور اب شیعۂ شیطان میں داخل ہو گیا۔ اور اس کا شیعہ بن گیا جو ایسا خطرناک خط لکھتا ہے۔ یقیناً مجھ جیسا شخص ابلیس کے مانند ہے جس نے آدم کا سجدہ کرنے سے تکبر، کفر اور حسد کی وجہ سے انکار کیا تھا۔

سلیم کہتے ہیں کہ میں نے رات سے پہلے اس خط کو نقل کر لیا۔ جب رات ہوئی تو زیاد نے خط طلب کیا اور اسے پھاڑ ڈالا۔ اور کہا کہ اس تحریر کی کسی کو خبر نہ ہونے پائے۔ اور کسی کو پتہ نہ لگ سکا کہ میں نے نقل اتار لی ہے۔

علی مرتضیٰ قسیمِ جنت و نار ہیں

ابان نے سلیم سے نقل کیا ہے کہ میں نے سلمان، ابوذر، مقداد سے سنا ہے اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے دریافت کیا تو فرمایا کہ انہوں نے سچ کہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عائشہ ان کے پیچھے بیٹھی تھیں اور گھر لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ ان میں پانچ معاہدہ لکھنے والے بھی تھے۔ اور پانچ شوریٰ والے بھی۔ اور کوئی جگہ نظر نہ آئی تو آنحضرتؐ نے اشارہ کیا کہ میرے پیچھے بیٹھ جاؤ۔ حالانکہ عائشہ چادر اوڑھے آپ کے پیچھے تھیں۔ آپ آنحضرتؐ اور عائشہ کے درمیان بیٹھ گئے۔ یہ دیکھ کر عائشہ غضبناک ہو کر کہنے لگیں۔ تمہیں میری گود کے سوا کوئی جگہ نہ ملی؟ یہ سن کر آنحضرتؐ کو غصہ آ گیا۔ اور فرمانے لگے اے حمیرا! میرے بھائی علیؑ کے بارے میں مجھے اذیت نہ دو۔ کیونکہ وہ امیر المومنین، سید المسلمین، قائد الغرّ المحجلین ہیں۔ خدا قیامت کے دن انہیں صراط پر مقرر کرے گا۔ ایک روایت میں ہے خدا انہیں صراط پر بٹھائے گا۔ اور وہ جنت و دوزخ تقسیم کریں گے۔ اپنے دوستوں کو جنت میں اور دشمنوں کو داخل جہنم کریں گے۔

معاویہ کا پیغام امیر المومنینؑ کے نام

ابان نے سلیم سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ عبدی کا گمان یہ ہے کہ انہوں نے عمر بن ابی سلمہ سے سنا ہے کہ معاویہ نے ابو درداء کو بلایا۔ ہم صفین میں امیر المومنینؑ کے ہمراہ تھے اور ابو درداء اور ابو ہریرہ کو بلا کر ان سے کہا کہ تم دونوں علی ابن ابی طالبؑ کے پاس جا کر میرا اسلام پہنچا دو۔ اور ان سے کہو خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ آپ مجھ سے زیادہ حق دارِ خلافت ہیں۔ اس لیے کہ آپ مہاجرین اولین میں سے ہیں اور میں طلقاء میں سے ہوں اور آپ کی طرح سابق الاسلام نہیں ہوں۔ اور نہ میری رسول خدا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ قرابت ہے جو آپ کو ہے۔ اور خدا نے آپ کو کتابِ خدا اور سنت رسول کا علم بھی دیا ہے۔ اور مہاجرین و انصار نے مشورہ کرنے کے بعد تین روز کے اندر آپ کی بیعت بھی کی ہے۔ مہاجرین و انصار نے خوشی سے بلا جبر و اکراہ آپ کی بیعت کی ہے اور سب سے پہلے جس نے آپ کی بیعت کی وہ طلحہ و زبیر تھے۔ پھر انہوں نے بیعت توڑ دی۔ اور ظلم کیا۔ اور وہ شئے طلب کی جس کے وہ حقدار نہ تھے اور مجھے خبر ملی ہے کہ آپ قتل عثمان سے لاتعلقی اور ان کے خون سے اپنی برأت ظاہر کرتے ہیں اور یہ خیال ظاہر کرتے ہیں کہ جب وہ قتل ہوئے تو آپ اپنے گھر میں بیٹھے رہے۔ اور جب وہ قتل ہوئے تو آپ نے فرمایا تھا کہ خداوندا! نہ میں راضی تھا اور نہ میری یہ خواہش تھی اور جب جمل میں ﴿یا لثارات عثمان﴾ کی آوازیں آ رہی تھیں تو آپ نے فرمایا تھا کہ عثمان کے قاتل آج منہ کے بل دوزخ میں ہیں۔ کیا انہیں ہم نے قتل کیا ہے؟ تم لوگوں نے ان کو قتل کیا ہے۔ میں تو گھر میں بیٹھا تھا۔ اور میں تو عثمان کا چچازاد ہوں۔ اور ان کا خون بہا طلب کرنے والا ہوں۔ پس اگر بات یہی ہے جو آپ نے کہی ہے تو قاتلان عثمان ہمارے حوالہ کر دیں۔ تاکہ ہم انہیں قتل کر دیں۔ اے ہمارے چچازاد! اور آپ کی بیعت کر کے یہ امر آپ کے حوالہ کر دیں۔ یہ تو ایک بات ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ میری خفیہ نے مجھے خبر دی ہے اور عثمان کے ان دوستوں کے خط آئے ہیں جو آپ کے ساتھ جنگ میں شامل ہیں۔ اور آپ انہیں اپنا ہم خیال اور اپنے امر پر راضی سمجھتے ہیں حالانکہ ان کے دل ہمارے ساتھ ہیں۔ اور جسم آپ کے ساتھ ہیں کہ آپ عمر و ابوبکر کی ولایت بھی ظاہر کرتے ہیں اور ان پر رحمت بھیجتے ہیں۔ لیکن عثمان کے متعلق خاموش رہتے ہیں نہ ان کا ذکر کرتے ہیں، نہ ان پر رحمت بھیجتے ہیں اور نہ لعنت۔ اور مجھے یہ بھی خبر ملی ہے کہ آپ جب اپنی خالص شیعہ جماعت میں خفیہ بیٹھتے ہیں جو خبیث، گمراہ، فسادی اور جھوٹے ہیں، تو ان کے سامنے ابوبکر و عمر و عثمان پر تبرّا کرتے ہیں اور لعنت بھیجتے ہیں۔ اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ رسول خداؐ کے

وصی اور ان کی امت میں ان کے خلیفہ ہیں۔ اور یہ کہ خداوند عالم نے تمام مؤمنین پر آپ کی تابعداری فرض کی ہے۔ اور اپنی کتاب اور سنت رسولؐ میں آپ کی ولایت کا حکم دیا ہے۔ اور یہ کہ خدا نے محمدؐ کو حکم دیا ہے کہ وہ اسے اپنی امت میں قائم کر دیں اور خدا نے یہ آیت نازل کی ہے:

﴿يَآاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾

اے رسولؐ پہنچائیں وہ چیز جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کی گئی ہے اور اگر ایسا نہ کیا تو آپ نے کوئی کام نہ کیا۔

پس انہوں نے غدیر خم میں قریش و انصار اور بنی امیہ کو جمع کیا اور خدا نے انہیں آپ کے متعلق جو حکم دیا پہنچا دیا۔ اور یہ بھی حکم دیا کہ جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ انہیں پہنچائیں جو موجود نہیں ہیں انہوں نے انہیں بتلایا ہے کہ آپ ان کے نفسوں کے حاکم ہیں۔ اور آپ کی نسبت ان سے ایسی ہے جیسی ہارونؑ کی موسیٰؑ سے تھی۔ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ جو خطبہ بیان کرتے ہیں اس میں منبر سے اترنے سے قبل یہ ضرور فرماتے ہیں کہ آپ سب سے زیادہ تمام انسانوں کے نفسوں کے حاکم ہیں۔ اور جب سے آنحضرتؐ نے وفات پائی ہے۔ اس وقت سے آپ برابر مظلوم رہے ہیں۔ اگر یہ خبریں جو مجھے ملی ہیں درست ہیں تو پھر جو ابوبکر و عمر نے آپ پر ظلم کیا وہ عثمان کے ظلم سے زیادہ ہے۔ اس لیے کہ مجھے خبر ملی ہے کہ جب آنحضرتؐ نے رحلت فرمائی آپ جنازہ پر حاضر تھے اور عمر نے جا کر ابوبکر کی بیعت کر لی۔ نہ آپ سے امیر بننے کی خواہش کی نہ مشورہ کیا۔ ان دونوں نے آپ کے حق اور محبت اور قرابت پر جو آپ کو ان حضرتؐ سے حاصل ہے انصار سے جھگڑا کیا۔ اور اگر وہ دونوں آپ کا حق تسلیم کر کے آپ کی بیعت کر لیتے تو سب سے پہلے عثمان ایسا کرتے۔ آپ کی قرابت اور اس حق کی وجہ سے جو ان پر آچکا

ہے۔ اس لیے کہ وہ آپ کے چچازاد اور پھوپھی زاد تھے پھر ابوبکر نے اس پر قبضہ کرنے کے بعد اسے عمر کے حوالہ کر دیا نہ آپ کو امیر بنانا گوارا کیا، نہ آپ سے اپنی وفات کے وقت مشورہ لیا۔ بلکہ انہیں خلیفہ بنا کر ان کے لیے بیعت لے لی۔ پھر عمر نے چھ افراد میں آپ کا نام بھی رکھا اور باقی سب مہاجرین وانصار وغیرہ کو اس سے الگ رکھا۔ اب سب نے عبدالرحمٰن بن عوف کو اختیار دے دیا۔ تیسرے دن لوگوں نے جمع ہو کر تلواریں کھینچ لیں اور خدا سے یہ حلف کیا کہ اگر غروبِ آفتاب سے قبل آپ لوگوں نے کسی کا انتخاب نہ کر لیا تو آپ سب کی گردنیں اڑا دیں گے۔ اور عمر کی وصیت کے مطابق ان کا حکم سب پر نافذ کریں گے۔ آپ سب نے عبدالرحمٰن بن عوف کے سپرد کر دیا۔ انہوں نے عثمان کی بیعت کر لی۔ پھر آپ سب نے انہیں تسلیم کر لیا۔ اس کے بعد عثمان کا محاصرہ ہو گیا۔ اور انہوں نے آپ لوگوں سے مدد مانگی تو کسی نے ان کی مدد نہ کی۔ وہ بلاتے رہے مگر کسی نے لبیک نہ کہی حالانکہ ان کی بیعت آپ سب کی گردنوں میں تھی۔ اور اے گروہ مہاجرین وانصار! تم سب موجود تھے۔ اور دیکھ رہے تھے۔ تم نے اہل مصر کو موقع دیا اور انہوں نے عثمان کو قتل کر دیا۔ اور تمہارے کئی گروہوں نے اس قتل میں ان کی مدد کی۔ لہٰذا تم اس حیثیت میں ہو گئے کہ یا قاتل، یا آمر، یا خاذل تھے۔ سب نے آپ کی بیعت کی۔ اور آپ مجھ سے زیادہ حقدارِ خلافت ہیں۔ لہٰذا مجھے موقع دیں کہ میں عثمان کے قاتلوں کو قتل کر دوں۔ اور خلافت آپ کے حوالہ کر دوں۔ میں بھی آپ کی بیعت کر لوں اور میری طرف سے اہل شام بھی بیعت کر لیں۔

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کا جوابِ باصواب

جب ابودرداء اور ابوہریرہ نے معاویہ کا پیغام پہنچا دیا اور آپ نے معاویہ کا خط پڑھا تو فرمایا کہ تم دونوں نے معاویہ کا پیغام مجھے پہنچا دیا ہے۔ اب مجھ سے سنو، اور میرا پیغام انہیں پہنچا دو۔ اور ان سے کہو کہ عثمان بن عفان کا قتل دو حال سے خالی نہیں ہے یا تو

وہ امام حق تھے اور ان کا خون بہانا حرام اور ان کی نصرت واجب تھی۔ اور مخالفت حرام تھی۔ اور امت کو یہ حق نہ تھا کہ وہ ان کا ساتھ چھوڑ دیتے، اور یا وہ گمراہی کے امام تھے۔ ان کے خون بہانا حلال تھا۔ نہ ان سے ہمدردی جائز تھی نہ ان کی نصرت۔ ان دو حالتوں میں سے ایک حالت ضرور تھی۔ اور دین خدا اور اسلام میں واجب ہے کہ جب ان کا امام مر جائے یا قتل ہو جائے گمراہ ہو یا ہدایت والا، مظلوم ہو یا ظالم، اس کا خون بہانا حلال ہو یا حرام، وہ کوئی عمل اور نیا کام اس وقت تک نہ کریں، نہ ہاتھ پاؤں بڑھائیں، نہ کسی کام کی ابتداء کریں، جب تک وہ ایسے امام کو نہ مان لیں جو عفت دار، عالم، پرہیزگار، احکام خداوندی اور سنت رسولؐ کا سب سے زیادہ واقف ہو جو ان کا امر جمع کر دے، ان میں فیصلے کرے، ظالم سے مظلوم کا حق دلوا دے، ان سب کی حفاظت کرے، ان کا حصہ قائم رکھے، ان کی حجت پوری کرے، ان کے صدقات کا انتظام قائم رکھے۔ پھر وہ لوگ امام مظلوم کے لیے جو ظلم سے قتل کیا گیا ہے اس سے چاہیں کہ وہ صحیح فیصلہ کر دے۔ پس اگر ان کا امام مظلوم قتل کیا گیا ہے تو وہ اس کے وارثوں کے حق میں قاتل کے قتل کا حکم دے گا۔ اور اگر وہ ظالم ہونے کے باعث قتل کیا گیا ہے تو پھر غور کرے گا کہ کیا حکم ہونا چاہیے۔ یہ پہلا کام ہے جو انہیں کرنا چاہیے۔ پہلے وہ ایسا امام اختیار کریں جو ان کا امر قائم کرے۔ بشرطیکہ انہیں یہ اختیار حاصل ہو۔ پھر اس کی اتباع و پیروی کریں اور اگر یہ اختیار خدا اور رسولؐ کو ہے تو خداوند عالم کی نظر اور انتخاب ان کے لیے کافی ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس کے امام ہونے پر راضی ہیں اور انہیں حکم دیا ہے کہ وہ اس کی پیروی اور اتباع کریں۔

اب صورت حال یہ ہے کہ قتل عثمان کے بعد سب لوگوں نے میری بیعت کر لی ہے اور تین دن مشورہ کے بعد سب مہاجرین و انصار نے بیعت کی ہے۔ انہی لوگوں نے بیعت کی ہے جنہوں نے ابوبکر و عمر و عثمان کی بیعت کی تھی اور ان کی امامت کی گرہ باندھی تھی۔ اور یہ کام اہل بدر اور پرانے مہاجرین و انصار نے کیا ہے۔ حالانکہ مجھ سے قبل

والوں کی بیعت عوام کے مشورہ کے بغیر کی گئی تھی۔ اور میری بیعت عوام کے مشورہ کے بعد ہوئی ہے۔

لہٰذا اگر خداوند عالم نے انتخاب کا اختیار امت کو دیا ہے اور یہ کام انہی کا ہے اور وہ خود غور کر کے انتخاب کر لیں اور ان کا اپنے لیے انتخاب کرنا اور خود غور کرنا، خدا و رسولؐ کے انتخاب سے بہتر ہے اور جسے وہ چن لیں اور اس کی بیعت کر لیں وہ صحیح اور ہدایت کی بیعت ہوتی ہے اور وہ ایسا امام ہوتا ہے جس کی تابعداری اور نصرت امت پر فرض ہوتی ہے تو انہوں نے میرے بارے میں مشورہ کر کے مجھے اجماع سے چنا ہے۔ اور اگر انتخاب کا حق صرف خدائے عزوجل کو ہے تو خدا اور رسولؐ دونوں نے میرا انتخاب کیا ہے اور مجھے امت پر اپنا خلیفہ فرمایا ہے اور میری تابعداری اور نصرت کا حکم دیا ہے۔ اپنی کتاب قرآن اور رسول خداﷺ کی سنت میں۔ یہ ہے میری مضبوط دلیل اور حقانیت کا ثبوت۔

اور کیا اگر عثمان ابوبکر و عمر کے زمانہ میں قتل ہو جاتے تو معاویہ پر ان سے جنگ اور ان پر خروج کرنا واجب ہو جاتا۔ ابو درداء اور ابو ہریرہ نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ پس یہی صورت میری ہے اور اگر معاویہ کہے کہ ان سے جنگ واجب ہوتی تو اس سے کہہ دو کہ پھر جس پر کوئی ظلم ہو یا اس کا کوئی قتل ہو جائے اسے حق ہے کہ مسلمانوں کی دو پارٹیاں بنا کر ایک کو اپنے ساتھ لے کر خروج کر دے۔ حالانکہ زیادہ حق عثمان کی اولاد کو ہے کہ وہ ان کے خون کا عوض طلب کریں بہ نسبت معاویہ کے۔

یہ سن کر ابو درداء اور ابو ہریرہ چپ ہو گئے اور کہنے لگے کہ آپ نے اپنی طرف سے پورا انصاف کیا ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ میری جان کی قسم معاویہ نے انصاف کیا ہے بشرطیکہ وہ اپنی بات پر قائم رہے۔ اور جو حق مجھے دیا ہے اس میں سچا ہے۔ یہ عثمان کے فرزند موجود ہیں، جو نہ نابالغ ہیں، نہ غلام جبکہ بالغ ہیں۔ وہ میرے پاس آئیں۔ میں

انہیں اور ان کے باپ کے قاتلوں کو جمع کروں گا۔ پس اگر وہ ثبوت پیش کرنے سے عاجز ہوں تو وہ گواہی دیں کہ معاویہ ان کا وکیل، ولی اور نمائندہ ہے اور یہ مدعی اور مدعیٰ علیہ دونوں اس امام اور والی کے سامنے پیش ہوں جسے وہ اپنا حکم اور قاضی تسلیم کریں تو پھر فریقین کے ثبوت دیکھوں گا۔ اگر ان کا باپ ظالم ہونے کی وجہ سے قتل کیا گیا اور اس کا خون بہانا حلال تھا تو ان کا خون چھوڑ دیا جائے گا اور اگر وہ مظلوم تھے، ان کا خون بہانا حرام تھا تو ان کے باپ کے قاتل کو ان کے سپرد کر دیا جائے گا۔ وہ چاہیں قتل کر دیں اور چاہیں تو معاف کر دیں اور چاہیں تو خون بہا قبول کر لیں۔

اور یہ عثمان کے قاتل میرے لشکر میں موجود ہیں جو انہیں قتل کرنے کا اقرار کرتے ہیں۔ اور میرے فیصلہ پر راضی ہیں۔ تو میرے پاس عثمان کے فرزند آ جائیں۔ یا معاویہ کو ولی و وکیل بنا کر بھیج دیں۔ یہ دونوں اس قضیہ میں اپنے اپنے ثبوت میرے سامنے پیش کریں۔ تا کہ میں کتاب خدا و سنت رسولؐ کے مطابق فیصلہ کر دوں۔ اور اگر معاویہ صرف باتیں بناتا اور حیلے بہانے کرتا ہے تو جو کچھ سمجھ میں آئے کرتا رہے۔ عنقریب خدا اس کا انجام سامنے لے آئے گا۔

ابو ہریرہ اور ابو درداء نے کہا: خدا کی قسم، آپ نے اپنی طرف سے پورا انصاف کیا ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر فرمایا ہے اس کی دلیل و حجت ختم ہو گئی ہے۔ اور آپ نے ایسی مضبوط اور پختہ دلیل پیش فرمائی ہے جو بالکل صاف ہے۔ اس پر کوئی رنگ نہیں چڑھایا گیا ہے۔ پھر ابو ہریرہ اور ابو درداء جب وہاں سے باہر نکلے تو دیکھا کہ بیس ہزار آدمی کھڑے ہوئے یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم عثمان کے قاتل ہیں۔ اقرار کرتے ہیں۔ اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے فیصلہ پر راضی ہیں۔ خواہ ان کا فیصلہ ہمارے خلاف ہو یا ہمارے حق میں ہو۔ چاہیے کہ عثمان کے وارث ہمارے پاس آ جائیں اور ہمارا مقدمہ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کے پاس لے جائیں پس اگر ہم پر تاوان یا خون بہا واجب ہو تو ہم صبر کر کے تسلیم کر لیں گے۔ ان دونوں نے جواب دیا کہ بے شک تم نے انصاف کی

بات کہی ہے۔ اور واقعاً علی مرتضیٰ علیہ السلام کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ تمہیں نکال دیں یا قتل کر دیں جب تک وہ تم پر مقدمہ دائر کر کے ان کے پاس نہ لے جائیں۔ اور وہ کتاب خدا و رسولؐ کے مطابق تمہارا فیصلہ نہ کر دیں۔

اس کے بعد ابو درداء اور ابو ہریرہ دونوں وہاں سے روانہ ہو کر معاویہ کے پاس پہنچے اور علی مرتضیٰؑ کا جواب اور قاتلان عثمان کا پیغام سنایا۔ اور وہ پیغام بھی سنایا جو ابو نعمان بن ضمان نے دیا تھا۔

معاویہ نے کہا: انہوں نے اس بات کا کیا جواب دیا کہ وہ ابو بکر و عمر کے نام پر رحمت بھیجتے ہیں مگر عثمان کے نام پر نہیں بھیجتے۔ بلکہ ان سے بیزاری ظاہر کرتے ہیں۔ اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے انہیں خلیفہ مقرر فرمایا ہے۔ اور وہ ہمیشہ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد مظلوم رہے۔ دونوں نے جواب دیا کہ ہمارے روبرو انہوں نے ابو بکر و عمر و عثمان ان تینوں کے لیے کلمۂ رحمت جاری کیا ہے۔ انہوں نے ہم سے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر خدا نے انتخاب کا حق امت کو دے دیا ہے تو پھر غور کرنے اور انتخاب کرنے کے حقدار ہیں۔ اور اگر ان کا یہ غور و فکر سے انتخاب خدا و رسولؐ کی نظر اور انتخاب سے بہتر و افضل اور مفید تر ہے تو ان لوگوں نے میرا بھی انتخاب کر لیا ہے اور بیعت بھی کی ہے لہٰذا میری بیعت ہدایت کی بیعت ہے۔ اور میں وہ امام ہوں جس کی نصرت سب پر واجب ہے۔ اس لیے کہ انہوں نے مشورہ کرنے کے بعد مجھے چُنا ہے۔ اور اگر ان کے لیے خدا اور رسولؐ کا انتخاب ہی بہتر اور مفید تر تھا تو خدا اور رسولؐ نے میرا انتخاب کیا ہے۔ اور دونوں نے مجھے امت پر خلیفہ مقرر کیا ہے اور انہیں میری تابعداری اور نصرت کا حکم دیا ہے۔ قرآن مجید میں اپنے بھیجے ہوئے رسول کی زبانی یہ میری حجت کا نہایت مستحکم ثبوت ہے جو میرا حق لازم کرتا ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ایک بسیط خطبہ
قرآن وحدیث سے فضائل اہل بیتؑ کا ثبوت

پھر آپ مہاجرین و انصار اور دوسرے لوگوں کو جمع کر کے بالائے منبر تشریف لے گئے اور حمد وثنا اور درود بر رسولؐ کے بعد ارشاد فرمایا: ایہا الناس! میرے فضائل شمار سے زائد ہیں اور جب خداوند عالم نے قرآن مقدس میں اور سرور کائناتؐ نے بیان فرمائے ہیں تو میرے فضل وشرف کے لیے کافی ہیں۔

اسلام میں سبقت

کیا تمہیں معلوم ہے کہ خداوند عالم نے اسلام میں سبقت کرنے والوں کو ان پر فضیلت دی ہے جو بعد میں مشرف بہ اسلام ہوئے ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ خدا و رسولؐ کی طرف مجھ سے سبقت کرنے والا کوئی نہ تھا۔ سب نے عرض کیا بے شک۔ فرمایا: میں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ لوگوں نے اس آیت کے متعلق آنحضرتؐ سے دریافت کیا تھا ﴿اَلسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ﴾ (جو سابق ہیں وہی مقربِ بارگاہِ خدا ہیں)۔ اور آنحضرتؐ نے جواب دیا تھا کہ یہ آیت خداوند عالم نے انبیاء اور ان کے اوصیاء کی شان میں نازل فرمائی ہے۔ اور میں سب انبیاء و رسل سے افضل ہوں اور میرا وصی علی ابن ابی طالبؑ سب اوصیاء سے افضل ہے۔ یہ سن کر ستّر (۷۰) بدری کھڑے ہو گئے۔ جن میں اکثر انصار اور بعض مہاجر تھے۔ ان میں ابوالہیثم بن تیہان اور خالد بن زید اور ابو ایوب انصاری اور مہاجرین میں سے عمار بن یاسر تھے۔ ان سب نے عرض کیا ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے آنحضرتؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

اولوا الامر

آپ نے فرمایا: میں قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ یہ آیت:

﴿اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ﴾

(ترجمہ) (تابعداری کرو خدا کی اور تابعداری کرو رسولؐ کی اور ان کی جو تم میں امر خدا والے ہیں)

کے بارے میں اور آیہ ولایت:

﴿اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ﴾

ترجمہ:۔ (بس تمہارا ولی خدا ہے اور اس کا رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نمازیں قائم کرتے اور حالت رکوع میں زکواۃ دیتے ہیں)

کے بارے میں۔ اور آیہ مؤمنون:

﴿وَلَمْ یَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلَا رَسُوْلِہٖ وَلَا الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِیْجَۃً﴾

ترجمہ:۔ (اور انہوں نے خدا اور اس کے رسول اور مؤمنین کے سوا کسی کو رازدار نہیں قرار دیا)

کے بارے میں لوگوں نے آنحضرتؐ سے سوال کیا تھا کہ یہ آیات عام ہیں یا خاص ہستیوں کے بارے میں ہیں۔ تو خداوند عالم نے اپنے رسولؐ کو حکم دیا تھا کہ وہ انہیں سمجھا دیں اور ولایت کی تفسیر اس طرح کر دیں جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کی تفصیل اور تفسیر انہیں سمجھائی ہے۔

غدیرخم

پس انہوں نے مجھے غدیر خم میں مقرر کر کے اعلان کیا تھا کہ خداوند عالم نے ایک ایسا پیغام میری طرف بھیجا تھا کہ جس سے میرا سینہ تنگ ہو رہا تھا۔ اور مجھے یہ گمان تھا کہ لوگ مجھے جھٹلا دیں گے مگر خدا نے مجھے دھمکا کر حکم دیا کہ میں ضرور پہنچاؤں ورنہ وہ مجھے سزا دے گا۔ اور مجھے حکم دیا کہ اے علیؑ کھڑے ہو جاؤ پھر نمازِ جماعت کا اعلان فرمایا۔ اور نمازِ ظہر پڑھائی۔ پھر فرمایا: ایہا الناس! یقیناً خدا میرا مولیٰ ہے۔ اور میں مؤمنین کا مولیٰ اور ان کے نفسوں کا حاکم ہوں۔ پس جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علیؑ مولیٰ ہے۔ خداوندا! تو اس سے محبت رکھ جو علیؑ سے محبت رکھے۔ اور اس کا دشمن ہو جا جو علیؑ کا دشمن ہو۔ اور اس کی مدد کر جو علیؑ کی مدد کرے۔ اور اسے چھوڑ دے جو علیؑ کو چھوڑ دے۔ سلمان فارسی نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہؐ ان کی ولاء کس قسم کی ہے۔ فرمایا کہ ان کی ولاء ایسی ہے جیسی میری ولاء میں جس کے نفس کا حاکم و مختار ہوں۔ علیؑ بھی اس کے نفس کے حاکم و مختار ہیں۔ پھر خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا﴾

آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے دین اسلام سے راضی ہو گیا۔

سلمان فارسی نے سوال کیا: کیا یہ آیت علیؑ کی شان میں نازل فرمائی ہے؟ ارشاد کیا: ہاں۔ علیؑ اور میرے ان اوصیآء کی شان میں نازل فرمائی ہے جو میرے بعد ہوں گے قیامت تک۔ پھر سلمان نے عرض کیا: یا رسول اللہ ہمیں بتا دیں کہ وہ کون کون ہوں گے۔ فرمایا: اول میرا بھائی اور وزیر اور وصی اور وارث اور میری امت میں میرا قائم مقام، یہ علیؑ میرے بعد ہر مؤمن کا ولی ہوگا۔ ان کے بعد ان کی اولاد سے گیارہ ہوں

گے۔ امام حسنؑ پھر امام حسینؑ۔ پھر امام حسینؑ کی اولاد سے نو (۹) امام ہوں گے۔ وہ قرآن سے جدا نہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں۔ یہ سن کر بارہ بدری کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے: ہم گواہی دیتے ہیں ہم نے آنحضرتؐ سے بالکل اسی طرح سنا ہے جیسے آپ نے فرمایا ہے۔ نہ ایک حرف کم ہے نہ زیادہ۔ اور ستر بدریوں میں سے باقیوں نے کہا: یہ بالکل درست ہے مگر ہمیں حرف بحرف یاد نہیں رہا۔ یہ بارہ ہم سے نیک اور افضل ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ ٹھیک ہے سب کا حافظہ برابر نہیں ہوتا۔ کسی کا حافظہ کم ہوتا ہے، کسی کا زیادہ۔ ان بارہ آدمیوں میں سے چار آدمی پھر کھڑے ہوگئے۔

ابو الہیثم بن تیہان، ابو ایوب انصاری، عمار یاسر، خذیمہ بن ثابت ذو الشہادتین۔ اور کہنے لگے: ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے رسول خداؐ کا یہ ارشاد سنا ہے اور ہمیں یاد ہے کہ اس دن آپؐ نے فرمایا تھا اس حالت میں کہ وہ کھڑے تھے اور علیؑ ابن ابی طالبؑ ان کے پہلو میں تھے ایہا الناس! خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے لیے امام اور وصی مقرر کر دوں۔ اور تمہارے نبیؐ کا وصی تم میں موجود ہے اور وہ میری امت اور میرے اہل بیتؑ میں میرے بعد میرا قائم مقام ہے۔ یہ وہی ہے جس کی تابعداری خدا نے قرآن میں واجب کی ہے اور تمہیں ان کی ولایت کا حکم دیا ہے۔ میں نے خدا سے عرض کیا تھا کہ منافقین طعن کریں گے۔ اور مجھے جھٹلائیں گے۔ مگر خدا نے مجھے دھمکی دی کہ میں ضرور پہنچاؤں ورنہ وہ مجھے سزا دے گا۔ ایہا الناس! خدا نے تمہیں اپنی کتاب میں نماز کا حکم دیا تو میں نے اس کی کیفیت بیان کر دی۔ اور بنیاد رکھ دی۔ اس نے زکوٰۃ، روزہ اور حج کا حکم دیا تو میں نے اس کی تشریح بیان کر دی۔ اور سمجھا دیا۔ اس نے اپنی کتاب میں ولایت کا حکم دیا ہے۔ میں تمہیں گواہ کرتا ہوں۔ ایہا الناس! یہ منصب علیؑ ابن ابی طالبؑ کے لیے اور ان اوصیاء کے لیے جو میری اور میرے بھائی کی اولاد سے ہوں گے مخصوص ہے۔ میرا پہلا وصی علیؑ ہے، پھر حسنؑ پھر حسینؑ پھر نو (۹) وصی حسینؑ کی اولاد سے۔ یہ کبھی خدا کی کتاب سے جدا نہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر

پروردگار ہوں۔ ایہا الناس! میں نے تمہیں اپنے بعد تمہاری پناہ گاہ اور امام اور ہادی و رہبر بتا دیا کہ وہ میرا بھائی علیؑ ابن ابی طالبؑ ہے۔ اور وہ تم میں اسی طرح ہیں، جیسے تم میں میں تھا۔ پس اپنے دین میں ان کے پابند رہو۔ اپنے تمام کاموں میں ان کے تابعدار رہو۔ کیونکہ جو علم خدا نے مجھے دیا ہے وہ سب ان کے پاس ہے۔ مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ وہ سب انہیں تعلیم کر دوں۔ اور تمہیں بتا دوں کہ وہ سب ان کے پاس ہے۔ پس ان سے پوچھو، ان سے سیکھو۔ یا ان کے بعد ان کے اوصیآء سے سیکھو۔ تم انہیں نہ پڑھاؤ، نہ ان سے آگے بڑھو، اور نہ انہیں چھوڑو اس لیے کہ یہ حق کے ساتھ ہیں اور حق ان کے ساتھ ہے۔ نہ یہ حق کو چھوڑ سکتے ہیں نہ حق انہیں چھوڑ سکتا ہے۔ پھر حضرت علی مرتضٰی علیہ السلام نے ابو دردآء اور ابو ہریرہ اور ان لوگوں سے فرمایا جو گرد اگرد تھے۔

آیۂ تطہیر

ایہا الناس! کیا تمہیں معلوم ہے کہ خداوند عالم نے اپنی کتاب میں یہ آیت نازل فرمائی ہے:

﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾

بس خدا کا ارادہ یہ ہے اے اہل بیتؑ کہ وہ تم سے ہر رجس کو دور رکھے اور ایسا پاک رکھے جو پاک رکھنے کا حق ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے مجھے اور فاطمہ زہراؑ کو اور حسنؑ اور حسینؑ کو ایک چادر میں جمع کر کے فرمایا: خداوندا! یہی میرے خاص، یہی میری عترت، یہی میرے اہل بیت ہیں۔ ان سے ہر نجاست کو دور رکھ۔ اور انہیں ویسا پاک رکھ جو پاک رکھنے کا حق ہے یہ سن کر ام سلمہؓ نے عرض کیا کہ میں! فرمایا: تم یقیناً نیکی پر ہو۔ لیکن یہ آیت صرف میری، میرے بھائی علیؑ اور بیٹی فاطمہؑ اور فرزند حسنؑ اور حسینؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ بالخصوص

ان پر خدا کی صلوات ہے۔ ہمارے ساتھ ہمارے سوا کوئی شامل نہیں ہے۔ بس یہ ہیں اور نو (۹) امام حسینؑ کی اولاد سے ہیں یہ سن کر سب کھڑے ہو گئے۔ اور کہنے لگے: حضرت ام سلمہؓ نے ہم سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ پھر ہم نے آنحضرتؐ سے دریافت کیا۔ انہوں نے بھی ام سلمہ کے بیان کی تصدیق فرمائی۔

صادقین

پھر آپ نے فرمایا کہ میں خدائے وحدہٗ لاشریک لہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ جب خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿یَآیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ﴾

اے ایمان والو! خدا کا خوف رکھو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

تو سلمان نے کھڑے ہو کر دریافت کیا تھا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ آیت عام ہے یا خاص۔ تو انہوں نے فرمایا تھا کہ جنہیں حکم دیا گیا ہے وہ عام ہیں۔ اس لیے کہ یہ حکم مؤمنین کو دیا گیا ہے۔ لیکن صادقین خاص ہیں۔ علی ابن ابی طالبؑ ہیں۔ اور ان کے بعد میرے باقی اوصیاء ہیں قیامت تک۔

اور میں نے تبوک کے موقع پر رسول خدا ﷺ سے عرض کیا تھا: یا رسول اللہؐ آپ نے مجھے (مدینہ میں) کیوں چھوڑ دیا ہے۔ فرمایا: مدینہ میں یا میں مناسب ہوں اور یا تم۔

﴿وَ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اِنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ﴾

اور تم مجھ سے ایسے ہی ہو جیسے ہارونؑ موسیٰؑ سے تھے۔ سوا نبوت

کے۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔

آپ کے ساتھ جو مہاجرین و انصار تھے۔ ان میں سے کئی آدمی اٹھے اور کہنے لگے: ہم گواہی دیتے ہیں۔ ہم نے تبوک کے موقع پر حضرت رسالتمآب ﷺ سے سنا ہے۔

شاہد وشہید

پھر آپ نے فرمایا: میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ خداوند عالم نے سورۂ حج میں جب یہ آیت نازل فرمائی:

﴿یَـآیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّکُمْ﴾ (آخر سورہ تک)

اے ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی تابعداری کرو۔

تو سلمان نے اٹھ کر سوال کیا تھا یا رسول اللہؐ وہ کون لوگ ہیں جو سب انسانوں پر گواہ ہیں۔ اور آپ ان پر گواہ ہیں۔ جنہیں خدا نے چن لیا ہے اور انہیں دین میں تنگی نہیں دی۔ یہ مذہب ان کے باپ ابراہیمؑ کا ہے۔ فرمایا: ان سے تیرہ آدمی مراد ہیں۔ ایک میں دوسرے بھائی علیؑ اور گیارہ امام میری اور ان کی اولاد سے سب نے عرض کیا: بے شک درست ہے۔

پھر فرمایا: میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ جب حضرت رسالتمآب ﷺ آخری خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے تو فرمایا:

﴿اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ قَدْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ کِتَابَ اللّٰهِ وَ اَهْلَ

بَيْتِیْ فَاِنَّهٗ قَدْ عَهِدَ اِلَیَّ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرِ اِنَّهُمَا لَنْ یَفْتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضِ

میں نے تم میں دو امر چھوڑے ہیں جب تک ان دونوں سے تمسک رکھو گے میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک کتاب خدا اور دوسرے میرے اہل بیتؑ۔ مجھ سے لطیف و خبیر نے وعدہ کیا ہے کہ یہ دونوں ہرگز جدا نہ ہوں گے جب تک حوض کوثر پر وارد نہ ہو جائیں۔

سب نے کہا: بے شک درست ہے۔ ہم سب اس کے گواہ ہیں۔ آپ نے فرمایا: حسبی اللہ۔ اس کے بعد بارہ آدمی کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ جب آنحضرتؐ نے آخری خطبہ پڑھا۔ جس دن وفات پائی تو عمر بن خطاب غصہ میں کھڑے ہو کر کہنے لگے: یا رسول اللہؐ کیا آپ کے سب اہل بیتؑ۔ فرمایا نہیں بلکہ صرف بارہ اوصیاء مراد ہیں۔ ان میں ایک میرا بھائی اور وزیر اور وارث اور میری امت میں میرا خلیفہ اور میرے بعد ہر مؤمن کا ولی یہ (علیؑ) ان کا پہلا اور ان سب سے افضل ہے۔ پھر دوسرا وصی یہ ہے اور امام حسنؑ کی طرف اشارہ کیا۔ پھر ان کے وصی یہ ہیں اور امام حسینؑ کی طرف اشارہ فرمایا۔ پھر ان کا بیٹا جو میرے بھائی علیؑ کا ہم نام ہوگا۔ پھر ان کا بیٹا جو میرا ہم نام ہوگا۔ پھر ان کی اولاد سے سات ہیں ایک دوسرے کے بعد۔ یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔ خدا کی زمین میں اس کے گواہ ہو کر اور اس کی مخلوق پر اس کی حجت ہو کر۔ جس نے ان کی پیروی کی، اس نے خدا کی پیروی کی۔ اور جس نے ان کی نافرمانی کی۔ اس نے خدا کی نافرمانی کی۔ پس ستر (۷۰) بدری اور اسی قدر اور لوگ کھڑے ہو کر کہنے لگے: ہم بھول گئے تھے، اب یاد آ گیا۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے رسول خداؐ سے یہ سنا ہے۔ پس آپ نے کوئی حدیث نہیں چھوڑی آخر تک جو قسم دے کر ان سے دریافت نہ کی ہو۔ اور آنحضرتؐ کی ہر حدیث سن کر وہ ہر ایک کی تصدیق کرتے اور گواہی دیتے

رہے کہ یہ حق ہے۔

جب ابو درداٗء اور ابو ہریرہ نے یہ سب حالات معاویہ کو سنائے اور بتایا کہ لوگوں نے ہر حدیث کی تصدیق کی اور گواہی دی۔ تو معاویہ دل میں گھٹ کر رہ گیا۔ اور چپ ہو گیا۔ پھر کہنے لگا: اے ابو درداٗء وابو ہریرہ! تم دونوں جو کچھ بیان کر رہے ہو اگر یہ سب سچ ہے تو پھر ان کے اور ان کے اہل بیتؑ کے سوا سب مہاجرین و انصار ہلاک ہو گئے۔

معاویہ کا دوسرا خط

معاویہ نے حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کو لکھا کہ آپ نے جو لکھا اور دعویٰ کیا ہے اور اس پر گواہیاں لی ہیں اگر سچ ہے تو پھر ابو بکر و عمر و عثمان اور تمام مہاجرین و انصار ہلاک ہو گئے سوائے آپ کے اور آپ کے اہل بیتؑ کے اور آپ کے شیعوں کے۔ اور مجھے خبر ملی ہے کہ آپ ان کے لیے رحمت طلب کرتے ہیں اور استغفار کرتے ہیں اور یہ دو (۲) ہی صورتوں میں سکتا ہے جن کی تیسری ممکن نہیں۔ یا تو اس کا سبب تقیہ ہے اور آپ کو اندیشہ ہے کہ اگر ان سے تبرا کریں گے تو آپ کے لشکر والے، جن کو لے کر مجھ سے جنگ کر رہے ہیں، ساتھ چھوڑ جائیں گے۔ اور یا آپ کا یہ دعویٰ باطل اور جھوٹا ہے تو مجھے آپ کے خاص الخاص لوگوں سے جن پر آپ کو بھی اعتماد ہے، خبر ملی ہے کہ آپ اپنے شیعوں اور خفیہ ساتھیوں سے کہتے ہیں کہ جب میں ان ائمہ ضلالت کے ناموں پر رحمت بھیجوں، یعنی ابو بکر و عمر و عثمان پر تو اس سے مراد میری اولاد سمجھو۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ہم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ لہٰذا ہمیں کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ ورنہ آپ کیوں اپنی زوجہ فاطمہؑ کو ساتھ لے کر اور حسنؑ و حسینؑ کی انگلی پکڑ کر ابو بکر کی بیعت کے وقت کوئی اہل بدر اور پرانا مسلمان نہیں جس کے گھر جا کر اسے سے مدد کے طالب نہ ہوئے ہوں۔ لیکن آپ نے ان میں سے کسی کو مدد کرنے پر آمادہ نہ پایا۔

سوائے سلمان، ابوذر، مقداد اور زبیر کے۔ میری جان کی قسم اگر آپ حق پر ہوتے تو وہ آپ کی مدد کرتے اور ساتھ دیتے۔ لیکن بات یہ ہے کہ آپ نے جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔ جس کا انہیں اقرار نہ تھا۔ اور میرے دونوں کان گواہ ہیں جب ابوسفیان نے آپ سے کہا تھا کہ اے ابن ابی طالبؑ! اپنے چچازاد کی حکومت سے تم مغلوب ہوگئے ہو۔ اور یہ تیم وعدی جو غالب آ گئے ہیں وہ قریش کے ذلیل ترین قبیلوں سے ہیں اور انہوں نے آپ کو مدد کا پیغام دیا تو آپ نے جواب دیا تھا کہ اگر مجھے مہاجرین و انصار کے پرانے مسلمانوں میں سے چالیس مددگار مل جائیں تو میں اس شخص کا ضرور مقابلہ کروں گا۔ پس جب آپ نے ان چار کے سوا کسی کو نہ پایا تو مجبوراً سکوت اختیار کیا۔

معاویہ کے خط کا جواب

سلیم کہتے ہیں کہ یہ خط پڑھ کر حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اسے یہ جواب لکھا:

امّا بعد۔ میں نے تمہارا خط پڑھا۔ اور مجھے بہت تعجب ہے تمہارے ہاتھ کی لکھی ہوئی اس تحریر پر جس میں تم نے کلام کو طول دے کر اس عظیم بلاء اور بہت اہم معاملات پر جن سے یہ امت دوچار ہے گفتگو کی ہے یہ امر تکلیف دہ ہے کہ تم جیسا آدمی امت کے کسی عام یا خاص امر میں گفتگو کرے یا غور کرے۔ حالانکہ تم جانتے ہو جو تم ہو اور کس کے فرزند ہو۔ اور میں بھی جانتا ہوں کہ میں کون ہوں اور یہ بھی کہ کس کا بیٹا ہوں۔ اور جو کچھ تم نے لکھا ہے اس کا عنقریب تمہیں ایسا جواب دوں گا جو مجھے امید نہیں تم اور تمہارا وزیر ابن نابغہ عمرو سمجھ سکیں گے۔ جو اسی طرح تمہارے موافق ہے جیسے شن[1] طبقہ کے

---

[1] عرب کی مشہور مثل ہے۔ جس کا واقعہ سے تعلق ہے جس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ جو حق سمجھ کر نہیں بلکہ ذاتی غرض سے کسی کے ساتھ ہو اور مکر کر کے اسے کامیاب بنانا چاہتا ہو۔ ﴿وافق شن طبقه﴾ جب کسی کو اسی طرح رفیق مل جائے جیسا وہ خود ہو تو یہ ضرب المثل کہی جاتی ہے۔

موافق تھا۔ اس لیے کہ یہ خط لکھنے پر اس نے تمہیں آمادہ کیا اور خلافت کو تمہارے لیے آراستہ کیا ہے۔ اور اس طرح گویا اس میں ابلیس اور اس کے ساتھی حلول کیے ہوئے ہیں۔ حالانکہ حضرت رسول خداؐ نے مجھے خبر دی تھی کہ انہوں نے اپنے منبر پر بارہ آدمیوں کو دیکھا جو قریش کے گمراہ امام ہیں۔ اور بندروں کی شکل میں ان کے منبر پر چڑھتے اترتے ہیں (کود رہے ہیں) اور امت کو صراطِ مستقیم سے پچھلے پیر واپس لے جا رہے ہیں۔ بلکہ انہوں نے ایک ایک کرکے مجھے ان کے نام بھی بتا دیئے ہیں۔ اور یہ بھی بتلایا ہے کہ وہ یکے بعد دیگرے کتنے وقت تک قابض رہیں گے۔ ان میں دس بنی امیہ کے ہیں اور دو قریش کے مختلف قبیلوں سے ہیں۔ ان پر ساری امت کے گناہوں کا قیامت تک بوجھ اور عذاب ہوگا۔ جو ناحق خون بہائے جائیں گے یا جس قدر زنا ہوں گے اور جس قدر غلط فیصلے کئے جائیں گے ان سب کا بوجھ انہی پر ہے۔ اور میں نے ان کا یہ ارشاد بھی سنا ہے کہ جب عاص کی اولاد تیس تک پہنچ جائے گی تو یہ قرآن کو ذریعہ آمدنی اور خدا کی مخلوق کو حشم و خدم، اور خدا کے مال کو اپنی دولت قرار دیں گے۔ اور آنحضرتؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اے بھائی! تمہاری حالت مجھ سے الگ ہے۔ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ حق ظاہر کر دوں۔ اور یہ بھی خبر دی ہے کہ وہ مجھے محفوظ رکھے گا۔ اور مجھے حکم دیا کہ جہاد کروں۔ اگرچہ تن تنہا جہاد کرنا پڑے جیسا کہ فرمایا ہے:

﴿فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ﴾

خدا کی راہ میں جہاد کر اور صرف تمہارے نفس کو مکلّف کیا جاتا ہے۔ اور مومنین کو جہاد پر آمادہ کرو۔

میں جب تک مکہ میں رہا جہاد کا حکم نہ تھا۔ پھر مجھے جہاد کا حکم دیا اس لیے کہ دین و شریعت، سنتیں اور احکام و حدود اور حلال و حرام کی معرفت میرے ہی ذریعہ ہو سکتی تھی۔ اور جو لوگ حکم خدا اور میرے اس اعلان کے بعد جو میں نے تمہاری ولایت و محبت

کے بارے میں کیا ہے، میرے بعد تمہیں چھوڑ جائیں گے تو صرف اس فرمان خداوندی کی مخالفت کی وجہ سے جو تمہارے بارے میں ہے۔ جہالت سے نہیں بلکہ جان بوجھ کر ایسا کریں گے۔ پس اگر تم ناصر و مددگار پاؤ تو ان سے جہاد کرو اور اگر مددگار نہ ملیں تو اپنا ہاتھ روک لو اور اپنے خون کی حفاظت کرو۔ اور جان لو کہ اگر تم انہیں دعوت دو گے تو وہ قبول نہیں کریں گے انہیں اس طرح نہ بلانا کہ ان پر حجت قائم ہو جائے۔ اے میرے بھائی! تمہارا معاملہ میری طرح نہیں ہے۔ میں نے تمہاری حجت قائم کر دی۔ اور خدا نے جو آیات و احکام تمہارے حق میں نازل فرمائی ہیں۔ وہ ان پر ظاہر کر دی ہیں۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ اور میرا حق اور تابعداری دونوں ان پر واجب ہیں۔ آخر میں نے یہ بھی ان پر ظاہر کر دیا ہے۔ رہے تم، تو میں نے تمہاری حجت ان پر ظاہر کر دی تھی۔ اور تمہارا امر قائم کر دیا تھا۔ پس اگر تم خاموش رہو تو گناہ گار نہ ہو گے۔ البتہ مجھے پسند یہی ہے کہ تم انہیں ضرور بلاؤ۔ چاہے وہ جواب نہ دیں اور تمہارا ساتھ نہ دیں اور تم پر قریش کی ناراضگی چھا جائے۔ کیونکہ مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر قوم اٹھ کھڑی ہوئی اور اس نے مخالفت کر کے جنگ شروع کر دی اور تمہارے ساتھ کوئی مضبوط گروہ نہ ہوا تو کہیں وہ تمہیں قتل نہ کر دیں۔ اور تقیہ خدا کے دین سے ہے۔ جس کا تقیہ نہیں۔ اس کا دین نہیں۔ اس امت کا اختلاف اور فرقہ بندی خدا کے علم میں ہے۔ اگر وہ جبراً چاہتا تو سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا۔ اور ان میں سے دو آدمی بھی اس امت بلکہ خلق خدا میں سے اختلاف نہ کرتے۔ بلکہ اس کے کسی امر میں نزاع نہ کرتے۔ اور نہ کبھی مفضول افضل کی فضیلت سے انکار کرتا۔ اور اگر خدا چاہے تو ان سے جلد انتقام لے لے۔ تغیر و تبدل اس کے اختیار میں ہے۔ یہاں تک کہ ظالم جھٹلایا جائے اور حق معلوم ہو جائے کہ اس کی بازگشت کس طرف ہے۔ مگر خدا نے دنیا کو دار العمل بنایا ہے اور آخرت کو دار ثواب و عقاب۔

﴿لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاءُوا بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِينَ

اَحۡسَنُوۡا بِالۡحُسۡنٰی﴾

تا کہ خدا بدعملوں کو ان کے اعمال کی سزا اور نیک اعمال والوں کو انعام بخشے۔

میں نے عرض کیا: خدا کا شکر اس کی نعمتوں پر۔ اس کے امتحانوں پر صبر چاہتا ہوں اور اسی کے حکم پر راضی اور خوش ہوں۔

اس کے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا: اے میرے بھائی! تمہاری زندگی و موت میرے ساتھ ہے۔ اور تم میرے بھائی، میرے وصی، میرے وزیر اور میرے وارث ہو۔ اور تم ہی میری سنت پر جہاد کرو گے۔ اور تم مجھ سے ایسے ہو جیسے ہارونؑ موسیٰؑ سے تھے۔ تم میں سیرتِ ہارونؑ کی نشانی موجود ہے۔ کہ جب انہیں ان کی قوم نے کمزور سمجھا اور ان پر غلبہ کرنے لگے اور قریب تھا کہ انہیں قتل کر دیں۔ پس اپنے اوپر قریش کے ظلم و غلبہ کی کوشش پر صبر کرو۔ اس لیے کہ قوم کے دل میں پرانے زخم ہیں۔ کچھ بدر کے حسد اور کچھ احد کی میراث۔ اور جب موسیٰ اپنی جگہ ہارون کو چھوڑ کر روانہ ہوئے تو یہ فرما گئے تھے کہ اگر امت گمراہ ہو جائے اور انہیں مددگار مل جائیں تو جہاد کریں۔ اور اگر مددگار نہ ملیں تو ہاتھ روک لیں۔ اور اپنے خون کی حفاظت کریں۔ اور ان میں تفریق نہ ہونے دیں۔ پس تم بھی ایسا ہی کرنا۔ اگر مددگار مل جائیں تو ان سے جنگ کرنا اور اگر مددگار نہ ملیں تو ہاتھ روکے رہنا اور اپنے خون کی حفاظت کرنا۔ اس لیے کہ اگر تم نے ان سے جنگ کی تو تمہیں قتل کر دیں گے۔ اور یہ جان لو کہ اگر تمہیں مددگار نہ ملے، پھر بھی تم نے ہاتھ نہ روکے اور اپنے خون کو نہ بچایا تو مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ بُت پرستی کی طرف پلٹ جائیں گے اور میری رسالت کا بھی انکار کر دیں گے۔ لہٰذا تم ان پر حجت سے غلبہ حاصل کرو اور اپنے حال پر چھوڑ دو۔ تا کہ ناصبی اور باغی ہلاک ہو جائیں۔ اور باقی عام و خاص محفوظ رہیں۔ پھر جب کسی دن کتابِ خدا و سنتِ رسولؐ قائم کرنے کے لیے مددگار مل جائیں تو تاویل قرآن پر اسی طرح جہاد کرو جیسے تنزیل قرآن پر جہاد کیا تھا۔ کیونکہ اس امت میں سے

جس نے بھی تمہاری یا تمہارے کسی وصی کی مخالفت یا دشمنی کی یا انکار کیا۔ یا اس راہ پر گیا جو تمہارے مسلک کے خلاف ہے وہ ہلاک ہو جائے گا۔

اے معاویہ! میری جان کی قسم میرا تم پر اور طلحہ و زبیر پر رحمت بھیجنا اور استغفار کرنا اس لیے نہیں ہے کہ باطل کو حق کر دے اور بلکہ خداوند عالم میرے ترحّم و استغفار کو تمہارے لیے لعنت و عذاب قرار دیتا ہے۔ اور تم اور طلحہ و زبیر ان سے کم مجرم و خطا کار و بدعتی اور گمراہ نہیں ہو جن سے تمہیں اور تمہارے صاحب کو یہ منصب پہنچا ہے۔ جن کے خون کا مطالبہ کر رہے ہو۔ انہی دونوں نے تمہارے لیے ہم اہل بیتؑ پر ظلم کے فرش بچھائے ہیں۔ اور تمہیں ہماری گردنوں پر سوار کیا ہے۔ جیسا کہ خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَ يَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ٥ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَ مَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ٥ اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ٥ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا﴾

کیا تم نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا ایک حصہ دیا گیا تھا مگر وہ جبت و طاغوت پر ایمان رکھتے ہیں اور کافروں کے لیے کہتے ہیں کہ یہ مؤمنوں سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں انہیں پر خدا نے لعنت کی ہے اور جس پر خدا لعنت کرے۔ اس کا کوئی مددگار نہ پاؤ گے کیا ان کے لیے ملک کا کوئی حصہ ہے۔ اگر مل جائے تو یہ لوگوں کو کچھ بھی نہ دیں گے۔ کیا یہ لوگ انسانوں پر حسد کرتے ہیں خدا کے اس

فضل پر جو اس نے انہیں مرحمت کیا ہے۔ ہم نے یقیناً آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت اور ملک عظیم بخشا ہے۔

وہ انسان ہم ہیں جن سے حسد کیا جاتا ہے۔ خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ ہم نے آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت اور ملک عظیم عطا کیا ہے۔ ملک عظیم یہ ہے کہ خداوند عالم نے ان میں وہ امام مقرر فرمائے ہیں کہ جس نے ان کی تابعداری کی اس نے خدا کی تابعداری کی۔ اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔ کتاب کی نافرمانی کی، حکمت اور نبوت کی نافرمانی کی۔ کیونکہ وہ آل ابراہیم ہیں اس کا اقرار نہیں کرتے اور آل محمدؐ میں ان صفات کا انکار کرتے ہیں۔

اے معاویہ! اگر تم انکار کرو۔ تم اور تمہارا ساتھی اور تم سے پہلے شام و یمن کے طاغی اور مضر و ربیعہ کے بدّو جوامت کے جفا کار ہیں انکار کریں۔

﴿فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ﴾

تو خدا نے وہ قوم اس جگہ مقرر کر رکھی ہے جو منکر نہیں ہے۔

اے معاویہ! یقیناً قرآن حق ہے، نور ہے، ہدایت ہے، رحمت ہے، مؤمنین کے لیے شفاء ہے۔

﴿وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى﴾

مگر جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں ٹھیٹھیاں ہیں اور ان پر اندھاپن ہے۔

اے معاویہ! کوئی گمراہوں اور دوزخ کی طرف بلانے والوں کا ایسا گروہ نہیں جس کی خداوند عالم نے تردید نہ کر دی ہو۔ اور قرآن میں ان پر حجت قائم کر کے ان کی پیروی سے منع نہ کر دیا ہو۔ اور اس امت میں وہ قرآن نازل نہ کیا ہو جس کا علم خدا کا علم اور جس کا جہل خدا سے جہل سمجھا جائے۔ اور میں نے رسول خداﷺ سے سنا ہے کہ

قرآن کی کوئی آیت نہیں جس کا ایک ظاہر دوسرا باطن نہ ہو۔ اور کوئی حرف نہیں جس کی تاویل نہ ہو۔

﴿وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللّٰهُ وَ الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ﴾

اور اس کی تاویل صرف خدا جانتا ہے اور وہ جو علم میں راسخ ہیں۔

اور راسخین فی العلم ہم آل محمدؑ ہیں۔ خداوند عالم نے ساری امت کو حکم دیا ہے:

﴿يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا. وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَابِ﴾

وہ یہ کہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے ہیں یہ سب ہمارے رب کی جانب سے ہے اور صاحبانِ عقل کے سوا کوئی نہیں سمجھتا۔

اور اگر وہ اسے ہمارے حوالہ کر دیں جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے:

﴿وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَ إِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ﴾

اور اگر وہ اسے رسولؐ اور اولوا الامر کی طرف پھیر دیں تو جو ان سے استنباط کریں انہیں اس کا پتہ چل جائے۔

وہی ہیں جن سے سوال اور طلب کرنا چاہیے۔ میری جان کی قسم اگر آنحضرتؐ کی رحلت کے وقت لوگ ہمیں تسلیم کر لیتے اور ہماری پیروی کرتے، اپنے افعال میں ہمارے حکم کے پابند رہتے

﴿لَأَكَلُوا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ﴾

تو آسمانی نعمتیں بھی پاتے اور زمین کی بھی۔

اور اے معاویہ! تمہیں بھی طمع نہ ہوتی۔ ہمیں ترک کر کے جو نقصان انہیں پہنچا ہے، وہ ہمارے نقصان سے کہیں زیادہ ہے۔ خداوند عالم نے میرے اور تیرے بارے میں بالخصوص ایک سورہ نازل فرمایا ہے امت اس کے ظاہر کو دیکھتی ہے، انہیں باطن کی خبر

نہیں اور وہ سورۂ الحاقہ میں ہے:

﴿فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَہٗ بِیَمِیْنِہٖ وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَہٗ بِشِمَالِہٖ﴾

لیکن وہ جس کے داہنے ہاتھ میں کتاب دی جائے گی وہ جس کے بائیں ہاتھ میں کتاب دی جائے گی۔

وہ یہ ہے کہ امام ضلالت اور امام ہدایت دونوں کو بلایا جائے گا ہر ایک کے ساتھ اس کے ساتھی ہوں گے۔ جنہوں نے ان کی بیعت کی تھی۔

پس اے معاویہ! مجھے اور تمہیں بھی بلایا جائے گا۔ پس تم اس سلسلہ سے ہو جو یہ کہے گا:

﴿یا لَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ کِتٰبِیَہْ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَہْ﴾

کاش مجھے کتاب نہ دی جاتی اور معلوم نہ ہوتا میرا حساب کیا ہوگا۔

میں نے سرور کائنات ﷺ سے سنا ہے کہ یہی حال ہر امام ضلالت کا ہوگا چاہے تم سے پہلے ہو یا تمہارے بعد۔ اسے اسی طرح خدا کے سامنے رسوائی اور عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور تمہارے بارے میں خداوند عالم کا یہ ارشاد بھی نازل ہوا ہے:

﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْیَا الَّتِیْٓ اَرَیْنٰکَ اِلَّا فِتْنَۃً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَۃَ الْمَلْعُوْنَۃَ فِی الْقُرْاٰنِ﴾

ہم نے جو خواب تمہیں دکھایا ہے اسے نہیں قرار دیا مگر لوگوں کے لیے امتحان اور ملعون درخت قرآن میں۔

وہ یہ ہے کہ حضرت رسالت مآب ﷺ نے خواب میں بارہ گمراہ امام اپنے منبر پر دیکھے۔ جو لوگوں کو دین حق سے پھیر کر پچھلے پیر واپس لے جا رہے ہیں۔ ان میں دو شخص قریش کے دو قبیلوں سے اور دس بنی امیہ سے ہیں۔ ان دس کا پہلا تمہارا صاحب ہے جس کے خون کا مطالبہ کر رہے ہو۔ اور تم اور تمہارا بیٹا اور سات حکم بن عاص کی اولاد سے ہیں جن کا پہلا مروان ہے جس پر رسول خدا ﷺ نے لعنت کی ہے۔ اسے اور اس کی

اولاد کو مدینہ سے شہر بدر کر دیا ہے۔

اے معاویہ! خداوند عالم نے ہم اہل بیتؑ کے لیے دنیا کو نہیں بلکہ آخرت کو منتخب فرمایا ہے۔ اور دنیا میں ہمیں ثواب دینے پر راضی نہیں۔ اور میں نے رسول خداؐ سے سنا ہے تم اور تمہارے وزیر اور ساتھی کے متعلق کہ جب ابوالعاص کی اولاد تیس تک پہنچ جائے گی تو وہ خدا کی کتاب کو ذریعۂ آمدنی اور خدا کے بندوں کو حشم و خدم اور خدا کے مال کو سرمایہ داری کا ذریعہ بنالیں گے۔

اے معاویہ! خدا کے نبی زکریاؑ کو آرے سے کاٹا گیا اور یحییٰؑ ذبح کر ڈالے گئے۔ انہیں ان کی قوم ہی نے قتل کیا۔ حالانکہ وہ انہیں خدائے عزوجل کی طرف بلا رہے تھے۔ دنیا کا یہ حال ہے جو خدا پر روشن ہے۔ اولیائے شیطان ہمیشہ اولیائے رحمٰن سے جنگ کرتے رہے ہیں۔ خداوند عالم نے فرمایا ہے:

﴿وَ يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّ يَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ. فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾

جو لوگ ناحق نبیوں کو قتل کرتے ہیں اور انہیں قتل کرتے ہیں جو انصاف کا حکم دیتے ہیں۔ انہیں سخت عذاب کی بشارت دے دو۔

غیب کی خبریں

اے معاویہ! میں نے رسول خداؐ سے سنا ہے کہ بنی امیہ میری ڈاڑھی کا میرے سر کے خون سے خضاب کریں گے۔ اور میں شہید کیا جاؤں گا۔ اور میرے بعد تو حاکم ہوگا اور تو میرے فرزند حسنؑ کو دھوکا سے زہر دے کر شہید کرے گا اور تیرا بیٹا یزید لعنۃ اللہ علیہ عنقریب میرے فرزند حسینؑ کو فرزندانِ زانیہ کے ذریعہ قتل کرائے گا۔ اور تیرے بعد ابوالعاص کی اولاد سے سات آدمی امت پر حکومت کریں گے۔ یہ ہیں وہ بارہ گمراہ امام جنہیں رسول خداؐ نے خواب میں دیکھا تھا کہ وہ بندروں کی طرح ان کے منبر پر

اُچک رہے ہیں۔ اور امتِ رسول کو خدا کے دین سے واپس کر رہے ہیں۔ بروزِ قیامت ان پر سخت ترین عذاب ہوگا۔ اور خداوند عالم یہ حکومت ان سے نکال لے گا۔ سیاہ علموں کے ساتھ جو مشرق سے نمایاں ہوں گے۔ ان کے ذریعہ خدا انہیں ذلیل کرے گا۔ اور ہر پتھر کے نیچے قتل کرے گا۔ اور تیری اولاد میں ایک ملعون، منحوس، خشک، جفا کار، الٹے دل والا، یہ جو سنگ دل ہوگا۔ جس کا دل نرمی اور مہربانی سے خالی ہوگا۔ اس کے ماموں کلب سے ہوں گے۔ گویا میں اس کی طرف دیکھ رہا ہوں اور اگر چاہوں تو اس کا نام بھی بتا دوں اور صفات بھی، اور عمر بھی۔

پس وہ مدینہ کی طرف ایک لشکر روانہ کرے گا۔ اور وہ اس میں داخل ہو کر حد سے تجاوز کر جائیں گے۔ قتل و غارت اور فحش کاموں میں۔ اور میری اولاد میں سے ایک پاک نیک شخص نکلے گا۔ جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی میں ان کا نام بھی جانتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ اس وقت کتنی عمر ہوگی۔ اور نشانی بھی جانتا ہوں۔ اور وہ میرے فرزند حسینؑ کی اولاد سے ہوں گے جنہیں تیرا بیٹا یزید قتل کرے گا۔ اور وہی اپنے باپ کے خون کے طالب ہوں گے۔ اور وہ مکہ چلے جائیں گے۔ اور اس دوسرے لشکر کا سردار میری اولاد سے ایک پاک اور بے عیب ہستی کو تیل کے پتھروں کے پاس قتل کرے گا اور مکہ کا رخ کرے گا۔ اور میں اہل لشکر اور سردار سب کے نام جانتا ہوں اور ان کے گھوڑوں کے نشان قدم پہچانتا ہوں۔ جب وہ میدان میں داخل ہوں گے۔ اور پورے اس زمین پر آ جائیں گے تو انہیں لے کر زمین دھنس جائے گی۔ خداوند عالم نے فرمایا ہے:

﴿وَلَوْ تَرٰی اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَ اُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ﴾

اور اگر تم دیکھو اس وقت کو جب وہ مضطرب ہوں گے پس کسی کو نہیں چھوڑا جائے گا اور قریب کی جگہ سے پکڑ لیے جائیں گے۔

فرمایا کہ ان کے قدموں کے نیچے سے۔ پس اس لشکر سے کوئی باقی نہ رہے گا مگر ایک شخص

جس کا منہ خدا پشت کی طرف پھیر دے گا۔ اور خدا مہدی علیہ السلام کے لیے قومیں کی قومیں جمع کرے گا۔ جو زمین کے ہر گوشہ سے پہنچیں گی۔ اسی طرح ہر طرف سے فوجوں کے دستے پہنچیں گے۔ جیسے فصل خریف میں الگ الگ ابر کے لکّے اڑتے ہیں۔ خدا کی قسم میں ان کے اور ان کے سرداروں کے نام جانتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ ان کی سواریاں کہاں کہاں اتریں گی۔ پس مہدیؑ کعبہ میں داخل ہو کر گریہ و بکا اور تضرع و زاری کرے گا۔ خدا کا ارشاد ہے:

﴿اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَ یَکۡشِفُ السُّوۡٓءَ وَ یَجۡعَلُکُمۡ خُلَفَآءَ الۡاَرۡضِ﴾

کون ہے جو مضطر کی فریاد قبول کرتا ہے جب اس سے مضطر فریاد کرتا ہے اور تکلیف کو دور کر کے تمہیں زمین کا خلیفہ قرار دیتا ہے۔

بالخصوص ہم اہل بیتؑ کی شان میں نازل ہوا ہے۔

اے معاویہ! میں نے تمہیں خط تو لکھا ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ تم اس سے فائدہ نہیں اٹھاؤ گے۔ بلکہ تم یہ خبر سن کر خوش ہو گے کہ عنقریب تم اور تمہارا بیٹا راجدھانی کے مالک ہوں گے اس لیے کہ آخرت کا تمہارے دل سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے بلکہ تم آخرت کے منکر ہو۔ اور عنقریب تم اس طرح نادم ہو گے جیسے وہ نادم ہوں گے جنہوں نے تمہارے لیے اس امر کی بنیاد رکھی ہے اور تمہیں ہماری گردنوں پر سوار کیا ہے۔ مگر یہ اس وقت ہوگا جب شرمندگی کام نہ آئے گی۔ اس کے باوجود یہ خط لکھنے پر مجھے اس بات نے آمادہ کیا ہے اور میں نے کاتب کو حکم دیا ہے کہ اس سے میرے شیعوں اور بزرگ اصحاب کو فائدہ پہنچ جائے۔ یا تمہاری جماعت کا کوئی شخص اسے پڑھ لے اور خدا اس کے اور ہمارے وسیلہ سے گمراہی اور تمہاری اور تمہارے اصحاب کے ظلم اور فتنہ سے نکال کر اسے راہِ ہدایت کی طرف لے آئے۔ اور مجھے یہ بھی اچھا معلوم ہوا کہ تمہیں ہدایت کر دوں کہ تم پر حجت قائم ہو جائے۔

معاویہ کا جواب

اس کے جواب میں معاویہ نے لکھا: اے ابوالحسن آپ کو آخرت کی حکومت مبارک ہو۔ اور مجھے دنیا کی حکومت مبارک ہو۔

معاویہ کا مدینہ سے گزر اور قیس بن سعد بن عبادہ کا بیباکانہ اظہارِ حق

ابان نے سلیم سے نقل کیا ہے اور عمر بن ابی سلمہ نے بھی یہی بیان کیا ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کی شہادت اور امام حسن علیہ السلام سے صلح کے بعد معاویہ سفر حج کے لیے روانہ ہوئے اور مدینہ منورہ سے گزرے تو اہل مدینہ نے ان کا استقبال کیا۔ انہوں نے دیکھا کہ انصار سے زیادہ مہاجرین استقبال میں شریک ہیں۔ لوگوں سے سبب دریافت کیا تو کسی نے جواب دیا کہ وہ محتاج ہیں۔ ان کے پاس سواری نہیں ہے۔ معاویہ نے قیس بن سعد بن عبادہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا: اے گروہ انصار! تم اپنے قریش بھائیوں کی طرح کیوں میرا استقبال نہیں کرتے۔ قیس نے جو انصار کے سردار کا فرزند اور سردار تھا جواب دیا: اے امیر المؤمنین! اگر ہمارے پاس سواریاں نہ ہوں تو ہمیں معاف رکھیں۔ معاویہ نے کہا کہ اونٹ کیا ہوئے۔ قیس نے جواب دیا کہ وہ ہم نے جنگ بدر و اُحد اور اس کے بعد سرور کائناتؐ کے غزوات میں اس وقت تلف کر دیئے جب ہم نے تمہیں اور تمہارے باپ کو اسلام کے نام پر مارا تھا۔ یہاں تک کہ خدا کا امر ظاہر ہو گیا۔ حالانکہ تم کراہت کر رہے تھے۔ معاویہ نے کہا: خداوندا بخش دے۔

قیس نے کہا: یاد رکھو آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ تم میرے بعد بقیہ کو دیکھو گے پھر کہا اے معاویہ! تم ہم کو اونٹوں کا طعنہ دیتے ہو۔ خدا کی قسم ہم نے انہی پر سوار ہو کر بدر میں تم سے جنگ کی تھی۔ تم خدا کا نور بجھانے کی کوشش کر رہے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ شیطان ہی کا کلمہ بلند رہے۔ پھر تم اور تمہارا باپ مجبور ہو کر اسی اسلام میں داخل

ہوئے۔

معاویہ نے کہا: گویا تم ہم پر احسان جتلا رہے ہو کہ تم نے ہماری مدد کی۔ تو یہ احسان اور اونٹوں کی نوازش خدا اور قریش کی مدد تھی۔ کیوں اے گروہِ انصار! کیا تم احسان نہیں جتاتے ہو کہ تم نے رسول خداﷺ کی مدد کی ہے۔ تو وہ قریش سے تھے اور ہم میں سے تھے، ہمارے چچازاد تھے۔ بلکہ یہ تم پر ہماری مہربانی ہے کہ خدا نے تمہیں ہمارے انصار اور ساتھی قرار دیا ہے اور ہمارے ذریعہ تمہاری ہدایت کی ہے۔

قیس نے جواب دیا کہ خداوند عالم نے حضرت محمد مصطفیٰﷺ کو عالمین کے لیے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ انہیں کل انسانوں کی طرف مبعوث کیا ہے بلکہ تمام جن و انس اور سرخ وسفید و سیاہ کی طرف بھیجا ہے۔ اور انہیں اپنی نبوت و رسالت کے لیے مبعوث اور منتخب کیا ہے۔ سب سے پہلے جس نے ان کی تصدیق کی اور ان پر ایمان لائے وہ ان کے چچازاد بھائی علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں اور حضرت ابو طالبؑ ان کی حفاظت کرتے رہے۔ دشمنوں سے ان کو دور رکھ کر اور ان کے اور کفار کے درمیان حائل ہو کر آنحضرت کو ان کے حملہ اور ایذا رسانی سے محفوظ رکھتے تھے۔ خدا نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ اپنے رب کا پیغام پہنچائیں۔ اور برابر ظلم اور اذیت سے ان کی حفاظت کی جاتی رہی۔ یہاں تک کہ ابو طالبؑ کا انتقال ہو گیا۔ مگر وہ اپنی اولاد کو حکم دے گئے کہ ان کا بوجھ بٹائیں انہوں نے ان کا بوجھ بٹایا اور ان کی مدد کرتے رہے۔ اور ہر سختی اور تنگی اور خوف میں اپنی جان کو ان کے لیے سپر بنا دیا۔ اسی وجہ سے خداوند عالم نے قریش میں سے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کو خصوصیت بخشی اور تمام عرب وعجم میں سے ان کو مکرم فرمایا۔

بیعة العشیرة

پس رسول خداﷺ نے تمام اولادِ عبد المطلبؑ کو جمع کیا۔ جن میں ابو طالبؑ بھی تھے اور ابولہب بھی۔ کل چالیس افراد تھے رسول خداﷺ نے انہیں دعوت دی۔ فرائض

ضیافت علی ابن ابی طالبؑ نے انجام دیئے۔ اس وقت رسول خداﷺ اپنے چچا ابو طالب کی گود میں تھے۔ آپ نے فرمایا: تم میں کون آمادہ ہے کہ وہ میرا بھائی اور وزیر اور وصی اور میری امت میں میرا خلیفہ اور ہر مؤمن ومؤمنہ کا ولی ہو میرے بعد۔ یہ سن کر سب خاموش ہوگئے۔ آپ نے تین مرتبہ یہ کلمات دہرائے علی مرتضیٰؑ نے عرض کیا کہ میں حاضر ہوں۔ پس آپ نے اپنا سر ان کی گود میں رکھ دیا۔ اور ان کے دہن میں لعاب دہن ڈال کر خدا سے دعا کی۔ خداوندا! ان کا سینہ علم وحکمت سے بھر دے۔ پھر اپنے چچا ابو طالبؑ سے فرمایا: اے ابو طالبؑ! اپنے بیٹے کا حکم مانو اور ان کی پیروی کرو۔ کیونکہ خدا نے انہیں اپنے نبیؐ سے وہی نسبت بخشی ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی۔ اور آپ نے علی ابن ابی طالبؑ کو اپنا بھائی قرار دے دیا۔ پھر تو قیس نے کوئی ایسی حدیث نہیں جو بیان نہ کی ہو۔ اور اس سے حجت پیش نہ کی ہو۔ اور یہ بھی کہا کہ جعفر بن ابی طالبؑ انہی میں سے ہیں جو جنت میں اپنے پروں کے ذریعہ پرواز کر رہے ہیں۔ خدا نے تمام انسانوں میں سے انہیں یہ شرف بخشا ہے۔ اور سید الشہداء حمزہؑ انہیں میں سے ہیں۔ اور فاطمہ زہراؑ جو تمام زنان جنت کی سردار ہیں انہی میں سے ہیں۔ اب اگر قریش سے رسول خداﷺ اور ان کے اہل بیتؑ اور پاک عترتؑ کو الگ کر لو تو خدا کی قسم اے قریش! ہم تم سے خدا و رسولؐ اور اہل بیتؑ کی نظر میں زیادہ پیارے ہیں۔ جب آنحضرتﷺ نے رحلت فرمائی تو انصار نے میرے باپ سعد کے پاس جمع ہو کر کہا کہ ہم سعد کی بیعت کرتے ہیں۔ پھر قریش آگئے اور انہوں نے حضرت علی مرتضیٰؑ اور ان کے اہل بیتؑ کے حق اور قرابتِ رسولؐ کی پرواہ نہ کر کے ہم سے اختلاف کیا۔ پس قریش نے انصار پر بھی ظلم کیا اور آل محمدؐ پر بھی۔ اور میری جان کی قسم، اس میں علی مرتضیٰؑ اور ان کے بعد ان کی اولاد کے سوا نہ کسی انصاری کا حق ہے نہ قریشی کا، اور نہ کسی عربی یا عجمی کا۔

یہ سن کر معاویہ کو غصہ آ گیا اور کہنے لگا: اے سعد کے فرزند! تم نے یہ کہاں سے سنا اور کس سے روایت لی ہے اور کس سے سنا ہے، کیا تمہارے باپ نے تمہیں خبر دی

ہے۔ ان سے لیا ہے۔ قیس نے جواب دیا کہ میں نے اس سے سنا اور لیا ہے جو میرے باپ سے بہتر تھا جس کا حق مجھ پر میرے باپ سے زائد تھا۔ معاویہ نے کہا: وہ کون ہے؟ قیس نے جواب دیا: علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے جو اس امت کے عالم اور صدّیق ہیں۔ جن کی شان میں خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا م بَيْنِىْ وَ بَيْنَكُمْ وَ مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتَابِ﴾

گواہی کے لیے ایک خدا کافی ہے اور دوسرا وہ جس کے پاس کل کتاب کا علم ہے۔

پھر جو آیتیں حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہیں وہ پڑھ کر سنائیں۔

معاویہ نے کہا: اس امت کے صدّیق تو ابوبکر اور فاروق عمر ہیں۔ اور جس کے پاس علم کتاب ہے وہ عبداللہ بن سلام ہے۔

قیس نے جواب دیا کہ ان القاب کا حقدار تو وہ ہے جس کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے:

﴿اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَ يَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ﴾

پس جو شخص اپنے رب سے ثبوت لے کر آیا ہو اور اس کے قدم بہ قدم وہ گواہ ہو جو اس سے ہو۔

اور جسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم میں قائم مقام مقرر کر کے فرمایا ہے:

﴿مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ﴾

جس جس کا میں حاکم ہوں اس اس کا یہ علیؑ حاکم و سردار ہے

اور غزوۂ تبوک میں فرمایا ہے:

﴿وَ اَنْتَ مِنِّىْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِىْ﴾

اے علیؑ تم مجھ سے اس طرح ہو جیسے ہارونؑ موسیٰؑ سے تھے مگر یہ کہ
میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

ان دنوں معاویہ مدینہ ہی میں تھے۔ جب انہوں نے مدینہ میں منادی کرا دی اور والیانِ ملک کو احکام روانہ کر دیئے کہ آئندہ جو شخص علی ابن ابی طالبؑ اور ان کے اہل بیتؑ کے فضائل میں کوئی حدیث بیان کرے گا۔ میں اس سے بری الذمہ ہوں اور ہر جگہ واعظوں نے منبروں پر علی ابن ابی طالب علیہ السلام پر لعنت اور اہل بیتؑ کی بدگوئی اور ان پر لعنت شروع کر دی۔

معاویہ اور عبداللہ ابن عباس کی بحث

قریش کی ایک آبادی سے معاویہ کا گزر ہوا تو وہ انہیں دیکھ کر کھڑے ہو گئے سوا عبداللہ ابن عباس کے۔ معاویہ نے کہا: اے عبداللہ ابن عباس! تمہیں اپنے ساتھیوں کی طرح کھڑے ہونے سے کس نے روکا۔ سوا اس صدمہ کے کہ میں نے صفین میں تم سے جنگ کی ہے۔ اے ابن عباس! میرا چچا زاد بھائی عثمان ظلم سے مارا گیا تھا۔ ابن عباس نے جواب دیا کہ عمر بن خطاب بھی ظلم سے مارے گئے تھے، تو خلافت ان کے فرزند کے سپرد کر دو وہ یہ موجود ہیں۔ معاویہ نے کہا کہ عمر کو مشرک نے قتل کیا تھا۔ عبداللہ ابن عباس نے کہا تو عثمان کو کس نے قتل کیا تھا۔ معاویہ نے کہا کہ انہیں مسلمانوں نے قتل کیا۔ ابن عباس نے کہا کہ اس سے تمہاری دلیل زیادہ کمزور اور ان کا خون حلال ہو جاتا ہے۔ اگر مسلمانوں نے انہیں مل جل کر قتل کر دیا اور ساتھ چھوڑ دیا تو پھر وہی حق پر ہیں۔

معاویہ نے کہا: ہم نے اطراف و جوانب میں ہر طرف حکم دے دیا ہے کہ کوئی شخص علی ابن ابی طالبؑ اور ان کے اہل بیتؑ کے فضائل کا ذکر نہ کرے۔ لہٰذا اے ابن عباس! تم بھی اپنی زبان روک لو۔ اور خاموش رہو۔ ابن عباس نے کہا: کیا تم ہمیں تلاوت قرآن سے روکتے ہو۔ معاویہ نے کہا: نہیں۔ ابن عباس نے کہا: پھر اس کی تفسیر

سے منع کرتے ہو۔ معاویہ نے کہا کہ ہاں۔ ابن عباس نے کہا کہ پھر کیا قرآن پڑھیں اور خدا سے یہ نہ پوچھیں کہ خدا کی مراد کیا ہے۔ معاویہ نے کہا: ہاں۔ ابن عباس نے کہا کہ پھر ان دونوں میں سے کیا زیادہ واجب ہے پڑھنا یا اس پر عمل کرنا۔ معاویہ نے کہا: اس پر عمل۔ ابن عباس نے کہا: ہم اس پر کیونکر عمل کریں جب تک خدا سے نہ پوچھ لیں کہ مراد کیا ہے۔ معاویہ نے کہا: اس سے پوچھ لو جو اس کی تاویل بتا دے سوائے تمہاری اور اہل بیتؑ کی تفسیر کے۔ ابن عباس نے کہا: قرآن میرے اہل بیت پر اترا اور اس کی تفسیر ابوسفیان اور آل ابی معیط اور یہود اور نصاریٰ اور مجوسیوں سے پوچھوں۔ معاویہ نے کہا کہ تم نے ہمیں ان کے برابر کر دیا۔ ابن عباس نے کہا: میری جان کی قسم، میں تمہیں ان کے برابر نہ کرتا، مگر جب تم نے امت کو روک دیا کہ وہ قرآن کے مطابق خدا کی عبادت کریں۔ حالانکہ اس میں امر ہے، نہی ہے، حلال ہے، حرام ہے، ناسخ ہے، منسوخ ہے، عام ہے، خاص ہے، محکم ہے، متشابہ ہے، تو اگر امت اس کے بارے میں سوال نہ کرے تو ہلاک ہو جائے گی۔ اختلاف ہو جائے گا، سرگردان ہو جائیں گے۔ معاویہ نے کہا کہ قرآن پڑھو مگر جو کچھ تمہارے بارے میں خدا نے نازل فرمایا ہے اور رسول خداؐ نے فرمایا ہے وہ بیان نہ کرو۔ اس کے سوا بیان کرو۔ ابن عباس نے کہا: خداوند عالم نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

﴿یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّطۡفِئُوۡا نُوۡرَ اللّٰهِ بِاَفۡوَاهِهِمۡ وَ یَاۡبَی اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنۡ یُّتِمَّ نُوۡرَهٗ وَلَوۡ كَرِهَ الۡكٰفِرُوۡنَ﴾

وہ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں۔ تو سہی کہ خدا اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا چاہے کافروں کو ناگوار ہی کیوں نہ ہو۔

معاویہ نے کہا: اے ابن عباس! مجھ سے باز آ جاؤ اور مجھ سے اپنی زبان روک لو اور اگر تمہیں ضرور کرنا ہی ہے تو خفیہ بات کیا کرو۔ لوگوں کو بالاعلان نہ سنایا کرو۔ پھر

اپنے گھر واپس گئے اور پچاس ہزار (۵۰،۰۰۰) درہم انہیں روانہ کر دیئے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک لاکھ درہم روانہ کیئے۔

شیعیانِ علیؑ پر تشدد اور کوفہ و بصرہ میں زیاد کا تقرر

پھر تمام شہروں میں مصائب کے پہاڑ ٹوٹنے لگے اور اہل بیتؑ اور ان کے شیعوں پر مظالم سخت ہو گئے۔ سب سے زیادہ مصیبت اہل کوفہ پر آئی۔ اس لیے کہ وہاں شیعہ سب سے زیادہ تھے۔ اور وہاں زیاد کو حاکم مقرر کر دیا اور بصرہ بھی اس کے حوالہ کر کے اسے دونوں علاقوں پر مسلط کر دیا۔ وہ ہمیشہ شیعوں کے تعاقب میں رہتا تھا اور ان سب کو پہچانتا تھا۔ اس لیے کہ وہ ان میں شامل رہ چکا تھا اور انہیں جانتا تھا۔ اور ان کے عقائد سے واقف تھا۔ اسے جہاں جہاں کوئی شیعہ ملتا رہا انہیں گرفتار کر کے کسی کو قتل، کسی کو جلا وطن، کسی کے ہاتھ پیر کاٹ کر درخت پر سولی دیتا تھا۔ ان کی آنکھیں نکلواتا اور ہر طرح انہیں منتشر کرتا رہا۔ یہاں تک کہ عراق ان سے خالی ہو گیا۔ اور کوئی ایسا نہ تھا جو مقتول یا مصلوب یا شہر بدر یا مفرور نہ ہوا ہو اور معاویہ نے اپنی سلطنت کے تمام قاضیوں، گورنروں اور حکام کو ہر جگہ یہ فرمان بھیجا کہ جو علیؑ کے شیعہ اور ان کے اہل بیتؑ یا اس مقام کے رہنے والے ان کے فضائل بیان کرتے یا روایت کرتے ہیں، ان کی گواہی نہ لی جائے۔

عثمان کے لیے حدیثوں کی ٹکسال

اور تمام حکام و والیان ملک کو یہ فرمان بھی جاری کیا کہ جہاں جہاں عثمان کے شیعہ یا اہل خاندان یا ان کے دوست یا ان کے اہل وطن ملیں، یا ان کے فضائل بیان کریں۔ یا ان کے فضائل کے قائل ہوں، انہیں اپنے درباروں میں جگہ دو۔ ان کا اکرام و احترام کرو، انہیں تقرب و شرف بخشو اور جو لوگ عثمان کے حق میں حدیثیں بیان کریں،

ان کے اور ان کے باپ دادا اور ان کے قبیلہ کے نام لکھ کر مجھے بھیج دو۔ تمام والیوں اور حکام نے اس پر عمل کیا جو انہیں حکم ملا تھا۔ یہاں تک کہ انہوں نے عثمان کے حق میں بکثرت حدیثیں جمع کر کے بھیج دیں۔ اور معاویہ نے انہیں قسم قسم کے انعام اور خلعت عطا کیے اور زمینیں اور غلام بکثرت بخشے۔ رفتہ رفتہ ہر شہر میں ان لوگوں کی جماعت کثیر ہوگئی۔ اور ہر جگہ پھیل گئی۔ اور ان کے لیے دنیا وسیع ہوگئی۔ جو شہری یا دیہاتی بھی حاکم وقت کے سامنے آ کر عثمان کی کوئی فضیلت بیان کرتا تھا۔ اس کا نام درج کر لیا جاتا تھا اور حاکم اسے مقربِ بارگاہ بنا کر اس کی امداد کرتا اور انعام دیتا تھا۔ ان کی یہی حالت مسلسل رہی۔

شیخین کے لیے حدیثوں کی ٹکسال

پھر معاویہ نے اپنے عاملوں کو پیغام بھیجا کہ اب عثمان کے متعلق حدیثیں بہت ہو چکی ہیں اور ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئی ہیں۔ میرا فرمان پہنچنے کے بعد اب انہیں یہ حکم دو کہ وہ ابوبکر و عمر کے لیے حدیثیں بنا لائیں۔ اس لیے کہ ان کی فضیلت اور سابقیت عثمان کے فضائل و مناقب سے بھی زیادہ مجھے پسند اور آنکھوں کی خنکی بخشنے کے علاوہ اہل بیتؑ کی دلیلوں کو کمزور کرنے والی اور ان پر گراں گزرنے والی ہے۔ یہ تحریر ہر قاضی اور حاکم نے عوام کو سنائی۔ اور انہوں نے ان دونوں کے مناقب بیان کرنا شروع کر دیئے۔ پھر معاویہ نے ایک کتاب مرتب کرائی۔ جس میں ہر سہ حضرات کے فضائل کی حدیثیں جمع کر کے اپنے تمام عاملوں کو روانہ کر دیں۔ اور حکم دیا کہ ان حدیثوں کو منبروں پر اور ہر مسجد بلکہ ہر گوشہ میں پڑھا جائے۔ اور اسے معلمین کے حوالہ بھی کر دیا جائے کہ وہ بچوں کو پڑھائیں۔ اور بچے یاد کر کے ایک دوسرے کو سنائیں۔ جیسے قرآن پڑھتے ہیں۔ یہاں تک کہ انہوں نے لڑکوں، عورتوں اور خادموں کو بھی پڑھائیں۔ اسی طرح یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جس کا خدا کو علم ہے۔

شیعیانِ اہل بیتؑ کے لیے تعزیری احکام

پھر معاویہ نے تمام عاملوں کو یہ پیغام لکھ کر روانہ کیا کہ جس کے لیے یہ ثابت ہو جائے کہ وہ علی مرتضیٰؑ اور ان کے اہل بیتؑ کا دوست ہے اس کا نام دیوان سے کاٹ دیا جائے۔ اسے گواہی دینے کی اجازت نہ دی جائے۔ پھر اس نے یہ فرمان جاری کیا کہ محبانِ اہل بیتؑ پر تہمت لگاؤ اور نہ بھی ثابت ہو سکے تو بھی انہیں قتل کر دو۔ پھر انہوں نے تہمت اور گمان بلکہ صرف شبہ پر ہر جگہ قتل عام شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ اگر کسی کی زبان سے ایک لفظ رہ جاتا تھا تو اس کا سر اڑا دیا جاتا تھا۔ یہ مصیبت فقط بڑے شہروں میں نہیں بلکہ ہر جگہ تھی خاص کر عراق اور بالخصوص کوفہ میں تھی۔ اس حد تک کہ باقی ماندہ شیعہ اہل بیتؑ اور حضرت امیر المومنین کے اصحاب میں سے جب کوئی شخص اس دوست کے پاس جاتا تھا، جس پر اسے اعتماد تھا اور اس کے گھر میں جا کر اس سے کوئی راز ظاہر کرتا تھا۔ تو اس کے خادم اور غلام سے بھی ڈرتا تھا کہ وہ راز فاش نہ کر دے۔ وہ اس سے اس وقت تک گفتگو نہیں کرتا تھا، جب تک خادم یا غلام سے اہم ترین قسمیں نہیں لے لیتا تھا۔ تا کہ مطمئن ہو سکے۔ اور یہ حالات بڑھتے ہی گئے۔ اور دشمن زیادہ ہوتے چلے گئے۔ جھوٹی اور خود ساختہ حدیثوں کی اشاعت کرتے رہے۔ اسی طرح انہوں نے سب کو اپنا ہم خیال بنا لیا۔ پڑھنے والے انہی سے پڑھتے رہے۔ ان کے قاضیوں اور والیوں کی عمریں اس شغل میں گزر گئیں اس میں سب سے زیادہ خطرناک امتحان قاضیوں اور فقیہوں کا تھا۔ جو تصنّع اور بناوٹ کر کے لوگوں کے سامنے اپنا انکسار اور تقدس اور اسلام کا درد ظاہر کر کے جھوٹی روایتیں بناتے اور پھیلاتے تھے، تا کہ وہ حکام وقت سے تقرب حاصل کر لیں۔ اور اس کے ذریعہ ان سے دولت اور زمینیں حاصل کر لیں۔ یہاں تک کہ چلتے چلتے یہ روایات ان لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچ گئیں جو اسی کو حق اور سچ سمجھنے لگے۔ لہٰذا انہوں نے اس کی روایت کرنا شروع کر دی، دل سے مان لیا، اسی کو پڑھا اور یہی لوگوں کو

پڑھایا اور اسی معیار پر دوستی اور دشمنی قائم ہوگئی اور یہ روایات ان لوگوں کے ہاتھوں میں بھی پہنچ گئیں جو جھوٹ کو حلال نہیں جانتے تھے۔ اور جھوٹوں کو بُرا سمجھتے تھے۔ انہوں نے بھی اسے قبول کرلیا، اور یہ سمجھنے لگے کہ یہ سچ اور حق ہے۔ حالانکہ اگر وہ سمجھتے کہ یہ جھوٹ ہے تو ہرگز اس کی روایت نہ کرتے اور نہ ان پر اعتبار کرتے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ باطل حق ایسا اور حق باطل ہوگیا۔ سچ جھوٹ ہوگیا اور جھوٹ سچ بن گیا۔ حضرت رسالت مآب ﷺ نے فرمایا تھا کہ تمہیں فتنہ گھیر لے گا جس میں بچے جوان اور بڑے عمریں گزار دیں گے۔ لوگ اسی راہ پر چل پڑیں گے اور اسی کو سنت قرار دیں گے۔ جب اس سے کوئی شئے بدلی جائے گی تو کہیں گے کہ لوگوں نے یہ ناجائز کام کیا ہے۔ افسوس کہ سنت بدل گئی۔

شہادتِ امام حسن علیہ السلام کے بعد

جب امام حسن علیہ السلام شہید ہوگئے۔ تو یہ فتنہ اور بلاء اور بڑھے اور سخت ہوگئے۔ خدا کے ہر دوست کو قتل کا خطرہ تھا یا جلاوطنی کا۔ اور خدا کے دشمنوں کی بدعتیں اور گمراہی علانیہ تھی اور وہی غالب تھے۔

حضرت امام حسینؑ کا خطبہ اور اتمامِ حجت

معاویہ کے انتقال سے ایک سال قبل امام حسین علیہ السلام اور عبداللہ ابن عباس نے حج کا ارادہ کیا۔ عبداللہ ابن جعفر بھی ہمراہ تھے اور آپ نے بنی ہاشم کے مردوں اور عورتوں، اور دوستوں اور انصار کے ان حاجیوں کو جمع فرمایا جن سے تعارف تھا۔ پھر آپ نے پیغام بھیجے کہ جو نیک اصحاب رسولؐ اس سال حج بیت اللہ کے لیے آئے ہیں سب کو جمع کیا جائے۔ چنانچہ تقریباً سات سو سے زیادہ آدمی آپ کے گھر میں جمع ہوگئے۔ جن میں تقریباً دو سو اصحابِ رسولؐ اور باقی تابعین تھے۔ آپ نے کھڑے ہوکر خطبہ بیان کیا اور حمد و ثناء کے بعد فرمایا: ایہا الناس! ان طاغیوں نے ہمارے اور ہمارے شیعوں کے

ساتھ جو سلوک کیا ہے وہ تم نے بھی دیکھا ہے اور ہمیں بھی معلوم ہے اور تم خود مشاہدہ کر چکے ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ تم سے ایک بات کا سوال کروں۔ اگر میں سچ کہوں تو اس کی تصدیق کرو۔ اور اگر غلط کہوں تو تکذیب کر دو۔ اور میں تم سے اس حق کا سوال کرتا ہوں جو خدا اور رسولؐ کی طرف سے تم پر ہے۔ جب میری بات سمجھ لو، تو اپنے اپنے شہروں اور دیہاتوں میں ان لوگوں کو دعوتِ حق دو جن پر تمہیں اعتبار ہو۔ میری بات سن لو اور لکھ لو۔ پھر اپنے وطن واپس جا کر اپنے اپنے قبائل میں جن پر وثوق و اعتماد ہو انہیں ہمارے اس حق کی دعوت دو جو تمہیں معلوم ہے۔ میں ڈرتا ہوں کہ یہ امر مٹ نہ جائے۔ اور حق نیست و نابود بلکہ مغلوب نہ ہو جائے۔ حالانکہ خدا اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا کافر جتنی بھی کراہت کرتے رہیں پھر آپ نے کوئی ایسی آیت نہیں جو آپ کے حق میں نازل ہوئی ہو اور آپ نے تلاوت نہ فرمائی ہو۔ اور اس کی تفسیر بیان نہ کی ہو۔ اور آنحضرتؐ کی کوئی ایسی حدیث نہیں چھوڑی جو آپ کے والد، والدہ، بھائی اور آپ کے اور آپ کے اہل بیت کے متعلق ہو جو بیان نہ کر دی ہو اور آپ کی ہر بات پر اصحاب یہ کہتے رہے کہ بے شک ہم نے اہل بیت کے متعلق یہ سنا ہے، بالکل ایسا ہی ہے، ہم اس کے گواہ ہیں اور تابعین یہ کہتے رہے کہ بے شک مجھ سے اس شخص نے بیان کیا ہے جو اصحاب میں سچا اور قابل اعتماد ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جن کے دین میں اندیشہ ہو اسے ضرور بیان کرو۔ سلیم کا بیان ہے کہ جو باتیں امام علیہ السلام نے انہیں قسم دے کر یاد دلائی تھیں، ان میں یہ بھی تھا کہ میں قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ کے بھائی تھے۔ اس لیے کہ جب آپ نے مسلمانوں میں اخوت قائم کی تو انہیں اپنا بھائی قرار دیا۔ اور فرمایا کہ تم میرے بھائی اور میں تمہارا بھائی ہوں دنیا و آخرت میں۔ سب نے جواب دیا کہ بے شک ایسا ہی ہے۔ پھر فرمایا: میں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے اپنی مسجد اور گھروں کے لیے زمین خرید فرمائی۔ پھر مسجد تعمیر کی اور دس مکان بنائے۔ نو

مکان اپنے لیے اور ان کے درمیان دسواں مکان ان تمام گھروں کے درمیان تھا میرے والد کے لیے مخصوص فرمایا تھا میرے والا۔ پھر صحن مسجد سے ہر مکان کا دروازہ بند کر دیا سوائے علیؑ کے دروازہ کے۔ بعض لوگوں نے اس کی شکایت بھی کی۔ تو فرمایا: تمہارے دروازے میں نے بند نہیں کیے بلکہ خدا نے مجھے تمہارے دروازے بند کرنے کا اور علیؑ کا دروازہ کھولنے کا حکم دیا ہے۔ آپ نے لوگوں کو مسجد میں سونے سے منع فرمایا سوائے علیؑ اور ان کی اولاد کے۔ وہ جنب کی حالت میں مسجد آ سکتے تھے۔ اور ان کی منزل رسول خدا ﷺ کے گھر میں تھی۔ پس ان کے اور رسول خدا ﷺ کے اس گھر میں بچے پیدا ہوئے۔ سب نے کہا: بے شک درست ہے۔ پھر فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ عمر بن خطاب نے مسجد کی جانب آنکھ کے برابر سوراخ کی اجازت چاہی تھی۔ اس سے بھی آپ نے انکار کر دیا۔ اور خطبہ میں اعلان فرمایا کہ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں پاک مسجد بناؤں۔ اس میں میرے اور میرے بھائی اور ان کی اولاد کے سوا کوئی نہ رہے۔ سب نے کہا: بے شک ایسا ہی ہے۔

پھر فرمایا: میں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں: کیا تم جانتے ہو کہ رسول خدا ﷺ نے غدیر خم کے دن انہیں ولی مقرر کیا۔ اور ان کی ولایت کا اعلان کر کے فرمایا تھا کہ جو لوگ موجود ہیں، انہیں چاہیے کہ انہیں پہنچائیں جو موجود نہیں ہیں۔ سب نے کہا: بے شک ایسا ہی ہے۔ پھر فرمایا: میں خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول خدا ﷺ نے تبوک کے دن فرمایا تھا کہ اے علیؑ تم مجھ سے اس طرح ہو جیسے ہارونؑ موسیٰ علیہ السلام سے تھے۔ اور تم میرے بعد ہر مومن مرد اور عورت کے ولی ہو۔ سب نے کہا: بے شک ایسا ہی ہے۔

پھر فرمایا: میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول خدا ﷺ نے جب نصاریٰ نجران کو بلایا تو مباہلہ کے لیے میرے والد، والدہ اور ان کی اولاد کے سوا کسی کو نہیں لے گئے۔ سب نے کہا: بے شک ایسا ہی ہے۔

پھر فرمایا: میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ آنحضرتؐ نے خیبر

میں میرے باپ کو علم دے کر فرمایا تھا کہ میں لشکر کا علم اس مرد کو دوں گا جو خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسولؐ اسے دوست رکھتے ہیں اور کرّار غیر فرّار ہے، خدا اس کے دونوں ہاتھوں پر فتح دے گا۔ سب نے کہا: بے شک ایسا ہی ہے۔

پھر فرمایا: میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ آنحضرتؐ نے سورۂ برأت میرے باپ کے حوالہ کر کے روانہ کیا تھا۔ اور فرمایا تھا کہ اسے میں پہنچا سکتا ہوں اور یا وہ جو مجھ سے ہو۔ سب نے عرض کیا: بے شک درست ہے۔

پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ آنحضرتؐ پر جب بھی کوئی مصیبت آئی تو انہوں نے علیؑ کو پیش کیا۔ اس لیے کہ انہی پر اعتماد تھا اور کبھی نام لے کر نہیں پکارا۔ بلکہ ہمیشہ اے میرے بھائی! یا بلاؤ میرے بھائی کو، کہہ کر بلایا۔ سب نے کہا: بالکل درست ہے۔

آپ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ جب آنحضرتؐ نے میرے باپ اور جعفر اور زید کے درمیان فیصلہ کیا تو فرمایا تھا اے علیؑ! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ اور تم میرے بعد ہر مؤمن کے ولی ہو۔ سب نے کہا: ایسا ہی ہے۔

آپ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میرے باپ آنحضرتؐ سے ہر روز میں خلوت میں ملتے تھے۔ اور رات کو گھر میں تنہا ملاقات کرتے تھے۔ جب وہ سوال کرتے تھے تو آنحضرتؐ جواب دیتے تھے۔ اور جب وہ خاموش ہو جاتے تھے تو آنحضرتؐ خود بیان فرماتے تھے۔ سب نے کہا: درست ہے۔

فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ آنحضرتؐ نے انہیں جعفرؑ اور حمزہؑ پر فضیلت دی تھی، جب خاتونِ جنت سے فرمایا تھا کہ میں نے تمہارا عقد اس سے کیا ہے جو اہل بیتؑ میں صلح میں سب سے مقدم، حلم میں سب سے بزرگ، اور علم میں سب سے زیادہ ہے۔ سب نے عرض کیا: بے شک ایسا ہی ہے۔

آپ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ آنحضرتؐ نے فرمایا تھا: میں اولادِ آدمؑ کا سردار ہوں اور علیؑ عرب کا سردار ہے اور فاطمہ زہراؑ نساءِ جنت کی سردار ہے۔ اور میرے

بیٹے حسن و حسین علیہما السلام جوانانِ اہل جنت کے سردار ہیں۔ سب نے کہا: بے شک درست ہے۔

آپ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ آنحضرتؐ نے انہی کو حکم دیا تھا کہ وہ انہیں غسل دیں اور یہ خبر دی تھی کہ جبرئیل ان کی مدد کریں گے۔ سب نے کہا: بے شک درست ہے۔

پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ آنحضرتؐ نے سب کے آخر میں یہ خطبہ پڑھا تھا کہ میں نے تم میں دو (۲) وزنی چیزیں چھوڑی ہیں۔ ایک خدا کی کتاب اور دوسرے میری عترت یعنی اہل بیت۔ ان دونوں سے تمسک رکھنا گمراہ نہ ہوگے۔ سب نے کہا: بے شک درست ہے۔

پس جو آیات و احکام خدا نے علی مرتضیٰ علیہ السلام کی شان میں نازل کیے تھے۔ یا اہل بیتؑ کے بارے میں فرمائے تھے۔ قرآن سے یا رسول اسلام ﷺ کی زبان سے، آپ نے سب خدا کی قسم دے کر بیان فرمائے اور صحابہ کہتے رہے کہ بے شک ایسا ہی ہے، ہم نے آنحضرتؐ سے سنا ہے اور تابعین کہتے رہے کہ ہم نے فلاں صحابی سے سنا جو موثق اور معتبر ہے۔ سب کو آپ نے قسم دے کر پوچھا کہ کیا انہوں نے سنا ہے اور سب نے تصدیق کی۔

پھر آپ نے قسم دے کر پوچھا: کیا انہوں نے آنحضرتؐ سے سنا ہے کہ آپ نے یہ فرمایا تھا کہ جسے یہ گمان ہو کہ وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے حالانکہ وہ علیؑ کا دشمن ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ وہ میرا دوست ہو ہی نہیں سکتا جو علیؑ کا دشمن ہو۔ پس آپ سے کسی نے سوال کیا: یا رسول اللہؐ یہ کس طرح ہے۔ فرمایا: اس لیے کہ وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی۔ اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے خدا سے محبت کی۔ اور جس نے علیؑ سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی۔ اور جس نے مجھ سے دشمنی کی اس نے خدا سے دشمنی کی۔ سب نے کہا: بے شک ہم نے یہ سنا

ہے۔

اس کے بعد یہ مجلس برخواست ہوگئی۔

حضرت ابن عباس اور حدیثِ قرطاس

ابان بن ابی عیاش نے سلیم بن قیس سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ ابن عباس کے گھر میں تھا۔ اس وقت ان کے پاس اور بھی کچھ شیعہ موجود تھے۔ انہوں نے آنحضرتؐ کی رحلت کا ذکر کیا۔ یہ سن کر ابن عباس رو پڑے، اور کہنے لگے کہ آنحضرتؐ نے دوشنبہ کے دن فرمایا اور اسی دن رحلت فرمائی اور آپؐ کے گرد گھر والے اور تیس اصحاب موجود تھے کہ میرے لیے کاغذ لے آؤ تا کہ میں تمہارے، لیے ایسی تحریر لکھ دوں کہ میرے بعد گمراہ نہ ہو اور نہ اختلاف کرو۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ یہ شخص ہذیان بک رہا ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غضب ناک ہوکر فرمایا کہ میں اپنی زندگی میں تمہارا اختلاف دیکھ رہا ہوں تو میری موت کے بعد کیا ہوگا۔ پھر آپؐ نے اسے چھوڑ دیا۔

سلیم کہتے ہیں: پھر ابن عباس نے میری طرف متوجہ ہوکر کہا: اے سلیم! اگر یہ شخص یہ نہ کہتا تو وہ ہمارے لیے ایسی تحریر لکھ جاتے کہ پھر نہ کوئی گمراہ ہوتا نہ اختلاف ہوتا۔ ان میں سے ایک شخص نے سوال کیا: وہ شخص کون تھا؟ ابن عباس نے جواب دیا کہ یہ نہیں بتا سکتا۔ جب سب چلے گئے تو میں نے تنہائی میں ان سے دریافت کیا۔ جواب دیا کہ وہ عمر تھے۔ میں نے عرض کیا: درست ہے۔ میں نے حضرت علی مرتضیٰؑ اور سلمان اور ابوذر اور مقداد سے بھی ایسا ہی سنا ہے۔ وہ بھی کہتے تھے کہ عمر نے کہا۔ ابن عباس نے کہا: سلیم! یہ نام پردہ میں رکھو۔ سوا ان بھائیوں کے جن پر تمہیں پورا اعتبار ہو۔ اس لیے کہ امت کے دلوں میں ان دونوں کی محبت پلا دی گئی ہے۔ جیسے بنی اسرائیل کے دلوں میں گوسالہ اور سامری کی محبت پلا دی گئی تھی۔

جنگِ جمل میں لشکر کی تعداد

ابان نے کہا: میں نے سُلیم بن قیس سے سنا ہے وہ کہتے تھے: میں جنگِ جمل میں حضرت علی علیہ السلام کے ہمرکاب تھا۔ ہم بارہ ہزار تھے اور اصحابِ جمل ایک لاکھ بیس ہزار سے زائد۔ حضرت علی مرتضٰی علیہ السلام کے ہمراہ اصحابِ رسولؐ سے تقریباً چار ہزار تھے۔ جو بدر و صلح حدیبیہ اور دوسرے غزوات میں آنحضرتؐ کے ساتھ شامل رہے اور باقی کوفہ کے تھے۔ سوا ان کے جو بصرہ اور حجاز سے آ گئے تھے جو مہاجر نہ تھے فتح مکہ کے بعد جو اسلام لائے تھے۔ اور چار ہزار میں اکثر انصار تھے۔ آپ نے کسی کو نہ بیعت کرنے پر مجبور کیا اور نہ جنگ کرنے پر۔ حضرت نے صرف انہیں بلایا اور وہ چلے آئے۔ اہل بدر میں سے ایک سو ستّر تھے۔ اور اکثر انصار تھے جنہوں نے احد اور حدیبیہ کے میدان دیکھے تھے۔ ان میں سے کسی نے ساتھ نہیں چھوڑا۔ جتنے مہاجرین و انصار تھے سب کے دل ان کے ساتھ تھے۔ ان سے محبت کرتے تھے۔ ان کی فتح و کامیابی کی دعائیں کرتے تھے۔ اور دل سے چاہتے تھے کہ انہیں دشمن پر غلبہ حاصل ہو جائے۔ آپ نے نہ کسی کو تنگ کیا نہ مجبور کیا۔ حالانکہ وہ ان کی بیعت کر چکے تھے۔ مگر سب راہِ خدا میں جہاد نہیں کر رہے تھے۔ آپ پر طعنہ زن اور مخالف بھی تھے۔ اور پوشیدہ تھے جو زبان سے تابعداری ظاہر کرتے تھے۔ البتہ تین گروہوں نے آپ کی بیعت کی تھی مگر آپ کا ساتھ دینے سے گریزاں تھے اور اپنے گھروں میں بیٹھ رہے تھے۔ ایک محمد بن مسلمہ، دوسرے سعد بن ابی وقاص تیسرے ابن عمر۔ اور اسامہ بن زید اس کے بعد سیدھے ہو گئے اور راضی ہو گئے۔ اور علی مرتضٰی علیہ السلام کے لیے دعا کی اور استغفار کیا۔ اور ان کے دشمن سے برأت کا اظہار کیا۔ اور گواہی دی کہ آپؑ حق پر ہیں اور آپؑ کا مخالف ملعون ہے۔ اور اس کا خون حلال ہے۔

طلحہ وزبیر سے خطاب

ابان کہتے ہیں: سلیم نے بیان کیا کہ جب جمل کے دن دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا۔ تو حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے زبیر کو یہ کہہ کر آواز دی۔ اے ابوعبد اللہ! نکل کر ادھر آؤ۔ آپ کے اصحاب نے عرض کیا آپ زبیر کو بلا رہے ہیں جو بیعت توڑ چکا ہے۔ گھوڑے پر سوار ہے، ہتھیاروں سے مسلح ہے۔ اور آپ ہتھیاروں کے بغیر ایک خچر پر سوار ہیں۔ فرمایا: میں ایسا جبہ پہنے ہوئے ہوں جو میرا محافظ ہے۔ جس کی وجہ سے کوئی بھاگ نہیں سکتا۔ اور میں نہ مروں گا نہ قتل کیا جاؤں گا مگر ایک شقی ترین امت کے ہاتھوں۔ جیسے خدا کے ناقہ کو شقی ترین ثمود نے ذبح کیا تھا۔ زبیر نکل آیا۔ آپ نے فرمایا: طلحہ کہاں ہے۔ اسے بھی نکلنا چاہیے۔ وہ بھی نکل آیا۔ آپ نے فرمایا: میں تم دونوں سے قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا تم دونوں یہ جانتے ہو کہ ایک طرف آل محمدؐ کے صاحبانِ علم اور دوسری جانب عائشہ بنت ابی بکر اور یہ بھی ہے کہ جمل اور نہروان والے زبان رسولؐ پر ملعون ہیں۔ اور جو جھوٹ بولے وہ ناکامیاب ہوگا۔ زبیر نے جواب دیا ہم کیونکر ملعون ہو سکتے ہیں حالانکہ ہم اہل جنت سے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں یہ سمجھ لیتا کہ تم لوگ اہل جنت سے ہو تو میں تم سے جنگ کو حلال نہ سمجھتا۔ زبیر نے کہا کیا آپ نے اُحد کے دن نہیں سنا کہ آنحضرتؐ نے طلحہ پر جنت واجب کی تھی۔ اور فرمایا تھا کہ جو شخص اس شہید کو دیکھنا چاہتا ہے جو زندہ زمین پر چل رہا ہے تو وہ طلحہ کو دیکھے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ قریش کے دس آدمی جنتی ہیں۔ فرمایا: ان کے نام بتاؤ۔ زبیر نے کہا کہ فلاں، فلاں۔ یہاں تک کہ نو (۹) آدمیوں کے نام لے لیے۔ جن میں ابو عبیدہ جراح اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بھی تھا۔ یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے نو آدمی شمار کیے ہیں۔ دسواں کون ہے۔ زبیر نے کہا وہ آپ ہیں۔ آپ نے فرمایا تم نے خود اقرار کر لیا ہے کہ میں اہل جنت سے ہوں۔ رہا وہ دعویٰ جو تم نے کیا ہے

اپنے اور اپنے ساتھیوں کے متعلق تو مجھے یقیناً اس سے انکار ہے۔ تم نے جن لوگوں کے نام لیے ہیں ان میں سے بعض یقیناً دوزخ کے سب سے نیچے کے کنویں کے تابوت میں بند ہیں۔ جس کے منہ پر پتھر رکھا ہوا ہے جب خدا چاہتا ہے کہ دوزخ کو اور بھڑکائے تو یہ پتھر ہٹا دیتا ہے۔ اور دوزخ کی آگ زیادہ مشتعل ہو جاتی ہے۔ میں نے یہ خبر حضرت رسول خداﷺ سے سنی ہے۔ اور اگر یہ غلط ہے تو پھر خدا تمہیں میرا خون بہانے میں کامیاب کرے گا اور اگر صحیح ہے تو خدا تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے مقابلہ میں ہمیں کامیاب کرے گا۔ یہ سن کر زبیر روتا ہوا اپنے ساتھیوں کی طرف واپس ہوا۔

پھر آپ نے طلحہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کیوں طلحہ! کیا تم دونوں کے ساتھ تمہارے پردہ دار ہیں؟ طلحہ نے کہا: نہیں۔ فرمایا: جس عورت کے لیے قرآن میں گھر بیٹھنے کا حکم ہے اسے آمادہ کر کے میدان میں لے آئے ہو۔ اور اپنی بیبیوں کو پردوں میں حفاظت سے بٹھایا ہے۔ تم نے خدا کے رسولؐ سے انصاف نہیں کیا۔ خدا نے تو یہ حکم دیا ہے کہ وہ کسی سے کلام نہ کریں سوائے پس پردہ کے۔ یہ بتاؤ کہ ابن زبیر کا تم دونوں سے کیا طریقہ ہے۔ کیا تم ایک دوسرے سے راضی نہیں ہو۔ یہ بتاؤ کہ تمہیں کس چیز نے آمادہ کیا کہ عربوں کو مجھ سے جنگ کے لیے بلاؤ۔ طلحہ نے کہا: ہم شوریٰ میں چھ آدمی تھے۔ ان میں سے ایک مر گیا ایک قتل ہو گیا۔ اب ہم چار زندہ ہیں۔ ہم سب آپ سے کراہت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر اس کی ذمہ داری مجھ پر تو نہیں ہے میں خود شوریٰ میں تھا۔ مگر اختیار میرے غیر کے ہاتھ میں تھا۔ اور آج میرے ہاتھ میں ہے۔ جب تم نے عثمان کی بیعت کی تھی تو کیا میں مخالفت کر سکتا تھا۔ طلحہ نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کیوں کہا اس لیے کہ آپ نے بخوشی و رضا بیعت کی تھی۔ آپ نے فرمایا: یہ کیونکر جب کہ انصار تلواریں سونتے کھڑے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اگر تم لوگوں نے کسی ایک کی بیعت کر کے فراغت حاصل کر لی تو خیر، ورنہ ہم سب کی گردنیں اڑا دیں گے۔ لیکن جب تم دونوں نے میری بیعت کی تھی اس وقت تم سے یا تمہارے ساتھیوں سے کسی نے یہ

بات کہی تھی؟ میری بیعت کی یہ دلیل تمہاری دلیل سے کہیں زیادہ روشن ہے۔ حالانکہ تم نے اور تمہارے ساتھی نے میری بیعت خوشی سے کی تھی، کوئی جبر و اکراہ نہ تھا۔ بلکہ تم دونوں نے سب سے پہلے بیعت کی تھی۔ اور تم سے کسی نے نہیں کہا تھا کہ ضرور بیعت کرو ورنہ تمہیں قتل کر دیا جائے گا۔ یہ سن کر طلحہ واپس ہوئے اور جنگ کے لیے تیار ہو گئے اور قتل ہو گئے اور زبیر بھاگ گئے۔

امیر المؤمنینؑ کا اخبار بالغیب اور کوفہ کے گیارہ ہزار لشکری

ابان کا بیان ہے کہ سلیم نے کہا کہ میں نے ابن عباس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے ایک حدیث سنی ہے جس کا راز سمجھ میں نہیں آیا۔ میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آخری مرض میں مجھے اپنے خفیہ علوم کے ہزار دروازوں کی کنجیاں بتا دی ہیں۔ جس کے ہر باب سے ہزار دروازے خود بخود کھل جاتے ہیں۔ اور میں ذی قار میں علی مرتضیٰ علیہ السلام کے خیمہ میں بیٹھا تھا، جب انہوں نے امام حسن علیہ السلام اور عمار یاسر کو اہل کوفہ کو آمادہ کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ یکایک علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ امام حسنؑ گیارہ ہزار کا لشکر لے کر آ رہے ہیں۔ ایک کم فرمایا یا دو کم۔ میں نے دل میں سوچا کہ اگر ایسا ہی ہے تو یہ بھی ہزار دروازوں میں سے ہوگا۔ جب ہم نے اس لشکر کے آگے آگے امام حسن علیہ السلام کو آتے دیکھا تو میں نے امام حسن علیہ السلام کا استقبال کیا اور کاتب جیش (لشکر کا منشی) سے دریافت کیا کہ تمہارے ساتھ کتنے سپاہی ہیں۔ اس نے اس قدر بتلائے جتنے حضرتؑ نے فرمائے تھے۔

آپ علیہ السلام کا علم قرآن

ابان نے سلیم سے نقل کیا ہے کہ میں مسجد کوفہ میں حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا، جب آپ نے فرمایا کہ جو کچھ پوچھنا ہو مجھ سے پوچھ لو قبل اس کے

کہ مجھے نہ پاؤ۔ خدا کی قسم قرآن مجید کی کوئی آیت نہیں جو آنحضرتؐ نے مجھے نہ پڑھا دی ہو اور اس کی تاویل نہ بتلا دی ہو۔ ابن کوّاء نے کہا کہ اس آیت کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو اس وقت نازل ہوئی جب آپ حاضر نہ ہوں۔ فرمایا: میری غیبت میں کوئی آیت نازل ہوتی تھی تو آپ اسے یاد رکھتے تھے۔ اور جب واپس آتا تھا فرماتے دیتے تھے، اے علیؑ! خدا نے تمہارے بعد یہ اور یہ آیت نازل فرمائی ہے مجھے وہ آیات بھی بتا دیتے تھے اور ان کی تفسیر بھی۔

یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں کے فرقے

ابان کا بیان ہے کہ سلیم نے کہا کہ میں نے امیر المومنین علیہ السلام کو رأس الیہود سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ تمہارے کتنے فرقے ہیں اس نے بتلائے آپ نے فرمایا: تم غلط کہتے ہو پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اگر میرے لیے مسند بچھا دی جائے تو میں اہل توراۃ کے فیصلے توراۃ سے اور اہل قرآن کے فیصلے قرآن سے کروں گا یہودیوں کے اکہتر (۷۱) فرقے ہو گئے ان میں ستر (۷۰) فرقے دوزخی اور ایک جنتی ہے اور وہ وہی ہے جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصی یوشع بن نون کی پیروی کی اور نصاریٰ کے بہتر (۷۲) فرقے ہو گئے ان میں اکہتر (۷۱) فرقے دوزخ میں جائیں گے اور ایک فرقہ نجات پائے گا اور وہ وہی ہے جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کے وصی شمعون کی پیروی کی۔

اور اس امت کے تہتر (۷۳) فرقے ہوں گے بہتر (۷۲) دوزخ میں جائیں گے اور ایک جنت میں جائے گا اور وہ وہی ہے جس نے آنحضرت کے وصی کی پیروی کی یہ کہہ کر آپ نے سینہ پر ہاتھ مارا اور ان تہتر (۷۳) فرقوں میں سے تیرہ فرقے میری محبت کا اقرار کریں گے ان میں سے بارہ فرقے دوزخ میں جائیں گے اور ایک فرقہ جنتی ہوگا۔

سب سے بڑی بات

ابان نے سلیم سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس سے کہا کہ آپ نے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے جو سب سے بڑی بات سنی ہو وہ بتا دیں۔ انہوں نے ایسی بات بتائی جو میں خود حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے سن چکا تھا۔ اور فرمایا تھا کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے بلایا۔ ہاتھ میں ایک کتاب لیے ہوئے تھے۔ اور فرمایا: اے علیؑ! یہ کتاب لے لو۔ میں نے عرض کیا: اے خدا کے نبیؐ! یہ کتاب کیسی ہے۔ فرمایا: یہ وہ کتاب ہے جس میں خداوند عالم نے میری امت کے نیک اور شقی دونوں قسم کے لوگوں کی فہرست تحریر فرما دی ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ تمہارے سپرد کر دوں۔

جنگِ صفین میں مالک ابن الحارث اشتر کی تقریر

ابان نے کہا میں نے سلیم سے سنا ہے اور ان سے پوچھا تھا کہ کیا آپ صفین میں حاضر تھے۔ جواب دیا کہ ہاں۔ میں نے عرض کیا: کیا لیلۃ الھریر میں بھی شامل تھے۔ کہا: ہاں۔ میں نے پوچھا: اس وقت آپ کی عمر کس قدر تھی۔ فرمایا: چالیس برس تھی۔ عرض کیا: تو پھر کچھ حال بیان کیجیے خدا آپ پر رحم فرمائے۔ فرمایا کہ اگر میں کچھ اور بھول بھی گیا ہوں تو یہ واقعہ نہیں بھول سکتا۔ پھر رونے لگے اور فرمایا کہ لشکر معاویہ بھی صف بستہ ہوا۔ اور ہم نے بھی صفیں باندھ لیں۔ کہ یکا یک مالک اشتر گھوڑے پر سوار برآمد ہوئے۔ ان کے ہتھیار گھوڑے پر لٹک رہے تھے اور ان کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ اور وہ ہمارے سروں کو کھٹکھٹا کر فرما رہے تھے اپنی صفیں درست کر لو۔ جب لشکر جمع ہو گئے اور صفیں درست ہو گئیں۔ تو دونوں صفوں کے درمیان اور دشمن کی جانب پشت اور ہماری طرف رخ کر کے خدا کی حمد وثناء بیان کی۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ پر درود بھیجا۔ پھر فرمایا: یہ قضائے الٰہی ہے کہ اس خطۂ زمین پر ہمارا اجتماع ان موتوں کے لیے ہے جو قریب ہیں

اور اُن امور کے لیے ہے جو یقینی ہیں۔ ہماری سرداری ان کے ہاتھ میں ہے جو سب مسلمانوں کے سردار اور مؤمنوں کے امیر اور سب وصیّوں سے بہتر اور ہمارے نبیؐ کے چچازاد اور بھائی اور وارث ہیں۔ اور ہماری تلواریں خدا کی تلواریں ہیں۔ اور ہمارے دشمنوں کا سردار دل چبانے والی (ہندہ) کا فرزند، نفاق کی پناہ گاہ اور غزوۂ احزاب کا بقیہ ہے۔ وہ اپنی شقاوت اور دوزخ کی طرف کھینچ رہا ہے۔ اور ہم اس سے جنگ کرکے خدا کے ثواب کے امیدوار ہیں اور وہ عذاب کا انتظار کر رہے ہیں بس جب میدان کارزار گرم ہوگا اور گرد اڑے گی اور گھوڑے ہمارے اور ان کے مقتولوں پر دوڑیں گے تو ہم ان سے جنگ کرکے خدا کی نصرت کے لیے امیدوار ہوں گے۔ اور شور وشغب کے سوا کچھ نہ سنیں گے۔ اے لوگو! آنکھیں دبالو، دانت بھینچ لو۔ کیونکہ اس طرح دشمن کے سر پر زبردست چوٹ لگ سکتی ہے۔ اور دشمن کا رُخ کرلو اور تلواروں کے دستے داہنے ہاتھ میں پکڑ لو اور سروں پر وار کرو۔ اور نیزے پسلیوں میں بھونک دو۔ کیونکہ یہ قتل گاہ ہے۔ اور اسی طرح سختی سے جنگ کرو جیسے وہ لوگ جنگ کرتے ہیں جو اپنے بزرگوں اور بھائیوں کے خون کا عوض لیتے ہیں۔ اور غصہ کی حالت میں موت کو اپنا وطن سمجھ لیا ہو، تاکہ تم ذلیل نہ ہو اور دنیا میں تم پر عیب نہ لگے۔ اس کے بعد مڈبھیڑ ہوگئی اور سخت جنگ ہوئی۔ ستّر ہزار بہادرانِ عرب قتل ہونے کے بعد دونوں لشکر ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ اور یہ واقعہ پنجشنبہ کے دن طلوع آفتاب سے شروع ہوا اور ایک تہائی رات تک جاری رہا۔ ان دونوں لشکروں میں سے کسی نے خدا کا سجدہ باقاعدہ نہیں کیا۔ یہاں تک کہ چار نمازوں ظہر، عصر، مغرب، عشاء کے وقت گزر گئے۔

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کا خطبہ

سلیم نے کہا پھر حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے کھڑے ہوکر خطبہ پڑھا، اور فرمایا: ایہا الناس تمہیں اور تمہارے دشمن کو جو تکلیف پہنچ چکی ہے، وہ تم نے دیکھ

لی۔ اب صرف آخری سانس رہ گئی ہے۔ اور جب بات آپڑتی ہے تو اس کا آخر اوّل کے مشابہ ہوتا ہے۔ دشمن نے تمہارے مقابلے میں کسی دین کے بغیر صبر سے کام لیا۔ آخران کا وہ حال ہوا، جو ہوا۔ اور میں صبح کو ان پر حملہ کروں گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اور ان کا فیصلہ خدا کے سپرد کر دوں گا۔ یہ خبر معاویہ کو پہنچ گئی اور وہ بہت ڈرا۔ اور اس کے اور اس کے ساتھیوں اور اہل شام کے دل ٹوٹ گئے۔ معاویہ نے عمرو عاص کو بلا کر کہا: اے عمرو! بس آج کی رات صبح تک موقع ہے۔ وہ صبح کو ضرور حملہ کریں گے۔ اب تمہاری کیا رائے ہے۔ عمرو نے جواب دیا: ہمارا لشکر کم رہ گیا ہے اور وہ ان کے سواروں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اور تم بھی ان کی مثل نہیں ہو۔ وہ ایک امر پر تم سے مقابلہ کر رہے ہیں اور تم بغیر کسی امر کے مقابلہ کر رہے ہو۔ تم زندگی چاہتے ہو اور وہ موت چاہتے ہیں۔ پھر اگر علیؑ کامیاب ہو جائیں تو اہل شام کو ان سے اندیشہ نہیں ہے۔ جیسا تمہاری کامیابی پر اہل عراق کو خطرہ ہے۔ اب یہی صورت ہے کہ ان میں ایک ایسی بات ڈال دے کہ اگر وہ اسے رد کر دیں تو بھی ان میں پھوٹ پڑ جائے گی اور اگر قبول کر لیں تو بھی ان میں پھوٹ پڑ جائے گی۔ وہ یہ ہے کہ انہیں کتابِ خدا کی طرف دعوت دو اور نیزوں پر قرآن بلند کرو۔ بس تم اپنی مراد کو پہنچ جاؤ گے۔ یہ رائے میں نے تمہارے لیے سوچ رکھی تھی۔ معاویہ کی سمجھ میں آ گیا اور کہنے لگا کہ تم سچ کہتے ہو۔ مگر ہم نے ایسی رائے سوچی ہے کہ جس سے میں علیؑ کو اس امر میں دھوکا دوں کہ وہ شام میرے سپرد کر دیں۔ اور یہ وہ پہلی بات ہے جس سے انہوں نے مجھ سے انکار کیا تھا۔ یہ سن کر عمرو ہنس پڑا اور کہنے لگا: اے معاویہ! تم کہاں اور علیؑ سے مکر کہاں۔ اگر تم لکھنا چاہتے ہو تو لکھ دو۔ وہ کہتے ہیں کہ پس معاویہ نے ایک خط علیؑ کی طرف لکھ کر عبداللہ ابن عقبہ کے ہاتھ جو قبیلہ سکاسک یمن سے تھا۔ روانہ کیا۔ اس میں یہ لکھا تھا۔

معاویہ کا خط

امّا بعد۔ اگر آپ کو علم ہو کہ جنگ ہمیں اور آپ کو وہاں تک پہنچا رہی ہے جہاں تک پہنچی۔ اور ہم نے جان لیا ہے کہ ایک، دوسرے کو جڑ سے نہیں اکھیڑ سکتا۔ اگرچہ ہم اپنی عقلوں پر زور لگائیں۔ اب صورت یہی ہے، کہ ہم گزشتہ کو چھوڑ دیں اور آئندہ کی اصلاح کریں۔ میں نے آپ سے شام کا سوال کیا تھا اس شرط پر کہ میں آپ کا پابند نہ رہوں اور بیعت نہ کروں۔ آپ نے اس سے انکار کیا۔ سو جس چیز سے آپ نے روکا تھا وہ خدا نے مجھے دے دی ہے۔ میں اب بھی آپ سے وہی چاہتا ہوں جس کی پہلے خواہش کی تھی۔ کیونکہ آپ زندگی کے خواہشمند نہیں اور میں خواہشمند ہوں۔ آپ موت سے نہیں ڈرتے لیکن میں ڈرتا ہوں۔ اور خدا کی قسم، دل نرم ہو گئے اور سوار چلے گئے۔ اور ہم عبد المناف کی اولاد ہیں۔ اور ہم میں ایک دوسرے پر ایسی فضیلت نہیں کہ عزت والا ذلیل ہو جائے اور ذلیل کان لگا کر سنے۔ والسلام۔

امیرالمؤمنین علیہ السلام کا جواب

سلیم کہتے ہیں کہ جب حضرت علی علیہ السلام نے اس کا خط پڑھا تو مسکرا کر فرمایا کہ معاویہ اور اس کے مکر سے تعجب ہے۔ پھر اپنے کاتب عبید اللہ ابن رافع کو بلا کر فرمایا: لکھو امّا بعد۔ تمہارا خط میرے پاس آیا ہے جس میں تم نے ذکر کیا ہے کہ اگر آپ جانتے ہیں کہ جنگ نے ہمیں اور آپ کو وہاں تک پہنچایا ہے جہاں تک پہنچی ہے۔ کہ ایک دوسرے کو جڑ سے اکھیڑ نہیں سکتا۔ اور ہم اور تم اے معاویہ! ایک مقصد پر ہیں جہاں تک ہم ابھی نہیں پہنچے۔ رہا تمہارا شام کو طلب کرنا، جس طرح میں نے پہلے انکار کیا تھا، اب بھی نہیں دے سکتا۔ رہا ہم دونوں کا خوف میں برابر ہونا تو تم شک پر اتنے قائم رہنے والے نہیں جتنا میں یقین پر قائم ہوں۔ اور اہل شام کو دنیا کی اتنی خواہش نہیں، جتنی اہل عراق کو

آخرت کی تمنا ہے۔ رہا تمہارا یہ کہنا کہ ہم دونوں عبدالمناف کی اولاد ہیں۔ ہم میں سے کسی کو دوسرے پر فضیلت حاصل نہیں ہے۔ پس اگر ہم ایسے ہی ہیں تو اُمیّہ ہاشمؓ جیسا نہیں اور حرب عبدالمطلبؑ جیسا نہیں اور ابوسفیان ابو طالبؑ جیسا نہیں۔ اور رہا کیا ہوا مہاجر جیسا نہیں اور مؤمن منافق جیسا نہیں۔ اور باطل پر چلنے والا حق پر چلنے والے کا ایسا نہیں۔ ہمارے ہاتھوں میں نبوت کی فضیلت ہے جس کی وجہ سے ہم عرب کے مالک ہیں اور عجم سے ہم نے عبادت کرائی ہے۔ والسلام۔

جب یہ خط معاویہ تک پہنچا، تو پہلے اس نے عمرو سے چھپایا۔ پھر بلا کر سنایا۔ عمرو نے اس پر الزام رکھا۔ کیونکہ اس نے معاویہ کو اس سے روکا تھا۔ اور عمرو حضرت علی علیہ السلام سے زیادہ قریش میں کسی کو عظمت کا اس دن کے بعد سے قائل نہ تھا، جب اسے سواری سے گرا کر آپ نے پچھاڑا تھا۔ پس عمرو نے یہ شعر کہے اور پڑھے ؎

عمرو عاص کے شعر

خدا ہی کے لیے ہے تیری نیکی اے ہند کے بیٹے! نیکی بھی اس مرد پر جس کا ہاتھ سیاہ ہو تیرا باپ نہ رہے کیا تو علیؑ سے طمع رکھتا ہے۔ اس نے تو لوہے کو لوہے سے کھڑکھڑایا ہے تو یہ امید رکھتا ہے کہ مکر سے انہیں دھوکا دے گا۔ اور یہ خیال کرتا ہے کہ تیرے ڈرانے سے وہ ڈر جائیں گے انہوں نے مقنع اتارتے ہی لڑائی کو کھینچ بلایا ہے۔ جس کے ھول سے بچوں کے سر سفید ہو جاتے ہیں۔ وہ جنگ سے کہتا ہے جب وہ پھر پلٹ کر آتی ہے۔ اور قوم نیزوں سے مقابلہ کرتی ہے، کہ پلٹ آ۔

پس اگر وہ آپڑے تو سب سے پہلے آجانے والا ہے۔ اور اگر واپس آجائے تو پھر آ نہیں سکتی۔

اور نہ یہ ابوالحسنؑ سے پوشیدہ ہے اور نہ تمہاری برائی سے کچھ بعید ہے۔ اور تم نے ان سے ایسی بات کہی جو آرام والے کمزوروں کی ہوتی ہے جن کی شہ رگ کٹ چکی

ہو۔

اے ابن ہند! تم نے شام طلب کیا ہے۔ تمہارے سوالات ہی ذلیل رائے کے لیے کافی ہیں۔ اور اگر وہ تمہیں دے بھی دیں تو تمہاری عزت نہیں بڑھتی اور اس مانگی ہوئی شئے سے کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ پس تم اس رائے سے عود کو نہ توڑ سکے سوائے اس کے کہ عود کا جواب ''لا'' (نہیں) سے ملا ہے۔

یہ سن کر معاویہ نے کہا: میں سمجھ گیا ہوں کہ تم نے کیا ارادہ کیا ہے۔ عمرو نے جواب دیا کہ میں نے اس سے کیا ارادہ کیا ہے؟ معاویہ نے کہا: یہی کہ رائے میرے خلاف ہے اور تمہارے دل میں علیؑ کی عظمت ہے۔ اس لیے کہ جس دن تم نے ان کا مقابلہ کیا تھا، انہوں نے تمہیں ذلیل کیا تھا۔ عمرو نے جواب دیا، تمہاری مخالفت تو ضرور ہوئی۔ رہا میرا ذلیل ہونا، تو جو شخص علیؑ کے مقابلہ میں آئے وہ ذلیل نہیں ہوتا۔ اگر تم ان کا مقابلہ کرنا چاہتے ہو تو کر کے دیکھ لو۔ یہ سُن کر معاویہ خوش ہو گیا۔ اور ان کی یہ گفتگو شام میں مشہور ہو گئی۔

سَبّ وشتم کا جواب سکینہ و وقار سے

ابان نے سلیم سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی مرتضٰی علیہ السلام اہل شام کے ایک گروہ کی طرف سے گزرے، جن میں ولید بن عقبہ بن ابی معیط بھی تھا۔ اور وہ آپ پر سَبّ کر رہے تھے۔ پس جب آپؑ کو اس کی اطلاع دی گئی، آپ ان اصحاب کے پاس کھڑے ہو گئے۔ جو اس کے قریب تھے۔ اور فرمایا: اٹھو ان کی طرف مگر تم پر سکینہ و وقار اور صالحین کی عادت اور اسلام کا احترام لازم ہے۔ اگر وہ خدا سے جہالت اور اس پر جرأت اور غرور کا ہم سے اقرار کر رہے ہیں تو اس قوم کے لیے جن کا رئیس معاویہ اور ابن نابغہ اور ابو الاعور اسلمی اور ابن ابی معیط ہے جو شراب پیتا ہے اسلام میں اس پر حد جاری کی گئی ہے۔ اور مدینہ سے جلا وطن مروان۔ اگر

یہ لوگ کھڑے ہوکر گالیاں دیتے ہیں تو آج سے پہلے بھی وہ مجھ سے جنگ کرتے اور گالیاں دیتے رہے ہیں۔ میں اس وقت انہیں اسلام کی طرف بلا رہا تھا۔ اور وہ مجھے بت پرستی کی دعوت دے رہے تھے۔ پس خدا کی حمد ہے کہ فاسقین مجھے اس چیز کی دعوت دے رہے ہیں بیشک جنگ زبردست چیز ہے۔ فاسقین اور منافقین ہمارے نزدیک ناقابل اعتماد ہیں۔ اور اسلام کے لیے خطرہ ہیں۔ انہوں نے اس امت کے ایک حصے کو دھوکا دیا اور ان کے دلوں میں فتنہ وفساد گھول کر پلا دیا ہے اور ان کی خواہشات باطل کی طرف موڑ دی ہیں۔ اب ہم سے جنگ کی ٹھانی ہے اور خدا کا نور بجھانے کی کوشش میں ہیں۔ حالانکہ خدا اپنا نور پورا کرکے رہے گا۔ کافروں کو جتنا بھی بُرا معلوم ہو۔ پھر ان کو جنگ پر آمادہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ یقیناً یہ لوگ اپنے موقف سے نہیں ہٹیں گے سوائے ایسے پا لینے والے نیزوں کے، جن سے دل اڑ جائیں اور ایسی ضربت کے، جو سر کو کھول دے اور اس سے ناکیں اور ہڈیاں چُور چُور ہو جائیں، کلائیاں کٹ کے گر جائیں۔ اور پیشانیاں لوہے کے ستون سے ٹکرا جائیں اور ان کے کاسہ سر ان کے سینوں، ٹھوڑیوں اور گردنوں پر کھول کے ڈال دیں۔ کہاں ہیں دین کے متوالے جو آخرت کے اجر کے طالب ہیں۔ پس قریباً چار ہزار کا ایک گروہ دوڑتا ہوا آپ کے پاس آ پہنچا۔ آپ نے محمد بن حنفیہ کو بلایا اور فرمایا کہ بیٹا! اس نشان کی طرف آہستہ آہستہ سیدھے چلے جاؤ یہاں تک کہ نیزے ان کے سینوں تک پہنچنے لگیں تو ٹھہر جاؤ تا اینکہ میرا حکم پہنچے۔ اور حضرت علی مرتضٰی علیہ السلام نے اسی قدر سوار اور مہیا کر لیے۔ جب محمد ان کے قریب پہنچ گئے اور نیزے ان کے سینوں پر پہنچنے لگے۔ تو آپ نے جو لشکر تیار کیا تھا انہیں حکم دیا کہ وہ مل کر حملہ کر دیں۔ پس انہوں نے سخت حملہ کر دیا اور محمد اور ان کے ساتھی دشمنوں کے مُنہ پر جا پڑے اور انہیں پیچھے ہٹا دیا اور قتل عام جاری کر دیا۔

رسولؐ کی دعائیں علیؑ کے حق میں اور بعض اصحاب کی برہمی

ابان نے سلیم سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں میں نے مقداد سے حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ عورتوں کے پردے کا حکم آنے سے قبل ہم آنحضرتؐ کے ہمراہ سفر کر رہے تھے۔ اور حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام بھی ان کی خدمت کر رہے تھے اور کوئی خادم نہ تھا اور آنحضرتؐ کے پاس صرف ایک لحاف تھا۔ اور عائشہ بھی ہمراہ تھیں۔ تو سرورِ کائناتؐ اس لحاف میں اس طرح سوتے تھے کہ ایک طرف عائشہ اور دوسری جانب علی مرتضیٰ علیہ السلام ہوتے تھے اور جب نمازِ شب کے لیے آنحضرتؐ اٹھتے تھے تو لحاف کا درمیانی حصہ ہاتھ سے نیچا کر کے فرش سے لگا دیتے تھے اور خود نماز پڑھتے تھے ایک رات علی مرتضیٰ علیہ السلام کو بخار آ گیا۔ جس سے وہ ساری رات جاگتے رہے۔ ان کی وجہ سے سرورِ کائناتؐ بھی بیدار رہے اور رات اس طرح گزری کہ کبھی نماز پڑھتے تھے اور کبھی علی مرتضیٰ علیہ السلام کی خبر گیری کرتے اور تسلی دیتے۔ اسی حالت میں صبح ہوگئی۔ جب صبح کو جماعت کی نماز پڑھی تو بارگاہِ خدا میں دعا کی۔ خداوندا! علیؑ کو صحت عنایت کر اور عافیت عطا فرما۔ اس لیے کہ انہوں نے اپنی تکلیف کی وجہ سے مجھے بھی جگایا ہے۔ پس عافیت ہوگئی گویا وہ قید سے رہا ہو گئے اور کوئی مرض نہیں رہا۔ پس حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے بھائی! مبارک ہو۔ سب اصحاب گرداگرد کھڑے سن رہے تھے۔ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے جواب دیا: اے خدا کے رسولؐ! خداوند عالم آپ کی خیر کی بشارت دے۔ اور مجھے آپ پر فدا کرے۔ فرمایا: میں نے خدا سے کوئی ایسا سوال نہیں کیا جو خدا نے عطا نہ کیا ہو۔ اور جب بھی اپنے لیے کچھ مانگا ہے تو ویسا ہی تمہارے لیے طلب کیا ہے۔ میں نے خدا سے دعا کی کہ وہ تمہیں میرا بھائی قرار دے۔ اس نے منظور کیا۔ میں نے اس سے سوال کیا کہ وہ تمہیں میرے بعد ہر مومن کا ولی قرار دے۔ اس نے منظور کیا۔ میں نے سوال کیا کہ جب اس نے مجھے نبوت و رسالت کا لباس پہنایا ہے تو تمہیں

وصایت وشجاعت کا لباس پہنا دے۔ اس نے منظور کیا۔ میں نے سوال کیا کہ وہ تمہیں میرا وصی، وارث اور میرے علم کا خزینہ دار مقرر کرے، اس نے منظور کیا۔ میں نے سوال کیا کہ وہ تمہیں مجھ سے ایسا قرار دے جیسے ہارونؑ موسیٰؑ سے تھے۔ سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ اور تم سے میری کمر مضبوط کر دے۔ اور تمہیں میرے امر میں میرا شریک کر دے۔ اس نے منظور کیا۔ پس میں راضی ہوگیا، اور میں نے سوال کیا کہ تمہارا عقد میری بیٹی فاطمہؑ سے ہو جائے اور تمہیں میری اولاد کا باپ قرار دے اس نے منظور کیا۔ اس وقت ایک ساتھی نے اپنے ایک ساتھی سے کہا تم نے دیکھا کہ کیا سوال کیا ہے۔ پس خدا کی قسم اگر اپنے رب سے یہ سوال کرتے کہ ان پر فرشتے اتار دے کہ ان کے دشمنوں سے مقابلہ کریں، یا ان کے لیے خزانہ کھول دے۔ جو ان کے اور ان کے اصحاب کے کام آئے۔ کیونکہ اس کی ضرورت بھی ہے تو بہتر ہوتا اس سوال سے جو کیا ہے۔ دوسرا بولا: سوا تین سیر کھجور ان کے سوال سے بہتر تھی۔

معاذ بن جبل کی پشیمانی عالم احتضار میں

ابان نے کہا میں نے سلیم بن قیس سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن غنم ازدی ثمالی سے سنا ہے جو معاذ بن جبل کے خُسر تھے۔ اور ان کی دختر معاذ بن جبل کے گھر تھی اور وہ شام کے سب سے بڑے فقیہ اور مجتہد تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ معاذ ابن جبل کا طاعون میں انتقال ہوا۔ میں وفات کے دن پہنچ گیا۔ سب لوگ طاعون میں مبتلا تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب معاذ کا آخری وقت آیا اور گھر میں کوئی نہ تھا اور یہ عمر بن خطاب کی خلافت کے زمانے کا ذکر ہے، تو وہ کہہ رہے تھے مجھ پر وائے ہو، مجھ پر وائے ہو۔ میں نے دل میں سوچا کہ طاعون کے مریض ہیں، ہذیان بکتے ہیں اور عجب عجب باتیں کرتے ہیں۔ میں نے کہا: کیا تم ہذیان بک رہے ہو؟ خدا تم پر رحم کرے۔ کہا نہیں۔ میں نے کہا: پھر وائے کیوں کہتے ہو۔

کہا اس لیے کہ میں نے خدا کے دشمن سے محبت رکھی ولیِ خدا کے مقابلے میں۔ میں نے پوچھا: وہ کون ہیں؟ معاذ نے جواب دیا: میں نے عتیق اور عمر سے محبت رکھی رسول خدا ﷺ کے خلیفہ اور وصی علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے مقابلہ میں۔ میں نے کہا کہ تم ہذیان بک رہے ہو۔ معاذ نے جواب دیا: اے ابن غنم خدا کی قسم میں ہذیان نہیں بک رہا۔ یہ خدا کا رسولؐ اور علیؑ دونوں کہہ رہے ہیں کہ اے معاذ! تمہیں دوزخ کی بشارت ہو۔ تمہیں بھی اور تمہارے ساتھیوں کو بھی۔ جنہوں نے یہ کہا تھا کہ اگر رسول خدا ﷺ وفات پا گئے یا قتل کر دیئے گئے تو ہم علی علیہ السلام سے خلافت کو پھیر دیں گے۔ پھر وہ خلافت تک نہ پہنچ سکیں گے۔ وہ تم تھے اور عتیق اور عمر اور ابو عبیدہ اور سالم۔ میں نے پوچھا کہ اے معاذ! یہ کب ہوا تھا۔ معاذ نے کہا کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ہم نے کہا تھا کہ ہم علیؑ پر غلبہ حاصل کریں گے۔ جب آنحضرتؐ کا انتقال ہو گیا۔ تو میں نے اپنی قوم سے کہا کہ انصار کے لیے تو میں کافی ہوں۔ تم قریش کو سنبھالو۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اپنے باہمی معاہدے کی طرف بشیر بن سعد اور اسید بن حضیر کو دعوت دی۔ ان دونوں نے بھی اس بات پر میری اطاعت کر لی۔ میں نے کہا: اے معاذ! تم یقیناً ہذیان بک رہے ہو۔ انہوں نے کہا کہ آپ میری پیشانی زمین پر رکھ دیں۔ وہ برابر ویل وثبور کہتے رہے یہاں تک کہ روح نکل گئی۔ ابن غنم نے مجھ سے کہا ہے کہ میں نے یہ واقعہ تم سے پہلے قطعاً کسی کو نہیں سنایا، خدا کی قسم، سوائے دو آدمیوں کے۔ کیونکہ میں نے جو کچھ معاذ سے سنا ہے، ڈر گیا۔ پس میں حج کو گیا اور ان لوگوں سے ملا جو ابو عبیدہ اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ کے مرنے پر موجود تھے۔ میں نے پوچھا: کیا سالم یمامہ کے دن قتل نہیں ہوئے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ مگر جب ہم نے انہیں اٹھایا تھا تو روح باقی تھی۔ ان دونوں نے مجھ سے اسی قسم کا واقعہ بیان کیا ہے۔ نہ کم اور نہ زیادہ۔ ان دونوں نے بھی وہی کیا جو معاذ نے کیا تھا۔

ابوبکر کی پشیمانی حالتِ احتضار میں

ابان کہتے ہیں، سلیم نے بیان کیا کہ میں نے ابن غنم کا واقعہ محمد بن ابی بکر سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کیا مجھ سے پوشیدہ ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ میرے باپ نے بھی مرنے کے وقت ایسا ہی کہا تھا اور عائشہ نے کہا تھا کہ میرا باپ ہذیان بک رہا ہے۔ محمد کہتے ہیں میں نے عبداللہ ابن عمر سے ملاقات کی۔ اور میرے باپ نے موت کے وقت جو کچھ کہا تھا وہ انہیں سنایا۔ انہوں نے جواب دیا کہ کیا مجھ سے پوشیدہ ہے۔ میرے باپ نے بھی تمہارے باپ کی طرح کہا تھا۔ نہ کم اور نہ زیادہ۔ پھر عبداللہ ابن عمر نے اس کا تدارک کیا اور ڈرا کہ میں تم کو مطلع نہ کر دوں۔ اور اس طرح یہ خبر علی مرتضٰی علیہ السلام کو کوفہ پہنچ جائے۔ کیونکہ اسے میرے محبت اور ان کی دیانت داری معلوم ہے۔ انہوں نے کہا بے شک میرا باپ ہذیان بک رہا تھا۔ پس میں امیر المؤمنین علیہ السلام کے پاس آیا اور میں نے جو کچھ اپنے باپ سے سنا تھا انہیں بتایا۔ اور وہ بھی بتایا جو عبداللہ سے سنا تھا۔ پس امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اس کے باپ اور تیرے باپ اور ابوعبیدہ، اور سالم اور معاذ کے بارے میں اس نے بتلایا ہے جو تم سے اور ابن عمر سے زیادہ سچا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ وہ کون ہے اے امیر المؤمنینؑ! فرمایا کہ بس ایک راوی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بس میں سمجھ گیا کہ ان کی مراد کیا ہے۔ میں نے کہا: آپ نے سچ فرمایا: اے امیر المؤمنین! میں نے یہ خیال کیا تھا کہ آپ کو کسی انسان نے بتلایا ہوگا۔ حالانکہ میرے باپ کے پاس میرے سوا اور کوئی موجود نہ تھا جب وہ یہ کہہ رہے تھے۔

سلیم نے کہا: میں نے عبدالرحمٰن ابن غنم سے کہا کہ معاذ طاعون میں مرے۔ ابوعبیدہ ابن جراح کس مرض سے مرے۔ کہا پھوڑے کے مرض سے۔ پس میں نے محمد ابن ابی بکر سے ملاقات کر کے پوچھا: کیا تمہارے باپ کی موت کے وقت تمہارے بھائی عبدالرحمٰن کے سوا عائشہ اور عمر بھی موجود تھے۔ اور کیا انہوں نے بھی یہ بات سنی ہے۔ جو تم

نے سنی ہے۔ انہوں نے کہا کہ کچھ سنی ہے۔ پس وہ رونے لگے اور کہنے لگے کہ ہذیان بک رہے ہیں۔ جتنا میں نے سنا ہے اتنا انہوں نے نہیں سنا۔ میں نے پوچھا: اچھا جس قدر انہوں نے سنا تھا وہ کیا تھا۔ کہا: وہ ویل وثبور کہہ رہے تھے۔ پس ان سے عمر نے کہا تھا: اے رسول خداﷺ کے خلیفہ! آپ ویل وثبور کیوں کہتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ محمدؐ و علیؑ موجود ہیں۔ اور مجھے دوزخ کی خبر دے رہے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں وہ معاہدہ کی تحریر ہے جو ہم نے کعبہ میں کیا تھا اور کہہ رہے تھے کہ تم نے اس عہد کو پورا کر دکھلایا۔ پس تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے خدا کے ولی کا مقابلہ کیا۔ لہٰذا تمہیں دوزخ کی بشارت ہو اسفل سافلین میں۔ جب عمر نے یہ سنا تو یہ کہتے ہوئے باہر چلے گئے کہ ہذیان بک رہے ہیں۔ ابوبکر نے کہا: نہیں خدا کی قسم ہذیان نہیں بک رہا ہوں۔ عمر نے کہا کہ آپ تو دو (۲) کے دوسرے ہیں غار میں۔ ابوبکر نے کہا کیا؟ اب بھی میں نے محمدؐ کہہ کر بیان دیا ہے۔ رسول اللہؐ نہیں کہا جب میں ان کے ساتھ غار میں تھا تو انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ میں جعفر اور ان کے ساتھیوں کی کشتی دیکھ رہا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے بھی دکھا دیں۔ انہوں نے میرے منہ پر ہاتھ پھیرا تو میں نے دیکھ لیا۔ پس مجھے یقین ہو گیا کہ وہ جادوگر ہیں۔ لیکن میں نے یہ خیال دل میں رکھا۔ پھر مدینہ میں تم سے ذکر کیا۔ پس میری اور تمہاری رائے ایک ہو گئی کہ وہ جادوگر ہیں۔ عمر نے کہا کہ تمہارا باپ ہذیان بک رہا ہے۔ پس جو کچھ سُن رہے ہو، اسے چھپاؤ۔ اس گھر والے تم پر عیب نہ لگائیں۔ پس وہ بھی اور میرا بھائی بھی نماز کا وضو کرنے کے لیے باہر چلے گئے۔ پھر انہوں نے دو باتیں سنائیں جو ان لوگوں نے نہیں سنیں جب میں اکیلا رہ گیا تو میں نے ان سے کہا: بابا! کہو لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ انہوں نے جواب دیا کہ میں کبھی نہ کہوں گا۔ اور نہ کہنے پر قادر ہوں جب تک اس تابوت میں داخل نہ ہو جاؤں۔ جب انہوں نے تابوت کا ذکر کیا تو میں نے خیال کیا کہ وہ ہذیان بک رہے ہیں۔ اس لیے میں نے پوچھا: کیسا تابوت؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ آگ کا تابوت ہے جس پر آگ کا قفل لگا ہے۔ اس میں بارہ

آدمی ہیں۔ ایک میں دوسرا میرا یہ ساتھی۔ میں نے کہا: کیا عمر! کہا: ہاں۔ اور دس اور جہنم کے گہرے کنوئیں میں ہیں۔ اس پر ایک پتھر رکھا ہے۔ جب خدا دوزخ کو مشتعل کرنا چاہتا ہے تو اس پتھر کو ہٹا دیتا ہے۔ میں نے کہا کیا آپ ہذیان بک رہے ہیں؟ کہنے لگے نہیں۔ خدا کی قسم میں ہذیان نہیں بک رہا۔ خدا کی لعنت ہو ابن ضحاک پر۔ اسی نے ذکر کے آنے کے بعد مجھے اس سے روکا۔ پس وہ بدترین ساتھی ہے خدا اس پر لعنت کرے۔ میری پیشانی زمین سے ملا دو۔ میں نے پیشانی زمین سے ملا دی۔ پس وہ برابر ویل وثبور کہہ رہے تھے۔ یہاں تک کہ میں نے انہیں آغوش میں لے لیا۔ پھر اس وقت عمر آ گئے جب وہ میری آغوش میں تھے۔ عمر نے کہا کہ کیا انہوں نے میرے بعد کچھ کہا تھا؟ میں نے انہیں بتلایا۔ انہوں نے کہا: خدا رحم کرے رسول خداؐ کے خلیفہ پر۔ اسے چھپاؤ۔ کیونکہ یہ ہذیان ہے۔ اور تمہارا گھر مشہور ہے۔ تمہاری بیماری میں ہذیان ہوا کرتا ہے۔ عائشہ نے کہا کہ تم نے سچ کہا ہے۔ اور سب نے کہا کہ تمہاری کوئی بات کوئی اور نہ سنے۔ ورنہ علی ابن ابی طالبؑ اور ان کے اہل بیتؑ عیب لگائیں گے۔

خواب میں رسولؐ اسلام کا اخبار بالغیب

سلیم کہتے ہیں میں نے محمد بن ابی بکر سے دریافت کیا کہ تمہارے خیال میں ان پانچوں کی موت کا حال حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو کس نے بتلایا ہے۔ انہوں نے کہا: رسول خداؐ نے۔ وہ انہیں ہر رات خواب میں دیکھتے ہیں۔ اور ان کا ارشاد خواب میں ایسا ہی ہے جیسا بیداری میں ہو۔ کیونکہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے میری ہی زیارت کی اس لیے کہ شیطان میری صورت میں نہ جاگنے میں آ سکتا ہے نہ سوتے میں۔ اور نہ کبھی میرے اوصیاء کی صورت میں آ سکتا ہے قیامت تک۔

میں نے محمد بن ابی بکر سے پوچھا: یہ روایت تم سے کس نے بیان کی ہے۔

انھوں نے جواب دیا: حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے۔ میں نے کہا: میں نے بھی ایسا ہی سنا ہے جیسا تم نے سنا ہے پھر میں نے ان سے کہا: شاید کسی فرشتہ نے ان سے بیان کیا ہو۔ انھوں نے جواب دیا: یہ بھی ہوسکتا ہے۔ میں نے ان سے پوچھا: کیا انبیاء کے سوا بھی ملائکہ کسی سے باتیں کرتے ہیں۔ انھوں نے جواب دیا کیا تم نے تفسیر قرآن میں نہیں پڑھا:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ (ولا محدّث) ﴾ اور ہم نے نہیں بھیجا تم سے پہلے کوئی رسول اور نبی اور محدث (جس سے ملائکہ کلام نہ کریں)

میں نے پوچھا: کیا امیر المومنینؑ محدث ہیں۔ جواب دیا کہ ہاں حضرت فاطمہ زہراءؑ بھی محدثہ تھیں، حالانکہ وہ نبی نہ تھیں۔ اور سارہ زوجۂ ابراہیم علیہ السلام نے ملائکہ کو دیکھا تھا۔ اور انھوں نے انہیں اسحاق کی بشارت دی تھی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی خوشخبری سنائی تھی، حالانکہ وہ نبی نہ تھیں۔

بارہ امام

سلیم نے کہا جب محمد ابن ابی بکر مصر میں شہید ہوگئے اور ہم تعزیت کے لیے امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو میں نے محمد بن ابی بکر کی خبریں جو انھوں نے دی تھیں، ان سے عرض کیں۔ اور وہ خبر بھی سنائی جو عبدالرحمٰن ابن غنم نے دی تھی۔ فرمایا: خدا محمد پر رحمت نازل کرے۔ یاد رکھو وہ شہید ہیں اور زندہ ہیں۔ انہیں رزق ملتا ہے۔ اے سلیم میری اولاد سے گیارہ وصی ہوں گے۔ وہ سب امام اور محدث ہوں گے۔ میں نے عرض کیا: اے امیر المومنینؑ! کون کون ہیں۔ فرمایا: پہلا میرا بیٹا حسنؑ پھر میرا بیٹا حسینؑ پھر اپنے پوتے امام زین العابدینؑ کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا میرا یہ پوتا علی ابن الحسینؑ پھر آٹھ ائمہ ان کی اولاد میں یکے بعد دیگرے۔ یہی وہ ہیں جن کی اس آیت میں خدا نے

قسم کھائی ہے: ﴿وَ وَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ﴾ باپ کی قسم اور اس کے بیٹے کی قسم "والد" حضرت رسالتمآبؐ اور میں ہوں اور "ولد" یہ گیارہ اوصیاء ہیں۔ میں نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! کیا دو (۲) امام جمع ہو سکتے ہیں۔ فرمایا: ہاں مگر دوسرا خاموش امام ہے جب تک پہلا وفات نہ پا جائے۔

اسلام میں تین فرقے

ابان نے سلیم سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں: میں نے ابوذر، سلمان اور مقداد سے سنا ہے، وہ کہتے تھے کہ ہم آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر تھے۔ ہمارے سوا اور کوئی نہ تھا۔ یکایک مہاجرین کا ایک گروہ حاضر ہوا جو سب بدری تھے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: عنقریب میری امت تہتّر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ ان میں ایک فرقہ حق پر ہوگا۔ ان کی مثال ایسی ہوگی، جیسے سونا جتنا آگ پر رکھو گے زیادہ چمکے گا۔ ان کا امام تین میں سے ایک ہوگا۔ دوسرا فرقہ اہل باطل کا۔ ان کی مثال لوہے کی ہے جب اسے آگ میں ڈالو گے خباثت اور بدبو زیادہ ہوگی۔ ان کا امام تین میں ایک ہے اور تیسرا فرقہ مُذَبْذَبُوْن کا، نہ اس طرف اور نہ اس طرف ان کا امام تین میں سے ایک ہوگا۔ میں نے ان سے ان تینوں کے اماموں کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ امام حق علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ اور امام مذبذبین سعد ہیں ہمیں شوق ہوا کہ تیسرے امام کا بھی حال معلوم ہو جائے لیکن انہوں نے نام بتانے سے روگردانی کی اور اس طرح ذکر کیا کہ ہم سمجھ گئے کہ کسے مراد لے رہے ہیں۔

غدیر خم میں اعلانِ ولایت

ابان ابن ابی عیاش نے سلیم سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے، کہ میں نے ابوسعید خدری سے سنا ہے، وہ کہتے تھے کہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے غدیر خم میں لوگوں کو بلا کر

حکم دیا کہ درخت کے نیچے سے کانٹے صاف کرواور خود کھڑے ہوگئے۔ اور یہ پنجشنبہ کا دن تھا۔ پھر لوگوں کو جمع کر کے اور علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا بازو پکڑ کے بلند فرمایا یہاں تک کہ سپیدی زیر بغل نمایاں ہوگئی۔ اور اعلان کیا کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علیؑ مولا ہے۔ خداوندا! اسے دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے، اور اسے دشمن رکھ جو علیؑ سے دشمنی رکھے۔ اس کی مدد کر جو علیؑ کی مدد کرے اور اسے چھوڑ دے جو علیؑ کو چھوڑ دے۔ ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ ابھی منبر سے نیچے نہیں آئے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لیے دین اسلام سے راضی ہوگیا۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دین کی تکمیل اور اتمام نعمت اور خدا کی رضا پر میری رسالت اور میرے بعد علیؑ کی ولایت ہے۔ حسان بن ثابت نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! مجھے اجازت دیجیے کہ علیؑ کی شان میں کچھ شعر کہوں۔ فرمایا کہو خدا کی برکت سے حسان نے کہا: اے بزرگانِ قریش! میری بات سنو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی سے اور یہ قصیدہ پڑھا:۔

حسان ابن ثابت کا قصیدہ

۱۔ کیا تم نہیں جانتے کہ خدا کے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت درخت، کے پاس کھڑے ہوکر ندا کر رہے تھے۔

۲۔ اور خدا کی طرف سے ان کے پاس جبرائیل یہ کہنے آیا تھا کہ آپ محفوظ رہیں گے۔ سستی نہ کریں۔

۳۔ اور انہیں وہ حکم پہنچا دو جو خدا نے تم پر نازل کیا تھا۔ اگر تم نے نہ کیا اور ڈر گئے۔

۴۔ تو تم نے اپنے خدا کی طرف سے رسالت ہی نہیں پہنچائی اگر تم دشمنوں سے ڈرتے ہو۔

۵۔ پس آپ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ہاتھ اونچے کرتے ہوئے بلند اعلان کرتے ہوئے۔

۶۔ ان سے فرمایا کہ تم میں سے جس جس کا میں مولا ہوں اور میرا حکم یاد ہے بھولا نہیں۔

۷۔ اس اس کا مولیٰ میرے بعد علیؑ ہے۔ ساری مخلوق کے سامنے تمہارے لیے اس کی سرداری پر راضی ہوں۔

۸۔ پس اے پالنے والے! تو اس سے محبت رکھ جو اس سے محبت رکھے اور جو اس کا دشمن ہو اس کا دشمن ہو جا۔

۹۔ اور اے پالنے والے! جو اس کی مدد کرے تو اس کی مدد کر جو امام ہدایت، ہے اور چاند کی طرح تاریکیاں دور کرتا ہے۔

رسول خدا کی دس خصوصیات علی مرتضیٰ میں

۱۰۔ اور اے پالنے والے! جو اسے چھوڑ دیں تو انہیں چھوڑ دے اور جب وہ روز حساب کھڑے ہوں تو انہیں سزا دے۔

ابان نے سلیم سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں میں نے حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ میرے پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے دس خصوصیات ہیں جن میں سے ایک کے مقابلہ سارا کرۂ ارض جس پر آفتاب طلوع وغروب کرتا ہے ہیچ ہے۔ سب نے کہا اے امیر المؤمنینؑ! بیان فرمائیں۔ فرمایا: مجھ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے اے علیؑ! تم ہی بھائی، تم ہی خلیل، تم ہی وصی، تم ہی وزیر اور تم ہی میرے بعد میرے اہل اور مال میں میرے خلیفہ ہو۔ تمہارا درجہ مجھ سے وہی ہے جو میرا درجہ اپنے رب سے ہے۔

تم ہی میرے بعد میری امت میں میرے قائم مقام ہو۔ جو تمہارا دوست ہے وہ میرا دوست ہے اور جو تمہارا دشمن ہے وہ میرا دشمن ہے۔ اور تم ہی امیر المؤمنین اور سید المسلمین ہو میرے بعد۔

پھر آپ نے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے اصحاب! خدا کی قسم میں نے کسی امر میں کوئی احترام نہیں کیا۔ سوا اس کے جو رسول خداﷺ نے مجھ سے عہد لیا تھا۔ پس جن کے دل میں ہم اہل بیتؑ کی محبت راسخ ہو انہیں مبارک ہو تا کہ کوہِ احد سے زیادہ مستحکم اور قائم ہو جائے۔ اور جس کے دل میں ہماری محبت نہیں اس کے دل میں ایمان اس طرح گھل جاتا ہے جیسے پانی میں نمک گھل جاتا ہے۔ خدا کی قسم رسول خداﷺ کو میرے ذکر سے زیادہ کوئی ذکر پسند نہ تھا اور نہ کسی نے دونوں قبلوں کی طرف اس طرح نماز پڑھی ہے جیسے میں نے پڑھی۔ میں نے بچپن میں نماز پڑھی جب شباب تک بھی نہیں پہنچا تھا۔ اور یہ فاطمہؑ رسول اللہ کا جزو اور میری زوجہ ہے جو اپنے زمانہ میں مریمؑ بنت عمران کے مانند ہے۔ اور حسنؑ اور حسینؑ اس امت کے سبط ہیں۔ یہ دونوں رسولؐ سے ایسے ہیں جیسے پیشانی میں آنکھیں۔ اور میں رسولؐ کا ہاتھ ہوں۔ رہا فاطمہؑ تو وہ ان سے ایسی ہیں جیسے جسم میں دل۔ ہم سفینۂ نوحؑ کے مانند ہیں جو اس پر سوار ہو جائے وہ نجات پائے گا۔ اور جو اسے چھوڑ جائے گا وہ غرق ہو جائے گا۔

شیعیانِ علیؑ کے چمکتے ہوئے چہرے

ابان نے سلیم سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب آنحضرتؐ کے انتقال کے دن میں نے آپ کو اپنے سینہ سے اس طرح لگایا کہ ان کا سر میرے کانوں کے قریب تھا اور دو عورتیں کوشش کر رہی تھیں کہ وہ ان کا کلام سن لیں اور وہ یہ فرما رہے تھے: خداوندا! ان کے کانوں کو بلند کر دے۔ پھر فرمانے لگے اے علیؑ! کیا تم نے خداوند عالم کے اس ارشاد پر غور کیا ہے:

﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰاتِ اُولٰٓئِکَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ﴾

جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کرتے رہے یہی بہترین مخلوق ہیں۔

کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون لوگ ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ خدا اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا کہ وہ تمہارے شیعہ اور مددگار ہیں اور میرے اور ان کے وعدہ کی جگہ قیامت کے دن حوض کوثر ہے۔ جب جب ہر طرف سے امتیں جمع ہوں گی اور خدا کی بارگاہ میں مخلوق کو پیش ہونے کا حکم ہوگا۔ اور لوگوں کو اس طرف بلائے گا۔ جس طرف انہیں بلانا ضروری ہوگا۔ اس وقت وہ تمہیں اور تمہارے شیعوں کو جب بلائے گا تو تم سب اس طرح آؤ گے کہ چہرے چمکتے ہوئے، قدم روشن اور سیر و سیراب ہوں گے اے علیؑ!

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ وَ الْمُشْرِکِیْنَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا اُولٰٓئِکَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ﴾

(جو اہل کتاب اور مشرک ہوں گے وہ ہمیشہ دوزخ کی آگ میں جلیں گے۔ اور یہی بدترین مخلوق ہیں)۔

یہ لوگ یہود اور بنو امیہ اور ان کے طرف دار ہیں۔ یہ قیامت کے دن بھوکے پیاسے اس طرح محشور ہوں گے کہ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

شانِ امامت معاویہ کے دربار میں

ابان نے سلیم سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ ابن جعفر ابن ابی طالبؑ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں اور امام حسنؑ اور امام حسینؑ معاویہ کے پاس تھے اور اس کے پاس عبداللہ ابن عباس بھی تھے۔ معاویہ نے میری طرف رُخ کر کے کہا اے عبداللہ! تم کس قدر حسنؑ و حسینؑ کی تعظیم کرتے ہو۔ حالانکہ وہ تم سے بہتر نہیں ہیں۔ اور نہ

ان کا باپ تمہارے باپ سے بہتر تھا۔ اور اگر فاطمہؑ بنت رسولؐ نہ ہوتیں تو میں کہتا کہ تمہاری ماں اسماء بنت عمیس ان سے کم نہ تھیں۔ میں نے جواب دیا کہ تمہیں ان کا اور ان کے ماں باپ کا علم کم ہے۔ خدا کی قسم وہ دونوں مجھ سے، ان کا باپ میرے باپ سے، ان کی ماں میری سے بہتر ہیں۔ اے معاویہ! تم اس چیز سے غافل ہو۔ جو میں نے خود آنحضرتؐ سے سنی ہے۔ جو وہ خود ان کے، اور ان کے ماں باپ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے۔ میں نے اسے یاد کرلیا ہے اور محفوظ رکھا ہے۔ اور بیان کرتا رہا ہوں۔ معاویہ نے کہا اے ابن جعفر! بیان تو کرو۔ اس لیے کہ تم نہ جھوٹے ہو اور نہ تم پر کوئی تہمت ہے۔ میں نے کہا اے معاویہ! ان کی شان تمہاری سمجھ سے بہت بلند ہے۔ معاویہ نے کہا: چاہے وہ کوہِ احد اور حراء سے بھی بزرگ کیوں نہ ہو۔ میں پرواہ نہیں کرتا۔ جبکہ خداوند عالم نے تمہارے صاحب کو قتل کر دیا اور تمہاری جماعت کو پراگندہ کر دیا ہے۔ اور امر اس کے اہل کے پاس آ گیا ہے۔ تم بیان کرو، ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ اور جو کچھ تم جانتے ہو، اس سے ہمیں نقصان نہیں پہنچتا۔ میں نے جواب دیا کہ میں نے آنحضرتؐ سے سنا ہے اس وقت جب ان سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا:

﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ﴾

اور ہم نے تمہیں جو خواب دکھایا ہے وہ صرف لوگوں کے لیے فتنہ ہے اور قرآن میں ملعون درخت ہے۔

تو آپؐ نے فرمایا کہ میں نے گمراہی کے بارہ امام دیکھے ہیں۔ جو میرے بعد منبر پر چڑھ رہے ہیں۔ اور اتر رہے ہیں۔ اور میری امت کو پچھلے پیر پھیر رہے ہیں۔ ان میں دو شخص قریش کے مختلف قبیلوں سے ہیں اور تین بنی امیہ سے ہیں اور سات حکم بن عاص کی اولاد سے ہیں۔ اور میں نے انہیںؐ یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب ابوالعاص کی اولاد پندرہ تک پہنچ جائے گی۔ تو وہ قرآن کو ذریعۂ آمدنی اور خدا کے بندوں کو حشم وخدم اور خدا کے

مال کو اپنی ملکیت بنالیں گے۔ اے معاویہ میں نے رسول خداﷺ سے سنا ہے کہ وہ منبر پر فرما رہے تھے۔ اور میں سامنے بیٹھا تھا اور عمر ابن ابی سلمہ اور اسامہ ابن زید اور سعد ابن ابی وقاص اور سلمان فارسی اور ابوذر اور مقداد اور زبیر بن عوام بھی موجود تھے۔ اور وہ فرما رہے تھے کیا میں مؤمنین کے نفسوں سے بہتر نہیں ہوں؟ ہم سب نے کہا: بے شک اے خدا کے رسولؐ! فرمایا: کیا میری بیویاں تمہاری مائیں نہیں ہیں؟ ہم نے عرض کیا: بے شک اے خدا کے رسولؐ! فرمایا کہ اچھا تو جس جس کا میں مولا ہوں۔ اس اس کا علیؑ بھی مولا ہے۔ اس کے نفس پر حاکم ہے۔ اور اپنا ہاتھ علیؑ کے کاندھے پر رکھ کر دُعا کی۔ خداوندا! اسے دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے اور اسے دشمن رکھ جو علیؑ کو دشمن رکھے۔ ایہا الناس! میں مؤمنین کے نفسوں کا حاکم ہوں۔ میرے امر میں ان کا کوئی دخل نہیں ہے۔ پھر میرے بعد علی مرتضیٰؑ مؤمنوں کے نفسوں کا حاکم ہے۔ کسی کا اس امر میں دخل نہیں ہے۔ دوبارہ فرمایا: ایہا الناس! جب میں شہید ہو جاؤں تو علیؑ تمہارے نفسوں کا حاکم ہے۔ جب علیؑ شہید ہو جائے تو حسنؑ تمام نفسوں کا حاکم ہے۔ اور جب حسنؑ شہید ہو جائے تو حسینؑ تمہارے نفسوں کا حاکم ہے اور جب حسینؑ شہید ہو جائے تو علی ابن الحسینؑ تمہارے نفسوں کا حاکم ہے۔ اس امر میں کسی اور کا دخل نہیں ہے۔ پھر علی مرتضیٰؑ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے علی! تمہاری ان سے ملاقات ہوگی۔ اور جب ملاقات ہو تو انہیں میرا سلام کہنا۔ اور جب وہ شہید ہو جائیں تو میرا بیٹا محمد بن علیؑ مؤمنوں کے نفسوں کا حاکم ہوگا۔ اور اے حسین! تمہاری ان سے ملاقات ہوگی۔ اور جب ملاقات ہو تو انہیں میرا سلام کہنا۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے ہوں گے۔ اور وہ سب مؤمنوں کے نفسوں کے حاکم ہوں گے۔ ان کے ساتھ کسی امر میں کسی کا کوئی دخل نہ ہوگا۔ یہ سب ہادی و مہدی ہوں گے۔ یہ سُن کر علی مرتضیٰ علیہ السلام کھڑے ہو گئے۔ اور رو رو کر عرض کرنے لگے: میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہؐ! کیا آپ قتل کر دیئے جائیں گے۔ فرمایا: ہاں میں زہر سے شہید ہوں گا۔ اور تم تلوار سے شہید ہو گے۔ تمہاری داڑھی کا سر کے خون سے خضاب ہوگا۔ اور

میرا بیٹا حسنؑ زہر سے شہید ہوگا اور میرا بیٹا حسینؑ تلوار سے شہید ہوگا۔ اسے طاغی ابن طاغی ولد الزنا فرزند ولد الزنا شہید کرے گا۔

معاویہ نے کہا: اے عبد اللہ ابن جعفر تم نے بہت بڑی بات کہی ہے۔ اگر تمہاری بات سچی ہے پھر تو رسولؐ کی ساری امت ہلاک ہوگئی۔ خواہ مہاجر ہوں یا انصار، سوائے تم لوگوں کے اور تمہارے دوستوں اور مددگاروں کے۔ میں نے جواب دیا کہ میں نے جو کچھ کہا۔ سچ کہا۔ میں نے رسول خداﷺ سے سنا ہے۔ معاویہ نے کہا: اے حسنؑ! اے حسینؑ! اے عبداللہ ابن عباس! جعفر کا بیٹا کیا کہہ رہا ہے؟ عبداللہ ابن عباس نے کہا کہ اگر تمہیں عبداللہ ابن جعفر کی بات پر یقین نہیں ہے۔ تو انہیں بلا لو جن کا انہوں نے نام لیا ہے۔ اور ان سے پوچھ لو۔ معاویہ نے عمرو بن ابی سلمہ اور اُسامہ بن زید کو بلا کر ان سے دریافت کیا۔ ان دونوں نے جواب دیا کہ عبداللہ ابن جعفر نے جو کچھ بیان کیا ہے۔ آنحضرتؐ سے ہم نے بھی یہی سُنا ہے۔ معاویہ نے تمسخر کے طور پر کہا کہ اچھا۔ امام حسنؑ و امام حسینؑ کے باپ کے بارے میں تو سُن لیا مگر ان کی ماں کے بارے میں نہیں سُنا۔ میں نے جواب دیا کہ میں نے رسول خداﷺ سے سنا ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ جنت عدن میں کوئی گھر میرے گھر سے زیادہ بلند و بزرگ اور عرش خدا سے قریب نہیں ہے۔ اور میرے ساتھ میرے تیرہ اہل بیتؑ ہوں گے میرا بھائی علیؑ، میری بیٹی فاطمہؑ، میرے دونوں فرزند حسنؑ و حسینؑ اور نو (۹) امام حسینؑ کی اولاد سے جن سے خدا نے ہر رجس کو دور رکھا ہے۔ اور طہارت کی اعلیٰ منزل پر پہنچایا ہے۔ جو ہادی و مہدی ہیں۔ میں دین خدا سے لے کر پہنچانے والا ہوں۔ اور وہ مجھ سے لے کر پہنچانے والے ہیں۔ وہ مخلوق خدا پر اس کی حجتیں اور زمین پر اس کی دلیلیں اور اس کے علم کے خزانے اور کانیں ہیں۔ جس نے ان کی پیروی کی اس نے خدا کی تابعداری کی۔ اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔ زمین ان کے بغیر ایک چشم زدن کے لیے قائم نہیں رہ سکتی۔ اور نہ ان کے سوا کسی کے لائق ہے۔ وہی امت کو دین کی خبریں سنانے والے، حلال و حرام کا فرق

بتانے والے، رضائے خدا کی راہ دکھانے والے، اس کی ناراضگی سے منع کرنے والے ہیں۔ سب کا حکم ایک ہی ہے۔ نہ ان میں جدائی ہے نہ فرق نہ نزاع۔ ان کا آخر اول سے لیتا ہے۔ میرا لکھایا ہوا اور علیؑ کا لکھا ہوا ان کے پاس ہوتا ہے۔ وہ قیامت تک ایک دوسرے کے وارث ہوتے رہیں گے۔ تمام بنی آدم غفلت، گمراہی اور حیرت میں ہیں۔ سوائے ان کے اور ان کے شیعوں اور دوستوں کے۔ وہ امت میں کسی کے محتاج نہیں ساری امت ان کی محتاج ہوگی۔ یہی وہ ہستیاں ہیں جنہیں خدا نے اس آیت میں مراد لیا اور ذکر کیا ہے۔

﴿اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾

تابعداری کرو اللہ کی اور تابعداری کرو رسولؐ کی اور ان کی جو تم میں سے خدا کے امر والے ہیں۔

اور ان کی تابعداری اپنے رسولؐ کے ساتھ ساتھ واجب کی ہے۔

یہ سن کر معاویہ امام حسنؑ و امام حسینؑ اور عبداللہ ابن عباس، فضل ابن عباس، عمرو ابن ابی سلمہ اور اسامہ بن زید کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: کیا تم سب بھی یہی کہتے ہو جو عبداللہ ابن جعفر نے بیان کیا۔ سب نے جواب دیا کہ ہم بھی یہی کہتے ہیں۔ معاویہ نے کہا: اے اولادِ عبدالمطلبؑ! تم ایسے اہم امر کا دعویٰ کرتے ہو اور لوگ اس سے غافل ہیں! اگر تمہارا کہنا درست ہے تو پھر ساری امت ہلاک ہوگئی۔ اور مرتد ہو کر دین سے خارج ہوگئی۔ اور تم اہل بیتؑ کے سوا سب نے اپنے رسول کا اقرار چھوڑ دیا۔ اس لیے کہ تمہاری بات ماننے والے بہت کم ہیں۔ میں نے جواب دیا: اے معاویہ! خداوند عالم قرآن حکیم میں فرماتا ہے:

﴿وَ قَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّكُوْرُ﴾

میرے شکر گزار بندے کم ہیں۔

﴿وَمَا اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِیْنَ﴾

اگر چہ تمہیں حرص ہے مگر اکثر لوگ مؤمن نہیں ہیں۔

﴿اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ قَلِیۡلٌ مَّا هُمۡ﴾

مگر جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے۔ مگر وہ بہت ہی کم ہیں۔

﴿وَمَا اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِیۡلٌ﴾

نوحؑ کے ساتھ تھوڑے لوگ ہی ایمان لائے

اے معاویہ! ایمان والے کم ہی ہوتے ہیں۔

بنی اسرائیل کی مثال

اور اے معاویہ! بنی اسرائیل کا معاملہ اس سے بھی زیادہ تعجب انگیز ہے۔ جب جادوگروں نے فرعون سے کہا:

﴿فَاقۡضِ مَاۤ اَنۡتَ قَاضٍ اِنَّمَا تَقۡضِیۡ هٰذِهِ الۡحَیٰوةَ الدُّنۡیَا اِنَّاۤ اٰمَنَّا لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ﴾

تم جو چاہے فیصلہ کرو ہم تو اس دنیا کی زندگی کا فیصلہ یہ کر رہے ہیں کہ ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے۔

پس وہ سب موسیٰؑ پر ایمان لے آئے۔ انہوں نے موسیٰؑ کی تصدیق بھی کی اور پیروی بھی۔ پس موسیٰؑ انہیں اور بنی اسرائیل کے پیروؤں کو سمندر پار لے گئے۔ اور انہیں حیرت انگیز معجزات دکھائے اور وہ ان کی توراۃ کی تصدیق اور ان کے دین کا اقرار کرتے رہے۔ جب ان کا اس قوم کی طرف سے گزر ہوا تو بت پرستی کرتی تھی۔ تو اسے دیکھ کر سب کہنے لگے:

﴿یٰمُوۡسَی اجۡعَلۡ لَّنَاۤ اِلٰـهًا کَمَا لَهُمۡ اٰلِهَةٌ﴾

اے موسیٰؑ ان کے خداؤں کی طرح ہمارا خدا بھی بنا دو۔

آخرانہوں نے گوسالہ بناڈالا۔ اورسب نے اس کی پرستش شروع کردی۔ سوائے ہارونؑ اوران کے اہل بیت کے۔ ان سے سامری نے کہا: یہ تمہارااور موسیٰؑ کا خدا ہے آخر موسیٰ نے ان سے کہا:

﴿ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾

زمین مقدس میں داخل ہو جاؤ خدا نے تمہارے لکھ دیا ہے۔

ان کا جواب وہ ہے جس کا خدا نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے:

﴿اِنَّ فِیْهَا قَوْمًا جَبَّارِیْنَ وَ اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰی یَخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ﴾

اس میں جابر قوم رہتی ہے ہم اس میں ہرگز داخل نہیں ہوں گے جب تک وہاں سے وہ نکل نہ جائیں اگر وہ وہاں سے نکل جائیں تو ہم داخل ہو جائیں گے۔

﴿قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَ اَخِیْ فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ﴾

موسیٰؑ نے عرض کیا: پالنے والے! میں تو صرف اپنے نفس اور اپنے بھائی کا مالک ومختار ہوں اب تو ہمارے اور فاسقوں کی قوم کے درمیان جدائی کر دے۔

اس امت کا حال بالکل ویسا ہی ہے جیسا ان کا حال تھا۔ ان کے فضائل بھی تھے اور رسول خداﷺ کے ساتھ سبقتیں بھی اور درجے بھی تھے۔ وہ رسولؐ کے دین اور قرآن کا اقرار بھی کرتے تھے۔ جب تک آنحضرتؐ ان میں تھے۔ مگر ان کی رحلت کے بعد اختلاف پر اتر آئے، فرقہ فرقہ ہو گئے، حسد کرنے لگے اور اپنے امام اور ولی کے خلاف ہو گئے۔ حد یہ ہے کہ جس بات کا عہد کیا تھا، اس پر کوئی باقی نہ رہا۔ اور ہمارا صاحبؑ نبیؐ سے اس طرح ہے جیسے ہارونؑ موسیٰؑ سے۔ اور تھوڑے آدمی ہی تھے جنہوں نے صحیح دین و ایمان

پر اپنے خدا سے ملاقات کی۔ باقی پچھلے پیر واپس ہو گئے۔ جیسے موسیٰؑ کی قوم نے گوسالہ بنا کر اور اس کی پرستش کر کے اس کو اپنا خدا سمجھ لیا تھا، اور اسی پر اجماع کر لیا تھا۔ سوائے ہارونؑ اور ان کی اولاد اور ان کے اہل بیت اور ان کے چند ساتھیوں کے۔

ہمارے نبی ﷺ نے اپنی امت کے لیے اسے مقرر کیا تھا جو سب سے بہتر و بالا تھا۔ اور غدیر خم میں اور دوسرے بہت سے مقامات پر انہیں ان پر حجت قرار دیا تھا۔ اور سب کو ان کی تابعداری کا حکم دیا تھا۔ اور انہیں بتلایا تھا کہ ان کی نسبت آپ سے ایسی ہی ہے جیسے ہارونؑ کی موسیٰؑ سے نسبت تھی۔ وہی ان کے بعد ہر مؤمن کے ولی ہیں۔ جس کے آنحضورؐ ولی ہیں اس کے علیؑ ولی ہیں۔ جس کے وہؐ سردار ہیں اس کے علیؑ سردار ہیں۔ وہی آپ کے خلیفہ اور وصی ہیں۔ جو ان کا تابعدار وہ خدا کا تابعدار، جو ان کا نافرمان وہ خدا کا نافرمان، جو ان کا دوست، خدا اس کا دوست، جو ان کا دشمن خدا اس کا دشمن ہے۔ پھر بھی وہ جاہل بن کر انکار کر گئے اور دوسرے کو حاکم بنا بیٹھے۔

اے معاویہ! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جنگ موتہ میں جب جعفر طیارؑ کو علمبردارِ لشکر بنا کر بھیجا تو فرمایا تھا کہ اگر یہ مارے جائیں تو زید بن حارثہؓ علمدار ہوں گے اور اگر وہ مارے جائیں تو عبداللہ ابن روّاحہ علمدار ہوں گے۔ مگر اس پر راضی نہ ہوئے کہ وہ خود منتخب کر لیں۔ تو کیا وہ امت کو بغیر امام کے چھوڑ جاتے۔ ہاں ہاں۔ انہوں نے یقیناً امت کو شبہہ اور اندھیرے میں نہیں چھوڑا۔ قوم خود اس راہ پر چل پڑی جس پر چل پڑی۔ اور انہوں نے اپنے نبیؐ کے بعد نبیؐ کو جھٹلا دیا۔ آخر وہ بھی ہلاک ہو گئے۔ اور جن لوگوں نے ان کا ساتھ دیا وہ بھی ہلاک ہو گئے۔ وہ بھی گمراہ ہو گئے اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے بھی۔ پس اس ظالم قوم پر وائے ہو۔

معاویہ نے کہا: اے عبداللہ ابن جعفر! تم بہت بڑی بات کہہ رہے ہو۔ ہمارے نزدیک اختلاف سے اتفاق بہتر ہے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ امت تمہارے صاحب (علی مرتضیٰؑ) کے ساتھ نہ تھی۔ ابن عباس نے کہا کہ میں نے آنحضرتؐ سے سنا ہے کہ

جب کسی نبی کے بعد ان کی امت میں اختلاف ہوا، اہل باطل اہل حق پر مسلط ہو گئے۔ اس امت نے بہت سے امور میں اتفاق کر لیا ہے۔ جن میں نہ کوئی اختلاف ہے نہ نزاع۔ نہ لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کی شہادت میں اختلاف ہے اور نہ نمازِ پنجگانہ اور صیام ماہِ رمضان اور حج بیت اللہ اور دوسرے متعدد احکام میں کوئی اختلاف ہے۔ اور نہ زنا، چوری، قطع رحم، جھوٹ، خیانت وغیرہ کے حرام ہونے میں کوئی اختلاف ہے۔ ہاں امت نے دو چیزوں میں اختلاف کیا ہے۔ ایک وہ جس پر وہ آپس میں لڑ پڑے، جدا جدا ہو گئے، فرقہ فرقہ بن گئے۔ حد یہ ہے ایک دوسرے پر لعنت کرتا ہے۔ ایک دوسرے سے اعلانِ بیزاری کرتا ہے۔ دوسرا وہ جس پر جنگ و جدل نہیں کی۔ جدا جدا نہیں ہوئے۔ بلکہ ایک دوسرے کو موقع دیتے رہے اور وہ خدا کی کتاب اور نبیؐ کی سنت ہے۔ اور جو باتیں حادث ہوتی رہتی ہیں۔ ان کا گمان یہ ہے کہ یہ کتابِ خدا اور سنتِ رسولؐ میں نہیں ہیں۔ اور جس چیز میں اختلاف کیا، جدا جدا ہو گئے اور ایک دوسرے سے بیزار رہا وہ ملک اور خلافت ہے۔

امت کے ایک فرقہ نے یہ گمان کیا کہ ملک و خلافت کا وہ اہل بیت رسولؐ سے زیادہ حقدار ہے۔ پس جس نے وہ چیز لے لی جس میں اہل قبلہ میں اختلاف نہیں ہے۔ اور جس میں اختلاف کیا ہے، اس کا علم خدا کے حوالہ کر دیا، وہ محفوظ رہا اور نجات پا گیا۔ اور خدا اس سے وہ بات نہیں پوچھے گا، جس کا سمجھنا اسے دشوار ہو، وہ سمجھ ہی نہ سکے کہ ان دونوں میں حق پر کون ہے اور جسے خدا نے توفیق بخشی ہو اور اس پر احسان کیا ہو اور اس کے قلب کو منور کر دیا ہو۔ اور اسے صاحبانِ امر اور علم کی کانوں کی شناخت کرا دی ہو کہ وہ کہاں ہیں وہ سعید اور خدا کا ولی ہے۔ سردارِ دو جہاں ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ حق گوئی کو غنیمت سمجھے، اور یا کلام نہ کرے چپ ہو جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ امام وہ اہل بیت نبوت اور معدن رسالت ہیں جو کتابِ خدا کی منزل، وحی الٰہی کی فرودگاہ اور ملائکہ کے آنے جانے کا محل ہیں۔ ان کے سوا کوئی امامت کا اہل نہیں ہے۔ اس لیے کہ خداوند عالم نے

انہی کو مخصوص فرمایا ہے۔ اور اپنی کتاب میں انہیں کو اس کا اہل قرار دیا ہے۔ اپنے رسولؐ کی زبان پر۔ علم ان ہی میں ہے اور وہی اس کے اہل ہیں اور علم کُل کا کُل انہی کے پاس ہے۔ ظاہر ہو یا باطن، محکم ہو یا متشابہ، ناسخ ہو یا منسوخ۔

اے معاویہ! عمر ابن خطاب نے اپنے عہد میں مجھے علی ابن ابی طالبؑ کے پاس بھیج کر یہ پیغام دیا تھا کہ میں قرآن کو ایک مصحف میں جمع کرنا چاہتا ہوں۔ لہٰذا آپ نے جو قرآن لکھا ہے میرے پاس بھیج دیں۔ آپ نے جواب دیا تھا خدا کی قسم۔ وہ تمہیں نہیں مل سکتا۔ چاہے میری گردن اڑا دو۔ میں نے عرض کیا: کیوں؟ فرمایا: اس لیے کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے: ﴿لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ﴾ (اسے مس نہیں کر سکتے مگر پاک و پاکیزہ ہستیاں)۔ اس سے اس نے ہم اہل بیتؑ ہی کو مراد لیا ہے۔ اور ہم ہی کو ہر رجس سے دور اور ایسا پاک رکھا ہے جو پاک رکھنے کا حق ہے اور فرمایا ہے:

﴿ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا﴾

پھر ہم نے کتاب کا وارث انہیں بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا۔

ہم خدا کے چنے ہوئے ہیں۔ ہمارے لیے اس نے مثلیں بیان فرمائی ہیں۔ ہم پر وحی خدا نازل ہوئی ہے۔ یہ سُن کر عمر غضب ناک ہو کر کہنے لگے کہ ابن ابی طالبؑ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے سوا کسی کے پاس علم نہیں ہے۔ پس جو بھی کچھ نہ کچھ قرآن پڑھتا ہو، اسے میرے پاس لے آؤ۔ پھر ان کا یہ طریقہ رہا کہ جب کوئی شخص قرآن پڑھتا اور دوسرا اس کی گواہی دیتا تھا، اسے لکھ لیتے تھے اور جس کی گواہی نہیں ملتی تھی اسے نہیں لکھتے تھے۔

اے معاویہ! جس نے یہ کہا کہ قرآن سے کچھ ضائع ہو گیا وہ جھوٹا ہے۔ وہ اس کے اہل کے پاس جمع اور موجود ہے۔ پھر عمر نے قاضیوں اور والیوں کو حکم دیا کہ تم خود سوچ و بچار کر کے جو حق سمجھو اس پر عمل کرو۔ پس وہ اور ان کے والی مشکل میں پڑے رہے۔ جب ضرورت پڑتی تھی، علیؑ ابن ابی طالبؑ انہیں خبردار کرتے رہتے تھے۔ ان کے عامل

اور قاضی ایک ہی قسم کے مسئلہ میں مختلف فیصلے کیا کرتے تھے۔ اور عمر انہیں اجازت دے دیا کرتے تھے۔ اس لیے کہ خداوند عالم نے انہیں حکمت اور فصل خطاب نہیں مرحمت فرمائی تھی۔ اور عموماً اہل قبلہ نے سمجھ لیا تھا کہ وہی علم و خلافت کی کان ہیں نہ کہ اہل بیتؑ۔ پس ہم خدا سے مدد مانگتے ہیں ان کے مقابلہ میں جنہوں نے ان کے حق سے انکار کیا اور لوگوں میں ایسی بنیاد رکھ دی کہ تم جیسے بھی ان سے حجت کر رہے ہو۔ پھر وہ سب کھڑے ہو کر روانہ ہو گئے۔

امیر المومنینؑ کا خطبہ اور معرفت خداوندی کا موجزن سمندر

ابان بن ابی عیاش نے سلیم سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ کے اصحاب میں سے ہمام نامی ایک شخص کھڑا ہو گیا اور وہ بہت عبادت گزار تھا۔ اور اس نے عرض کیا اے امیر المومنینؑ! مومنین کے صفات اس طرح بیان فرمائیں کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے کچھ ٹھہر کر فرمایا: اے ہمام! خدا سے ڈرو اور احسان کرو کیونکہ خدا ان کے ساتھ ہے جو پرہیزگار ہیں اور احسان کرتے ہیں۔ ہمام نے عرض کیا: میں اس خدا کے واسطے آپ سے سوال کرتا ہوں جس نے آپ کو عزت بخشی اور اپنی عطاؤں کے لیے مخصوص کیا۔ اور آپ کو سب سے بڑھ کر شرف عطا کیا ہے۔ آپ مجھ سے مومنین کے صفات بیان فرمائیں۔ آپ نے کھڑے ہو کر خدا کی حمد و ثناء بیان فرمائی اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہل بیتؑ پر درود بھیجا۔ اس کے بعد فرمایا:

خداوند عالم نے جب چاہا مخلوق کو خلق فرمایا۔ حالانکہ وہ ان کی تابعداری سے بے نیاز اور نافرمانی سے بے پرواہ تھا۔ اس لیے کہ نہ اسے نافرمانوں کے گناہ نقصان پہنچا سکتے تھے اور نہ طاعت گزاروں کی تابعداری فائدہ دے سکتی تھی۔ پس ان میں ان کی معیشت تقسیم فرمائی اور انہیں مختلف خطوں میں آباد کیا۔ اور آدمؑ کو اس لیے اتارا کہ وہ فرمانِ خداوندی کے خلاف، جس چیز سے انہیں روکا تھا استعمال کر چکے تھے۔ اس دنیا میں

مؤمن وہ صاحبِ فضیلت ہیں جن کا کلام درست، لباس درمیانی اور رفتار منکسرانہ اور خدا کی تابعداری کے لیے جھکے ہوئے۔ اور اس چیز سے آنکھیں بند کر کے گزر گئے جسے خدا نے ان پر حرام کیا تھا۔ ان کے کان علم پر ٹھہرے رہے۔ انہوں نے اپنے نفسوں کو بلاء میں اس طرح اتارا جیسے آسائش میں اترے ہیں۔ پھر بھی حکم خدا پر راضی ہیں۔ اگر خدا کی طرف سے ان کی موت کا وقت مقرر نہ ہوتا تو چشم زدن کے لیے روحیں ان کے بدنوں میں نہ ٹھہرتیں، ثواب کے شوق اور عذاب کے ڈر سے۔ ان کے دلوں میں صرف خدا کی عظمت ہے۔ اس کے سوا ہر شئے ان کی نظروں میں حقیر ہے۔ ان کے لیے جنت اس طرح ہے گویا انہوں نے اسے دیکھا ہے کہ وہ اس میں نعمتیں پا رہے ہیں اور جہنم ان کے لیے اس طرح ہے گویا انہوں نے اسے دیکھا ہوا ہے کہ اس میں عذاب کیا جا رہا ہے ان کے دل خزانے ہیں۔ ان کی حدیں محفوظ ہیں ان کے جسم لاغر ہیں۔ ان کے ضروریات بہت کم اور نفس پاک ہیں۔ ان کی نصرت و یاری اسلام میں عظیم ہے۔ انہوں نے چند روز صبر کیا اور طویل راحت کے حقدار ہو گئے۔ یہ ہے نفع بخش تجارت جو خدائے کریم نے ان کے لیے فراہم کی ہے دنیا نے ان کا رخ کیا مگر انہوں نے اس کی طرف مڑ کر نہیں دیکھا۔ دنیا نے انہیں دعوت دی لیکن انہوں نے اس کی پرواہ نہ کی۔ رات کو صف بستہ، خدا کو یاد کرتے ہیں۔ اور ترتیب کے ساتھ اجزائے قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ اس سے دلوں کو غمگین کرتے ہیں اور اسی سے اپنے مرض کا علاج تلاش کرتے ہیں۔ ان کا گریۂ و بکاء اور پہلوؤں کے زخموں کا درد ان کے غم و اندوہ کو ہیجان میں لاتا ہے جب وہ خدا کی ایسی نشانی سے گزرتے ہیں جس میں شوق دلایا گیا ہو تو طمع میں اس کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے نفس شوق کی وجہ سے اس طرف کھچنے لگتے ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہی ان کا مطمح نظر ہے، کمریں باندھے ہوئے، خدائے جبّار کی حمد و ثناء میں مصروف رہتے ہیں۔ اور اپنی پیشانیاں اور ہتھیلیاں اور گھٹنے اور پیر اور پہلو زمین پر بچھائے رہتے ہیں۔ ان کے رخساروں پر آنسو بہتے رہتے ہیں اور خدا سے فریاد کرتے رہتے ہیں کہ ان کی گردنیں

آتش دوزخ سے آزاد ہو جائیں۔ اور جب وہ خدا کی ایسی نشانی سے گزرتے ہیں جس میں ڈرایا گیا ہو تو اس پر اپنے دلوں کے کان اور آنکھیں لگا دیتے ہیں۔ ان کی کھال لرزتی رہتی ہے۔ ان کے دل دہل جاتے ہیں۔ اور یہ سمجھتے ہیں کہ جہنم کی آواز اور شور و شغب ان کے اندر برپا ہے۔ دن کے وقت دیکھو تو وہ حلیم، عالم، نیک، پرہیزگار ہیں۔ انہیں خوفِ خدا نے دنیا سے بیزار کر دیا ہے وہ چقماق کی مانند ہیں۔ انہیں جو دیکھتا ہے بیمار سمجھتا ہے۔ حالانکہ وہ بیمار نہیں ہیں۔ یا گویا ان کا مزاج ناساز ہے۔ حالانکہ وہ ایک عظیم امر سے خلط ملط ہیں۔ جب ان کے سامنے خدا کی عظمت اور اس کی غیر محدود طاقت کا ذکر ہوتا ہے اور ساتھ ساتھ موت اور قیامت کے ہول کا ذکر آ جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔ اور ان کا تحمّل اضطراب سے بدل جاتا ہے۔ عقلیں معطّل ہو جاتی ہیں اور کھال کانپنے لگتی ہے۔ اور جب کچھ قرار ملتا ہے تو پاک اعمال کے ذریعہ پھر خدا کا رخ کر لیتے ہیں۔ نہ کم عبادت پر راضی ہوتے ہیں اور نہ بہت انعام کے طالب ہیں۔ وہ اپنے نفسوں کی اصلاح کرتے رہتے ہیں۔ اور اپنے اعمال سے ڈرتے ہیں۔

ان میں ایسا پاک بھی ہے کہ لوگوں کی مدح سے ڈر جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اپنے نفس کا حال دوسروں سے بہتر جانتا ہوں۔ اور میرا خدا مجھ سے بھی زیادہ واقف ہے۔ میرے مالک! ان کے کہنے پر میرا مؤاخذہ نہ کرنا۔ اور یہ لوگ جیسا گمان کرتے ہیں مجھے اس سے بہتر بنا دے۔ اور میرے وہ گناہ بخش دے جو یہ نہیں جانتے۔ کیونکہ تو غیب کا جاننے والا اور عیبوں کا چھپانے والا ہے۔ ان میں کسی کی نشانی یہ ہے کہ تم اسے کے دین میں قوت، اور نرمی میں فراست، یقین پر ایمان اور علم کی حرص اور فقہ کی سمجھ اور حلم میں علم اور بخشش میں رحمدلی اور مہربانی میں ہوشیاری اور دولتمندی میں میانہ روی اور عبادت میں انکسار اور بھوک میں قوت برداشت اور سختی میں صبر اور ستم رسیدہ پر مہربانی اور حق میں داد و دہش اور کمائی میں نرمی، حلال کی طلب، ہدایت میں خوشی، طمع سے پرہیز، استقلال میں نیکی، خواہش کے وقت ضبط دیکھو گے۔ ناواقف کی تعریف سے دھوکا نہیں

کھاتا۔ اپنے اعمال کا محاسبہ ترک نہیں کرتا۔ جو کام کرتا ہے اس میں اپنی ذات کے کام میں سُست ہے۔ تمام اعمال صالحہ بجا لاتا ہے۔ پھر بھی ڈرتا ہے۔ رات شکر خدا میں گزرتی ہے اور صبح خوش ہو کر، غفلت سے ڈرتا ہے اور خدا کے فضل و کرم کی خوشی میں رہتا ہے۔ اگر اس کے نفس کو کوئی کام دشوار بھی معلوم ہو تو نفس کی خواہش پوری نہیں کرتا۔ اس کی خوشی ایسی چیز میں ہے جو ہمیشہ رہے اور طویل ہو۔ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک اس چیز میں ہے جو لازوال ہو۔ اس کی توجہ اس پر مرکوز رہتی ہے جو باقی ہو اس چیز سے اسے پرہیز ہے جو فنا ہو جائے۔ وہ حلم کو علم سے اور علم کو عقل سے ملا لیتا ہے۔ کسل اس سے دور، ہمیشہ چست و چالاک، امید اس سے قریب، اس کے قدم بہت کم پھسلنے والے، موت کا امیدوار، دل میں خوفِ خدا، نفس محکم، جہل سے ناآشنا، اس کا امر آسان، اپنے دین پر فریفتہ، خواہش نفس مردہ، غصہ پر قابو، مرنے کے بعد بھی بے داغ سمجھا جاتا ہے۔ اس کا ہمسایہ محفوظ، اس کا تکبر کمزور، خدا پر متوکل، صبر مضبوط، اس کا امر پائیدار اور اس کا ذکر بہت، اسے جس چیز کا امین بنا دیا جائے دوستوں سے بھی بیان نہیں کرتا۔ دشمنوں کی گواہی بھی نہیں چھپاتا حق کا کوئی کام دکھاوے کے لیے نہیں کرتا۔ اور نہ حیاء سے ترک کرتا ہے۔ اس سے خیر ہی کی امید ہے، شر اس سے دور ہے۔ اپنے ظالم کو معاف کر دیتا ہے، جو اسے محروم کر دے، اسے عطا کرتا ہے، جو اس سے قطع رحم کرے یہ اس سے صلۂ رحم کرتا ہے۔ نہ کبھی حلم کو ترک کرتا ہے، نہ کسی شک میں جلدی سے کام لیتا ہے۔ جو عیب اس پر آشکار ہو جائے اس سے منہ پھیر لیتا ہے، جہالت اس سے دور، اس کی بات نرم، حرام مفقود، احسان نزدیک، بات سچ، کام اچھا، خیر کی آمد رہتی ہے، شر بھاگتا رہتا ہے، زلزلوں میں باوقار، مصیبتوں پر صابر، خوشی میں خدا کا شکر گزار، نہ دشمنوں پر ظلم کرتا ہے، نہ کسی واجب کو ترک کرتا ہے، نہ اس بات کا دعویٰ کرتا ہے جس کا اسے حق نہیں ہے، نہ اس پر جو حق ہے اس سے انکار کرتا ہے۔ جو اسے سپرد کیا جائے اسے ضائع نہیں کرتا۔ لوگوں کے نام نہیں رکھتا۔ کسی سے عداوت نہیں رکھتا، نہ کسی سے حسد کا ارادہ کرتا ہے نہ ہمسایہ کو

نقصان پہنچاتا ہے، نہ مصائب سے گھبراتا ہے۔ امانتیں ادا کرنے والا، نمازوں کے لیے جلدی کرنے والا، بُرے کاموں میں سُست، اچھے کاموں کا حکم دیتا ہے، حرام سے منع کرتا ہے۔ بے سمجھے کسی کام میں دخل نہیں دیتا اور نہ عاجزی کی وجہ سے حق سے دور رہتا ہے، اگر وہ خاموش رہے تو خاموشی پر افسوس نہیں کرتا اور اگر بولے تو غلطی نہیں کرتا۔ اور اگر ہنس پڑے تو اس کی آواز بلند نہیں ہوتی۔ جو اس کے لیے مقدر ہے اس پر قناعت کرتا ہے۔ اسے کبھی غصہ نہیں آتا۔ اس پر کبھی خواہش نفس غالب نہیں آتی۔ بخیل اسے قہر میں نہیں لاسکتا۔ جو اس کے لیے نہیں ہے اس کی طمع نہیں کرتا لوگوں سے اس لیے خلط ملط رہتا ہے کہ جان لے۔ اور اس لیے خاموش رہتا ہے کہ سالم رہے۔ اس لیے سوال کرتا ہے کہ سمجھ لے۔ اس لیے تجارت کرتا ہے کہ فائدہ حاصل کرے۔ اور اس لیے بحث کرتا ہے کہ جان لے خیر کے لیے اس لیے خاموش نہیں رہتا کہ اس پر فخر کرے اور اس لیے کلام نہیں کرتا کہ دوسرے پر جبر کرے۔ اس کا نفس تھکا ہوا ہے اور لوگ اس سے راحت میں ہیں اس نے اپنے نفس کو آخرت کے لیے تعب میں ڈالا ہوا ہے اور اپنی طرف سے دوسرے لوگوں کو آرام پہنچاتا ہے۔ اگر کسی نے اس سے بغاوت کی تو اس نے صبر کیا۔ یہاں تک کہ خدا ہی اس کی مدد کرے۔ جس سے دور رہتا ہے تو صرف زہد اور پاکیزگی کے لیے۔ اور جس سے قریب رہتا ہے تو صرف آرام رسانی اور مہربانی کے لیے۔ اس کا دور رہنا تکبّر اور برائی کے لیے نہیں اور اس کا قریب ہونا مکر و فریب کے لیے نہیں۔ بلکہ وہ گزرے ہوئے اہل خیر کی راہ پر چلتا ہے۔ پس وہ اپنے نیک عمل پیروؤں کا امام ہے۔

انہوں نے بیان کیا کہ پس ہمام نے چیخ ماری اور غش کھا کر گر پڑا۔ امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اس پر یہی ڈر تھا۔ پھر فرمایا کہ بلیغ وعظ یہی کرتے ہیں کسی نے آپ سے سوال کیا: اے امیر المؤمنینؑ! آپ کا کیا حال ہے۔ فرمایا: ہر شخص کا وقت مقرر ہے۔ اس سے آگے نہیں بڑھتا۔ اور ایک سبب ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتا۔ خبردار، پھر نہ کہنا کیونکہ تمہاری زبان پر شیطان بول رہا ہے۔ پھر ہمام نے اپنا سر

اٹھایا اور چیخ ماری اور دنیا سے رخصت ہوگیا۔ خدا اس پر رحمت نازل فرمائے۔

حضرت علی ابن ابی طالبؑ کا سوال اور آنحضرتؐ کا جواب منبر پر

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ سے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! ذرا میرا نسب بیان فرمائیں کہ میں کون ہوں۔ تا کہ لوگ آپ سے میری قرابت پہچان لیں۔ آپ نے فرمایا: اے علیؑ! میں اور تم دونوں نور کے دوستونوں سے خلق کیے گئے ہیں۔ جو خلقت سے دو ہزار سال قبل خلق ہوئے۔ عرش میں آویزاں رہے۔ اور خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے رہے۔ پھر اس نے ان دو عمودوں میں سے دو سفید نورانی نطفے پیدا کیے۔ پھر انہیں کریم صلبوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ان کا نصف صلب عبداللہؑ میں اور نصف صلب ابو طالبؑ میں پہنچا۔ ایک جزو میں ہوں اور دوسرے جزو تم ہو۔ اس کے بارے میں خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا وَ كَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا﴾

وہ خدا وہی ہے جس نے پانی سے بشر کو خلق فرمایا پس اسے نسب اور صہر قرار دیا اور تیرا رب ہے ہی قدرت والا۔

اے علیؑ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ تمہارا گوشت میرے گوشت سے اور تمہارا خون میرے خون سے ملا ہوا ہے۔ اور میرے بعد خدا اور اس کی مخلوق کے درمیان تم وسیلہ ہو۔ جس نے تمہاری ولایت سے انکار کیا اس نے اس واسطہ کو قطع کر دیا جو خدا اور مخلوق کے درمیان ہے۔ اور وہ درک اسفل میں جائے گا۔

اے علیؑ! خدا نہیں پہچانا گیا مگر میرے ذریعہ اور پھر تمہارے ذریعہ سے۔ جس نے تمہاری ولایت کا انکار کیا اس نے خدا کی ربوبیت سے انکار کیا۔

اے علیؑ! تم میرے بعد زمین میں خدا کا بہت بڑا نشان اور قیامت میں سب

سے بڑا رکن ہو۔ جو شخص تمہارے سایہ میں رہے وہ کامیاب رہے گا۔ اس لیے کہ مخلوق خدا کا حساب اور بازگشت تمہاری طرف ہے۔ میزان تمہاری میزان، اور صراط تمہاری صراط، موقف تمہارا موقف، حساب تمہارا حساب ہے۔ جس نے تمہاری طرف رجوع کیا وہ نجات پا گیا۔ اور جس نے تم سے مخالفت کی وہ گر کر ہلاک ہو گیا۔ خداوندا! گواہ رہنا۔ خداوندا! گواہ رہنا۔ پھر آپ منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔

دشمنانِ علیؑ سے فرشتوں کی بیزاری عرش پر

ابان ابن ابی عیاش نے سلیم بن قیس سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں میں نے ابوذر سے عرض کیا: مجھے ایسی حدیث سنائیں جو میری سنی ہوئی حدیثوں میں سب سے زیادہ تعجب خیز ہو اور میرے مولاؑ کی شان میں ہو۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول خدا ﷺ سے سنا ہے کہ عرش خدا کے گرد نوّے (۹۰) فرشتے ہیں جن کا کام نہ تسبیح ہے نہ عبادت، ان کا کام صرف علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی تابعداری اور ان کے دشمنوں سے بیزاری اور ان کے شیعوں کے لیے دعائے مغفرت ہے۔

حضرت علی ابن ابی طالبؑ کی انبیاء ماسبق پر سرداری

میں نے عرض کیا: اس کے علاوہ فرمائیں خدا آپ پر رحمت نازل کرے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول خدا ﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ جس امت میں بھی کوئی نبی مبعوث ہوتا تھا، خداوند عالم علی ابن ابی طالبؑ کی حجت پیش کرتا تھا۔ اور انہیں ان کے بلند ترین درجہ کی معرفت پر گواہ کرتا تھا۔ میں نے عرض کیا: اور اس کے علاوہ۔ خدا آپ پر رحمت نازل فرمائے۔ انہوں نے کہا: ہاں میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا ہے وہؐ فرماتے تھے کہ اگر میں اور علیؑ نہ ہوتے تو خدا کی معرفت نہ ہو سکتی۔ نہ اس کی عبادت ہوتی اور نہ ثواب و عذاب۔ علیؑ اور خدا کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہو سکتا۔ وہ خود خدا اور

اس کی مخلوق کے درمیان پردہ ہیں۔

سلیم کہتے ہیں کہ میں نے پھر مقداد سے عرض کیا کہ میرے مولا علیؑ کی شان میں ایسی حدیث سنائیں جو سب احادیث سے افضل ہو۔ مقداد نے کہا کہ میں نے رسول خداﷺ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ خدا اپنے ملک میں اکیلا تھا پھر ہمارے انوار کو خلق کر کے اپنی معرفت کرائی اور ان پر اپنا امر فرض کیا۔ اور جنت واجب کی۔ پھر جس کا دل پاک کرنا چاہا جن ہوں یا انس، اسے علیؑ ابن ابی طالبؑ کی ولایت کی معرفت کرائی۔ اور جس کے دل کو اندھا چھوڑ دیا اسے ان کی معرفت سے محروم رکھا۔ اس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے آدمؑ کی خلقت، اور ان کے جسم میں نفخ روح، اور ان کی توبہ قبول کرنے، پھر جنت میں داخل کرنے کا سبب میری نبوت اور میرے بعد علیؑ کی ولایت کا اقرار ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ ابراہیمؑ کا ملکوت زمین و آسمان کا نظارہ کرنا، اور انہیں خلیل اللہ کا خطاب عطا ہونا میری نبوت اور میرے بعد علیؑ کی ولایت کے اقرار کی وجہ سے تھا۔ اس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے خدا کا موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو عالمین کے لیے نشانی مقرر کرنا میری نبوت اور میرے بعد علی ابن ابی طالبؑ کی ولایت کے اقرار کی وجہ سے ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کوئی نبی نبی نہیں بنا مگر میری نبوت اور میرے بعد علی ابن ابی طالبؑ کی ولایت کے اقرار کی وجہ سے۔ اور مخلوق خدا کی توجہ کے قابل نہیں مگر خدا کی عبدیت اور میرے بعد علی ابن ابی طالبؑ کی ولایت کے اقرار سے۔

اس کے بعد وہ خاموش ہو گئے۔

علی مرتضٰی علیہ السلام کا علم صراط پر

میں نے عرض کیا: اس کے علاوہ اور فرمائیں۔ خدا آپ پر رحمت نازل فرمائے۔ انہوں نے فرمایا: ہاں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے وہ فرما رہے تھے کہ علیؑ اس امت کے دیّان اور شاہد اور حساب لینے والے ہیں، وہ صاحب سنام اعظم اور حق کی روشن راہ تک پہنچانے والے اور اس کے صراطِ مستقیم ہیں۔ میرے بعد انہی کے ذریعہ گمراہی سے نجات ملے گی۔ اور اندھیرے میں راہ ملے گی۔ انہی کے ذریعہ نجات پانے والے نجات پائیں گے۔ اور موت سے پناہ اور نجات ملے گی۔ گناہ محو ہوں گے، ظلم نابود ہوگا اور رحمت نازل ہوگی۔ وہ خدا کے دیکھنے والی آنکھ سننے والے کان اور بولنے والی زبان ہیں اس کی مخلوق میں۔ اور اس کے بندوں پر رحمت کا پھیلا ہوا ہاتھ، اور زمین و آسمان میں اس کا چہرہ اور اس کا کھلا ہوا داہنا پہلو، اور اس کی مضبوط اور مستحکم رسّی اور وہ پائیدار گرہ ہیں جو کھل نہیں سکتی، اور اس کا وہ دروازہ ہیں جس سے آیا جاتا ہے، اور اس کا وہ گھر ہیں کہ جو اس میں داخل ہوا محفوظ ہوگیا۔ ان کا عَلَم صراط پر بلند ہوگا جو اسے پہچان لے گا نجات پا کر داخل جنت ہوگا۔ اور جو انکار کرے گا دوزخ میں گر جائے گا۔

علی مرتضٰی علیہ السلام باب اللہ ہیں

ابان نے سلیم سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں میں نے سلمان فارسی سے سنا وہ کہہ رہے تھے کی علی مرتضٰی علیہ السلام خدا کا دروازہ ہیں جسے خدا نے کھول رکھا ہے۔ جو اس میں داخل ہوگیا وہ مؤمن ہوگیا اور جو اس سے نکل گیا وہ کافر ہوگیا۔

وفاتِ رسولؐ کے بعد اہل بیتؑ پر مظالم کے انبار

ابان بن ابی عیاش نے سلیم بن قیس سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عباس کے گھر میں ان کے پاس تھا۔ اور ہمارے ساتھ شیعیانِ علیؑ کی ایک جماعت تھی۔ وہ ہم سے حدیثیں بیان کر رہے تھے۔ من جملہ ان کے انہوں نے بیان کیا کہ اے میرے بھائیو! ابھی رسول خداﷺ قبر میں نہیں اتارے گئے تھے کہ لوگوں نے عہد توڑ دیا اور مرتد ہو گئے۔ اور مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ علی ابن ابی طالبؑ انؐ کے غسل وکفن و دفن میں مصروف تھے۔ یہاں تک کہ وہ غسل وکفن وحنوط سے فارغ ہو گئے اور قبر میں دفن کر دیا پھر قرآن مجید جمع کرنے میں مشغول ہو گئے اور رسول خداﷺ کی وصیت کی وجہ سے ان لوگوں سے بے پرواہ رہے ان کا مقصد ملک حاصل کرنا نہ تھا۔ اس لیے کہ آنحضرتؐ نے انہیں قوم کے حال سے مطلع فرما دیا تھا۔ جب لوگ دو آدمیوں کی وجہ سے فتنہ میں مبتلا ہو گئے تو علی ابن ابی طالبؑ اور بنی ہاشم اور ابوذر اور سلمان اور چند آدمیوں کے سوا کوئی نہیں رہا۔

قُنفُذ کی پیغام رسانی

اس وقت ابوبکر سے عمر نے کہا کہ اے صاحب! سب لوگوں نے تمہاری بیعت کر لی ہے۔ سوائے علیؑ اور ان کے اہل بیت کے اور ان چند آدمیوں کے۔ لہٰذا کسی کو ان کی طرف بھیجو۔ ابوبکر نے عمر کے چچازاد قُنفُذ کو یہ کہہ کر ان کی طرف روانہ کیا کہ علیؑ کے پاس جا کر کہو: خلیفۂ رسول تمہیں بلاتے ہیں۔ قنفذ نے جا کر یہ پیغام پہنچا دیا۔ آپ نے جواب دیا: تم نے کس قدر جلد رسول خداﷺ پر تہمت باندھی ہے اور مرتد ہو گئے ہو۔ خدا کی قسم رسول خداﷺ نے میرے سوا کسی کو خلیفہ نہیں مقرر کیا۔ اے قنفذ! تم واپس جاؤ اور تم تو صرف پیغام رساں ہو۔ ان سے کہہ دو کہ علی مرتضیٰ کہہ رہے ہیں کہ رسول خداﷺ

نے تمہیں خلیفہ نہیں بنایا اور تم خوب جانتے ہو کہ رسول خدا ﷺ کا خلیفہ کون ہے۔ قنفذ نے واپس آ کر ابوبکر کو علی مرتضیٰؑ کا پیغام پہنچا دیا۔ ابوبکر نے کہا کہ علیؑ سچ کہتے ہیں۔ مجھے رسول خدا ﷺ نے خلیفہ نہیں بنایا۔ یہ سن کر عمر کو غصہ آ گیا۔ اور جست کر کے کھڑے ہو گئے۔ ابوبکر نے کہا: اے عمر! بیٹھ جاؤ۔ پھر قنفذ سے کہا: علی مرتضیٰؑ کے پاس جا کر یہ کہو کہ امیر المؤمنین ابوبکر آپ کو بلاتے ہیں۔ قنفذ نے پھر علی مرتضیٰؑ کے پاس جا کر ابوبکر کا پیغام پہنچا دیا۔

یہ سن کر آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم انہوں نے جھوٹ کہا ہے واپس جا کر ان سے کہہ دو کہ تم نے وہ نام رکھا ہے جو تمہارا نہیں ہے۔ کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ امیر المؤمنین تمہارے سوا اور ہے۔ قنفذ نے واپس جا کر دونوں کو یہ جواب دیا۔ یہ سن کر عمر غصہ سے اچھل پڑے۔ اور کہنے لگے کہ واللہ میں ان کی سُستی اور رائے کی کمزوری خوب جانتا ہوں۔ اور انہیں قتل کیے بغیر ہمارا امر ممکن نہ ہوگا مجھے چھوڑو کہ ان کا سر کاٹ کر لے آؤں۔ ابوبکر نے کہا: بیٹھ جاؤ جب وہ نہ مانے تو ابوبکر نے انہیں قسم دی۔ پھر بیٹھ گئے پھر ابوبکر نے قنفذ سے کہا: تم جا کر کہو کہ آپ کو ابوبکر بلاتے ہیں۔ قنفذ نے جا کر پیغام پہنچایا۔ علی مرتضیٰؑ نے جواب دیا: ان سے کہہ دو میں بہت مصروف ہوں۔ اور میں اپنے خلیل اور بھائی کی وصیت ترک نہیں کر سکتا۔ اور جس بات پر تم نے اجتماع کیا ہے وہ ظلم ہے۔ قنفذ نے واپس جا کر جواب سنایا تو عمر اچھل کر غصہ میں کھڑے ہو گئے اور خالد بن ولید اور قنفذ کو حکم دیا کہ لکڑیاں اور آگ لے آؤ۔

خاتونِ جنت فاطمہ زہراؑ کے دروازہ پر لکڑیوں کے انبار

پھر عمر نے حضرت علی علیہ السلام کے دروازہ پر جا کر عین اس وقت جب فاطمہ زہرا علیہا السلام رسول خدا ﷺ کے غم میں سر کے بال کھولے ہوئے دروازہ کے ساتھ گریہ و بکا کر رہی تھیں دروازہ ہلا کر آواز دی۔ اے ابن ابی طالبؑ دروازہ کھولو۔ فاطمہ زہراؑ نے

فریاد کی، اے عمر! تمہارا ہم سے کیا مطلب ہے۔ کہ اس حالت میں بھی ہمیں نہیں چھوڑتے۔ عمر نے کہا: دروازہ کھولو ورنہ اسے جلا کر تم پر گرا دوں گا۔ فاطمہ زہراؑ نے فرمایا: اے عمر! تم خدائے عزوجل سے نہیں ڈرتے میرے گھر میں گھستے ہو، اور میرے مکان پر ہجوم کرتے ہو۔ عمر نے واپس ہونے سے انکار کر دیا۔ اور آگ منگوا کر دروازہ میں لگا دی۔ اور جلا کر اسے دھکیل دیا۔

خاتونِ جنتؑ پر حملہ اور انؑ کی فریاد

فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے فریاد کی، اے بابا! اے خدا کے رسولؐ! عمر نے نیام سے تلوار نکال لی اور آپؑ کے پہلو پر ماری جب وہؑ ہائے بابا کہہ کر فریاد کرنے لگیں۔ یہ دیکھ کر علی مرتضیٰؑ دوڑ پڑے۔ اور عمر کی ہنسلیاں پکڑ کر زمین پر دے مارا۔ اور ان کی ناک اور گردن کو زخمی کر دیا۔ ارادہ کیا کہ انہیں قتل کر دیں کہ یکا یک رسول خداؐ کا ارشاد اور صبر کے لیے انؐ کی وصیت یاد آ گئی۔ اور فرمایا: اس خدا کی قسم جس نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت کا شرف بخشا ہے۔ اے ابن ضہاک! اگر خدا کی قضا مقرر نہ ہوتی تو دیکھ لیتا کہ تو میرے گھر میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ عمر نے فریاد شروع کر دی۔ لوگ دوڑ پڑے اور گھر میں گھس آئے۔ خالد بن ولید نے چاہا کہ تلوار کھینچ کر فاطمہ زہرا علیہا السلام پر وار کرے کہ علی مرتضیٰؑ نے اس پر تلوار اٹھائی۔ اور اس نے آپ کو قسم دے کر جان بچائی۔ اتنے میں مقداد، سلمان، ابوذر اور عمار یاسر اور بریدہ اسلمی بھی پہنچ گئے اور علی مرتضیٰؑ کی مدد کے لیے گھر میں داخل ہو گئے۔ قریب تھا کہ فتنہ برپا ہو جاتا۔ پس علی مرتضیٰؑ کو گھر سے نکالا گیا۔ ان کے پیچھے اور لوگ تھے۔ ان کے پیچھے سلمان و ابوذر و مقداد و عمار اور بریدہ تھے۔ اور وہ یہ فرما رہے تھے کہ تم لوگوں نے کس قدر جلد رسول خداؐ سے خیانت کی۔ اور وہی پرانے بغض نکالے جو سینوں میں پوشیدہ تھے۔ اور بریدہ بن خصیب اسلمی نے کہا: اے عمر! تم نے رسول خداؐ کے وصی اور ان کی بیٹی پر حملہ کیا اور انہیں

مارتے ہو حالانکہ تم وہی ہو جنہیں قریش پہچانتے ہیں، جو کچھ تم ہو۔ یہ سن کر خالد بن ولید نے تلوار نکال لی کہ بریدہ کو قتل کر دے۔ عمر اس سے لٹک گئے اور اسے روک لیا۔ پھر وہ سب علی مرتضیٰؑ کے ہمراہ ابوبکر تک پہنچے غصہ میں بھرے ہوئے۔ جب ابوبکر نے انہیں آتے دیکھا تو چیخ کر کہا: ان کے لیے راستہ خالی کر دو۔

امیر المؤمنین علی علیہ السلام کا احتجاج دربارِ خلافت میں

علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا: کس قدر جلد تم نے اپنے نبیؐ کے اہل بیتؑ پر حملہ کر دیا۔ اے ابوبکر! کس حق سے، اور کس میراث سے، اور کن خدمات پر تم لوگوں کو اپنی بیعت پر اُکسا رہے ہو۔ کیا کل تم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے حکم سے میری بیعت نہیں کی تھی۔ عمر نے کہا: اے علیؑ! اسے چھوڑ دو۔ خدا کی قسم اگر تم بیعت نہ کرو گے تو ہم تمہیں قتل کر دیں گے علی مرتضیٰؑ نے فرمایا کہ پھر تو میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کا بھائی اور خدا کا بندہ ہو کر قتل ہوں گا۔ عمر نے کہا: خدا کے بندے تو ہیں مگر رسولؐ کے بھائی نہیں ہیں۔ امیر المؤمنین علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر خدا کا حکم نہ ہو چکا ہوتا اور میرے خلیل نے مجھ سے عہد نہ لیا ہوتا جس سے میں تجاوز نہیں کر سکتا تو تم جان لیتے کہ ہم میں کمزور مددگاروں اور کم عدد والا کون ہے۔ ابوبکر خاموش بیٹھے تھے۔ کلام نہیں کر رہے تھے۔

بریدہ کی تقریر پر زدوکوب

بریدہ نے کھڑے ہو کر کہا: اے عمر! کیا ہم وہی نہیں ہیں کہ تم دونوں سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا تھا کہ جاؤ اور علیؑ کو امیر المؤمنین کہہ کر سلام کرو۔ اور تم نے کہا تھا کہ یہ خدا و رسولؐ کا حکم ہے، انہوں نے فرمایا تھا کہ ہاں۔ ابوبکر نے کہا: اے ابو بریدہ یہ ہوا تھا۔ لیکن تم چلے گئے تھے اور ہم موجود تھے اور بات کے بعد بات نکلتی رہتی ہے۔ عمر نے کہا: اے بریدہ! تمہارا اس سے کیا مطلب ہے اور تم اس میں کیوں دخل دیتے ہو۔ بریدہ

نے کہا کہ میں اس شہر میں نہیں رہوں گا جہاں تمہاری حکومت ہو۔ عمر نے حکم دیا اور بریدہ کو مار کر نکال دیا گیا۔

سلمان فارسیؓ کا اعلانِ حق

پھر سلمان نے کھڑے ہو کر کہا: اے ابوبکر! خدا سے ڈرو اور اس جگہ سے اٹھ جاؤ۔ اور اسے حکومت کے خواہشمندوں کے لیے چھوڑ دو جو اسے قیامت تک کھاتے رہیں اس امت پر دو تلواریں نہ جھگڑتی رہیں۔ ابوبکر نے اس کا جواب نہیں دیا۔ سلمان نے دوبارہ یہی بات کہی۔ مگر عمر نے انہیں یہ کہہ کر روک دیا کہ تمہارا اس امر سے کیا تعلق ہے اور کیا دخل ہے؟ سلمانؓ نے کہا: اے عمر! ٹھہرو۔ اے ابوبکر! اس جگہ سے کھڑے ہو جاؤ اور حکومت کے خواہشمندوں کے لیے اسے چھوڑ دو۔ کہ وہ یہ سبز باغ قیامت تک کھاتے رہیں۔ اور اگر تم انکار کرتے ہو تو تم ضرور اس سے خون کا دودھ دوہو گے۔ اور ضرور اس میں زنا زادے، اور رسول کے نکالے ہوئے، اور منافقین طمع کریں گے۔ خدا کی قسم اگر میں جان لیتا کہ میں ظلم کو دور کر رہا ہوں اور دین خدا کی عزت کر رہا ہوں تو میں اپنی تلوار کاندھے پر رکھ لیتا۔ پھر قدم اٹھاتا۔ کیا تم رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وصی کو پریشان کرتے ہو۔ تمہیں بلا کی بشارت ہو۔ اور امن و امان سے مایوس ہو جاؤ۔

علی مرتضیٰ علیہ السلام کی ابوذر، مقداد اور عمار کو تلقین صبر

پھر ابوذر، مقداد اور عمار نے کھڑے ہو کر کہا کہ آپ کا کیا حکم ہے۔ خدا کی قسم اگر آپ حکم دیں تو ہم اس وقت تک تلوار چلائیں گے جب تک قتل نہ ہو جائیں۔ علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا: رُک جاؤ۔ خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ اور ان کی وصیت یاد کرو اور چھوڑ دو۔

علی مرتضیٰ علیہ السلام کو عمر کی قتل کی دھمکیاں

اس وقت عمر نے ابوبکر سے کہا: تم کیوں منبر پر خاموش بیٹھے ہو۔ حالانکہ یہ بیٹھنے والا جنگ آور کھڑے ہو کر تمہاری بیعت نہیں کرتا۔ یا ہمیں حکم دو کہ ہم اس کا سر اڑا دیں۔

حسن و حسین علیہما السلام علی مرتضیٰ علیہ السلام کے ساتھ کھڑے تھے۔ عمر کی بات سنی تو رو کر فریاد کرنے لگے۔ یا جدّاہ۔ یا رسول اللہ۔ علی مرتضیٰؑ نے انہیں سینہ سے لگا کر فرمایا: روؤ نہیں۔ یہ دونوں تمہارے باپ کو قتل نہیں کر سکتے۔ یہ دونوں اس سے کہیں پست تر ہیں۔

اتنے میں ام ایمن نوبیہ اور ام سلمہ پہنچ کر کہنے لگیں۔ اے عتیق! کس قدر جلد تم نے آل محمدؐ سے اپنا حسد ظاہر کر دیا۔ عمر نے حکم دیا: ان دونوں کو مسجد سے نکال دیا جائے۔ اور کہنے لگے: عورتوں کو اس سے کیا تعلق ہے۔

فدک پر قبضہ اور فاطمہ زہرا علیہا السلام کا احتجاج

پھر فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو اطلاع ملی کہ ابو بکر نے فدک پر قبضہ کر لیا ہے۔ پس وہ بنی ہاشم کی عورتوں کے ساتھ نکلیں۔ اور ابو بکر کے پاس آ کر فرمایا: اے ابو بکر! تم چاہتے ہو کہ وہ زمین بھی لے لو جو رسول خداﷺ نے میرے لیے مقرر کی تھی اور انہوں نے مجھے وہ زمین بخشی تھی جو مسلمانوں نے لشکر کشی کر کے نہیں حاصل کی تھی۔ کیا آنحضرتؐ نے نہیں فرمایا تھا کہ ہر انسان اپنی اولاد کی حفاظت کرتا ہے اور تم جانتے ہو کہ انہوں نے اپنی اولاد کے لیے اس کے سوا کچھ نہیں چھوڑا۔ جب ابو بکر نے ان کی بات سُنی اور بنی ہاشم کی عورتیں ان کے ساتھ تھیں۔ تو دوات منگوائی کہ ان کے لیے لکھ دیں۔ اتنے میں عمر داخل ہو گئے۔ اور کہنے لگے: اے رسول خداؐ کے خلیفہ! آپ انہیں لکھ کر نہ دیں۔ جب تک ان سے اپنے دعویٰ پر ثبوت نہ لے لیں۔ فاطمہ زہراؑ نے فرمایا: ہاں میں ثبوت رکھتی ہوں۔ عمر نے کہا: کون؟ فاطمہ زہراؑ نے کہا: علیؑ اور ام ایمن۔ عمر نے کہا کہ بے زبان عورت کی گواہی نہیں مانی جا سکتی۔ جو صاف بات نہیں کر سکتی۔ رہے علیؑ تو وہ اپنی روٹی کے لیے آگ جمع کر رہے ہیں۔ پس فاطمہ زہراؑ اس قدر غصہ میں واپس ہوئیں جس کی حد بیان نہیں کی جا سکتی۔ آخر بیمار ہو گئیں۔

فاطمہ زہراء علیہا السلام کا اعلانِ ناراضگی

علی مرتضیٰ علیہ السلام پانچوں نمازیں مسجد میں ادا کیا کرتے تھے۔ جب وہ نماز پڑھ چکے تو ابو بکر و عمر نے ان سے پوچھا کہ دختر رسول کا مزاج کیسا ہے۔ کیونکہ ان کی طبیعت ناساز ہو گئی تھی۔ اور کہا کہ ہمارے اور ان کے درمیان جو صورت ہو گئی تھی وہ آپ کو معلوم ہے۔ اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم ان سے اس جرم کی معافی مانگ لیں۔ آپ نے

فرمایا: تمہیں اختیار ہے۔ وہ دونوں کھڑے ہوگئے اور دروازہ پر بیٹھ گئے۔ حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے گھر میں داخل ہوکر فاطمہ زہرا علیہا السلام سے فرمایا کہ اے آزاد (شریف زادی) فلاں اور فلاں دروازہ پر ہیں، اور آپ کو سلام کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کا کیا ارادہ ہے۔ حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام نے فرمایا کہ گھر آپ کا ہے اور آزاد آپ کی زوجہ ہے، آپ جو چاہیں کریں۔ آپ نے فرمایا: مقنع اوڑھ لو۔ انہوں نے مقنع اوڑھ لیا اور دیوار کی طرف منہ کر کے بیٹھ گئیں۔ پھر دونوں نے گھر میں داخل ہوکر آپ کو سلام کیا اور کہا کہ ہم سے راضی ہو جائیں۔ خدا آپ سے راضی رہے۔ فاطمہ زہرا علیہا السلام نے فرمایا: تمہیں کس چیز نے اس پر آمادہ کیا۔ دونوں نے جواب دیا کہ ہم نے اپنی بدسلوکی کا اقرار کرلیا ہے۔ اور اس امید پر آئے ہیں کہ آپ ہمیں معاف کر دیں گی۔ اور یہ رنج دل سے نکال دیں گی۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم دونوں سچے ہو تو میں جو سوال کرتی ہوں اس کا صحیح جواب دو۔ کیونکہ میں وہی سوال کروں گی جس کے متعلق مجھے علم ہے کہ تم جانتے ہو۔ پس اگر تم نے اس کا صحیح جواب دیا تو میں سمجھ جاؤں گی کہ تمہارا آنا نیک نیتی پر مبنی ہے۔ دونوں نے جواب دیا کہ آپ جو چاہیں سوال کریں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتی ہوں، کیا تم نے رسول خدا ﷺ سے سنا ہے کہ فاطمہ میرا جزو ہے اور جس نے انہیں اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔ دونوں نے کہا: بے شک ہم نے سنا ہے۔ پس آپ نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا: خداوندا! ان دونوں نے مجھے اذیت دی ہے میں ان کی تجھ سے اور تیرے رسولؐ سے شکایت کروں گی۔ ہرگز نہیں خدا کی قسم، میں تم سے ہرگز راضی نہ ہوں گی۔ جب تک رسول خدا ﷺ سے ملاقات نہ کروں اور انہیں اس ظلم وستم کی خبر نہ دے دوں جو تم نے مجھ پر کیا ہے۔ اور وہی فیصلہ کریں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس وقت ابوبکر واویلا کرنے اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ یہ دیکھ کر عمر کہنے لگے: اے رسول کے خلیفہ! آپ ایک عورت کے کہنے پر رو رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ حضرت رسول خدا ﷺ کی رحلت

کے بعد حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا چالیس دن زندہ رہیں۔

خاتونِ جنتؑ کی آخری وصیتیں

جب ان کا مرض بڑھ گیا تو انہوں نے علی مرتضیٰ علیہ السلام کو بلا کر وصیت کی کہ میرا آخری وقت ہے اور میں آپ کو وصیت کرتی ہوں کہ آپ میرے بعد میری بہن ربیبہ بہن زینب کی دختر سے عقد کرلیں۔ وہ میری اولاد کے لیے میری ہی طرح ہوں گی۔ اور میرے لیے تابوت بنالیں۔ اس لیے کہ میں نے فرشتوں کو دیکھا ہے کہ وہ میرے لیے اس کی صفت بیان کر رہے ہیں۔ اور یہ کہ خدا کے دشمنوں میں سے کوئی میرے جنازہ میں شامل نہ ہو۔ نہ نماز میں شامل ہو، نہ دفن میں۔

ابن عباس کہتے ہیں امیر المومنینؑ فرمایا کرتے تھے کہ کچھ ایسی چیزیں ہیں جن کے ترک کرنے کی میرے پاس کوئی راہ نہ تھی۔ اس لیے کہ انہیں سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل پر قرآن نازل ہوا تھا

۱۔ ایک ناکثین و قاسطین و مارقین سے جہاد، اس کی مجھے میرے خلیل رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت کی تھی اور عہد لیا تھا کہ ان سے ضرور جہاد کروں۔

۲۔ دوسرے امامہ بنت زینب سے عقد، اس کی فاطمہ زہرا علیہا السلام نے وصیت کی تھی۔

خاتونِ جنتؑ کی رحلت

ابن عباس کہتے ہیں کہ اس روز حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام نے انتقال فرمایا۔ یہ سن کر مدینہ زن و مرد کے گریہ و بکاء اور آہ و فغاں سے کانپ اٹھا۔ اور لوگوں پر اس طرح دہشت طاری ہوگئی، جیسے اس دن طاری ہوئی تھی جس دن

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جہان فانی سے رخصت ہوئے تھے۔ پس ابوبکر وعمر نے آ کر علی مرتضیٰ علیہ السلام کو تعزیت دی اور کہنے لگے: اے ابوالحسن! آپ ہم سے پہلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دختر کی نماز جنازہ نہ پڑھیں۔ جب رات ہوئی تو علی مرتضیٰؑ نے عباس، فضل، مقداد، سلمان، ابوذر اور عمار کو بلایا۔ عباس نے نماز ادا کی۔ اور آپ نے دفن کر دیا، جس میں سب شریک تھے۔

شیخین کا نبش قبر کا ارادہ اور علی علیہ السلام کی تلوار

جب صبح ہوئی تو ابوبکر وعمر اور دوسرے لوگ نماز جنازہ ادا کرنے کے لیے آئے، تو مقداد نے کہا کہ ہم نے انہیں رات کو دفن کر دیا ہے۔ یہ سن کر عمر ابوبکر کی طرف ملتفت ہو کر کہنے لگے کہ میں نے نہیں کہا تھا کہ یہ لوگ ایسا ہی کریں گے۔ عباس نے کہا کہ انہوں نے وصیت کی تھی کہ تم دونوں ان پر نماز جنازہ نہ پڑھو۔ عمر نے کہا: اے بنی ہاشم! تم ہم سے پرانے حسد کو کبھی نہیں چھوڑو گے۔ وہی تمہارے دلوں میں ہے اور خدا کی قسم، کبھی نہیں جائیں گے۔ میں نے تو یہ ارادہ کیا ہے کہ قبر کھود کر ان پر نماز پڑھوں گا۔ یہ سن کر علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے ابن ضحاک! اگر تم نے یہ ارادہ کیا تو تمہارا داہنا ہاتھ مروڑ ڈالوں گا۔ اگر میں نے تلوار نکال لی تو تمہاری جان لینے سے پہلے نیام میں نہیں جائے گی۔ اور تلوار نکالنے لگے۔ یہ دیکھ کر عمر شرمندہ ہو کر چپ ہو گئے اور سمجھ گئے کہ علی مرتضیٰ علیہ السلام جب حلف کر لیتے ہیں تو کر کے رہتے ہیں۔ پھر علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے عمر! کیا تم وہی نہیں ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارے قتل کا ارادہ کر لیا تھا اور مجھے حکم دیا تھا پس تم میری تلوار گردن میں ڈالے ہوئے آئے تھے پھر میں نے ارادہ کیا تھا کہ تمہیں قتل کر دوں پس خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی تھی:

﴿فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا﴾

تم ان پر جلدی نہ کرو ہم انہیں بھرپور عذاب دیں گے۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ پھر ان لوگوں نے مشورے کرنا شروع کر دیئے کہ جب تک یہ شخص زندہ ہے ہمارا کام مکمل نہیں ہوسکتا۔ ابوبکر نے کہا: ہمارے پاس کون ہے جو انہیں قتل کرے۔ عمر نے کہا کہ خالد بن ولید ہے۔ پھر دونوں نے خالد بن ولید کو بلا کر ان سے کہا: اگر ہم ایک کام تمہارے سپرد کریں تو کیا خیال ہے تم اس کا بوجھ اٹھالو گے۔ خالد بن ولید نے جواب دیا کہ مجھ پر جو بوجھ بھی رکھیں اٹھالوں گا۔ حد یہ کہ اگر علی ابن ابی طالبؑ کے قتل کا حکم دیں تو بھی کروں گا۔ دونوں نے کہا: ہمارا کام بھی یہی تھا۔

خالد بن ولید نے جواب دیا: یہ میرے ذمہ ہے۔ ابوبکر نے کہا: جب ہم صبح کی نماز شروع کریں تو تلوار لے کر ان کے پہلو میں کھڑے ہو جاؤ۔ اور جب میں سلام پھیروں تو انہیں قتل کر دو۔ خالد بن ولید نے جواب دیا کہ ایسا ہی کروں گا۔ یہ فیصلہ کر کے اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ اس کے بعد ابوبکر نے سوچا کہ اگر خالد بن ولید نے علی مرتضیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا تو زبردست جنگ اور لمبی بلاء کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور اپنے اس حکم پر نادم ہوگئے۔ اس سوچ میں رات بھر جاگتے رہے۔ جب اسی فکر میں صبح کو مسجد میں پہنچے تو اقامت ہوچکی تھی۔ آگے بڑھ کر نماز شروع کر دی۔ مگر اس خیال میں رہے اور سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کہوں۔ اور خالد گلے میں تلوار ڈالے علی مرتضیٰ علیہ السلام کے پہلو میں کھڑا تھا۔ علی مرتضیٰؑ بھی انداز سے سمجھ گئے۔ جب ابوبکر تشہد سے فارغ ہوئے تو سلام سے پہلے چیخ کر بولے: **﴿یا خالد لا تفعل ما امرتک و ان فعلت لقتلتک،﴾** (اے خالد! میں نے جس کام کا تمہیں حکم دیا تھا نہ کرنا۔ اگر کرو گے تو تمہیں قتل کر دوں گا)۔

اس کے بعد سلام پھیرا۔ اور داہنے بائیں عمر کو دیکھا۔ علی مرتضیٰ علیہ السلام نے جھپٹ کر خالد کی ہنسلیاں پکڑ لیں اور اس کے ہاتھ سے تلوار چھین لی۔ اور اسے پچھاڑ کر

اس کے سینہ پر سوار ہو گئے اور اس کی تلوار اٹھا کر اسے قتل کرنا چاہا اتنے میں ہر طرف سے لوگ جمع ہو گئے کہ خالد کو آپ سے چھڑائیں۔ مگر چھڑا نہ سکے۔ آخر عباس نے رائے دی کہ انہیں حرمت قبر رسولؐ کی قسم دیں تب چھوڑیں گے۔ جب سب نے آپ کو حرمت قبر رسولؐ کی قسم دی تو آپ چھوڑ کر کھڑے ہو گئے اور اپنے گھر روانہ ہو گئے۔ اور زبیر و عباس وابوذر و مقداد اور بنی ہاشم جمع ہو گئے اور سب نے تلواریں سونت لیں اور کہنے لگے: خدا کی قسم تم لوگ اس وقت تک باز نہیں آؤ گے جب تک جو بات کی جائے اسے کر کے نہ دکھایا جائے۔ اور لوگوں میں اضطراب و اختلاف شروع ہو گیا۔ اور موجوں کی طرح ایک دوسرے کی طرف بڑھنے لگے اور آگے پیچھے ہونے لگے۔ بنی ہاشم کی عورتیں گھروں سے نکل پڑیں اور فریاد کر کے کہنے لگیں: اے خدا کے دشمنو! تم نے کس قدر جلد رسول خداؐ اور ان کے اہل بیتؑ سے دشمنی ظاہر کر دی ہے اور تم تو مدت سے رسول خداؐ کے لیے یہی ارادہ رکھتے تھے۔ مگر تمہیں قدرت نہ ہو سکی۔ کل تم نے ان کی دختر کو قتل کیا، اور آج ان کے بھائی اور چچازاد اور وصی اور ان کی اولاد کے باپ کو قتل کرنا چاہتے ہو۔ ربِ کعبہ کی قسم، تم جھوٹے ہو تم تو صرف انہیں قتل کرنے کے لیے نماز پڑھ رہے تھے۔ پھر لوگوں سے ڈر گئے کہ فتنہ و فساد نہ برپا ہو جائے۔